س-۱۲۱
980

۱۹۶۴ء

# مسالک الحنفا الابویہ المصطفیٰ

مع ترجمہ المعروف بہ

# والدین مصطفیٰ

مؤلفہ

حضرۃ الامام علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر ادارہ رضویہ بروزہ اعظم لاہور
دار نعیمیہ ہفت سواد موچی گیٹ

58716

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى

هذا التاليف يسمى مسالك الحنفا في والدي المصطفى ...

... في ابوي النبي صلى الله عليه وآله وسلم ...

في النار صرح بذلك جمع ...

## المسلك الاول

انهما ماتا قبل البعثة ولا تعذيب قبلها ...

معذبين حتى نبعث رسولا وقد اطبقت ...

اهل الكلام والاصول والشافعية من الفقهاء ...

تبلغ الدعوة ...

وانه اذا قتل يضمن بالدية والكفارة ...

رضي الله عنه وسائر الاصحاب ...

انه يجب في قتله القصاص ...

بمسلم حقيقي ...

كونهما ...

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# مسالک الحنفاء فی والدی المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible] للہ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد (علامہ جلال الدین
[illegible]ی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تالیف جس کا نام "مسالک الحنفاء فی والدی المصطفیٰ" ہے،
[illegible] حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما کے بارے میں
[illegible] ہے کہ وہ [illegible] جہنمی نہیں ہیں۔ اس کی تصریح علماءِ اہلِ سنّت کی ایک جماعت
[illegible] ہے۔ اُن کے مذہب و مسلک کی وضاحت یہ ہے کہ:

**پہلا مذہب:** نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدینِ کریمین آپ کی بعثتِ نبوت سے پہلے دنیا سے رخصت ہو گئے۔

[illegible]ثت سے قبل گزر چکے ہیں وہ لائقِ عذاب نہیں ہوتے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ [illegible] — اور ہم عذاب کرنے والے نہیں حتیٰ کہ ہم اُن میں رسول بھیجیں۔
[illegible] ع ۲)

[illegible]عرہ کے اصول و کلام کے ائمہ کا ایک طبقہ اور فقہائے شافعیہ کا یہ
[illegible] ہے کہ جو [illegible] میں مر جائے کہ اُسے کسی نبی کی دعوت و تبلیغ نہ پہنچے، وہ
[illegible] ہے۔ اور یہ کہا ہے اُس وقت تک قتل نہ کیا جائے جب تک کہ اسلام کی دعوت
[illegible] اور اگر دعوتِ اسلام سے پہلے اُسے قتل کر دیا، تو ضمان میں دیۃ و کفارہ
[illegible] اس پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور تمام صحابہ کی نص صریح ہے، بلکہ بعض
[illegible] نے یہاں تک فرمایا ہے کہ ایسے کے قتل کر دینے سے قصاص واجب ہو جاتا ہے"
[illegible] مسئلہ اسکے خلاف ہے۔ اسلیے کہ ایسا شخص حقیقی مسلمان نہیں ہے
[illegible] شرط اسکا [illegible] ہے۔

Marfat.com

المنادی فانه سئل عن والدی النبی [illegible]

فی النار [illegible]

[illegible] انه مات فی الفترة ولا تعذیب [illegible]

الجوزی فی کتاب مرآة الزمان عن [illegible]

احیاء امه صلی الله علیه واله وسلم ثم [illegible]

تعالیٰ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا

ذنبهما. وجزم به الابی فی [illegible]

اهل الفترة احادیث [illegible]

الی من لم تبلغهم [illegible]

ابن حجر فی بعض کتبه [illegible]

یعنی الذین ماتوا [illegible]

الله علیه [illegible]

فی هذا [illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible] نے اس کی یہ علت بیان فرمائی ہے کہ ایسا شخص جبکہ مر جائے تو اُسے
[illegible] ہوگا کیونکہ اس کی اصل فترت پر ہے اور نہ اس کی جانب سے دشمنی کا
[illegible] ہوا، اور نہ کوئی رسول آیا جس نے اُس کی تکذیب کی ہو۔

یہ پہلا مسلک و مذہب ہے جسے میں نے اس مقام میں جہاں ہم ہیں اپنے
[illegible] و اُستاذ، شیخ الاسلام شرف الدین المناوی رحمۃ اللہ سے سنا، کیونکہ اُن سے
[illegible] کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے بارے میں کسی نے سوال کیا تھا کہ کیا وہ جہنم
[illegible] ہیں؟ اس پر آپ نے [illegible] سائل کو خوب جھڑکا، اور فرمایا کیا اُن کا اسلام
[illegible] ہے؟ پھر فرمایا بلاشبہ اُن کا فترت پر انتقال ہوا، اور بعثت سے پہلے
[illegible] مستحق عذاب نہیں بنتا۔

[illegible] ابن جوزی نے اپنی کتاب "مرآۃ الزمان" میں ایک جماعت سے روایت
[illegible] اُنھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کے
[illegible] حدیث پہا اپنے دادا کی بحث بیان کرتے ہوئے کہا "مالضحۃ" یعنی
[illegible] نص صحیح نہیں۔ حالانکہ ایک جماعت کہتی ہے کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے
[illegible] معذبین حتی نبعث رسولاً یعنی ہم عذاب کرنے والے نہیں جب تک
[illegible] بھیجیں" اور جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ اسلام
[illegible] ماجد رضی اللہ عنہا کو نہیں پہنچی، تو اُن دونوں کا
[illegible] ناہ ہے؟ [illegible] روایت پر میرے والد نے "شرح مسلم" میں یقین کا اظہار
[illegible] عنقریب میں اُن کی عبارت نقل کروں گا۔

[illegible] شبہ اہلِ فترت کے بارے میں احادیث مروی ہیں کہ قیامت کے دن
[illegible] کا امتحان لیا جائے گا، اور آیاتِ قرآنیہ اُن کے غیر معذب ہونے پر دلالت
[illegible] ہیں۔ اور [illegible] العصر شیخ الاسلام ابوالفضل ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ
[illegible] کتابوں میں اس مسلک کی طرف مائل ہوتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبی کریم

Marfat.com

# ذكر الآيات المشيرة إلى ذلك

الآية الأولى قوله تعالى: "وما كنا معذبين حتى نبعث رسولا" [illegible]
الآية هي التي اطبقت ائمة السنة على الاستدلال بها على انه لا تعذيب
قبل البعثة، وردوا بها على المعتزلة ومن وافقهم [illegible]
ابن جرير وابن ابي حاتم في تفسيريهما عن قتادة في قوله تعالى "وما كنا
معذبين حتى نبعث رسولا" قال: ان الله ليس يعذب احدا حتى يسبق
اليه من الله خبرا ويأتيه من الله بينة. الآية الثانية قوله تعالى:
"ان لم يكن ربك مهلك القرى بظلم واهلها غافلون" [illegible]
الزركشي[1] في "شرح جمع الجوامع" استدل لا صل قاعدة ان [illegible]
بواجب عقلا بالسمع. الآية الثالثة قوله تعالى: "ولولا ان تصيبهم [illegible]
بما قدمت ايديهم فيقولوا ربنا لولا ارسلت الينا رسولا فنتبع آياتك [illegible]
من المؤمنين" الآية ذكرها الزركشي ايضا. واخرج ابن [illegible]
هذه الآية بسند حسن عن ابي سعيد الخدري [illegible]
الله صلى الله عليه وآله وسلم: الهالك في الفترة [illegible]
ثم قرأ هذه الآية: "ربنا لولا ارسلت الينا رسولا [illegible]
الآية الرابعة قوله تعالى: "ولو انا اهلكناهم بعذاب من قبله لقالوا [illegible]
ارسلت الينا رسولا فنتبع آياتك من قبل ان نذل [illegible]

---

[1] وهو العلامة الشيخ بدر الدين [illegible]
الله المتوفى سنة [illegible]

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے آن آباء و اجداد کے بارے میں جو بعثت سے پہلے انتقال کر چکے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام اور آپ سے ذاتی قربیت کے لحاظ سے گمان یہ ہے کہ بوقتِ امتحان وہ فرمانبردار و مطیع ہونگے۔

حضرتِ علامہ ابنِ حجر رحمۃ اللہ نے اس مسلک میں قضیۂ امتحان کو بھی داخل کر دیا ہے باوجودیکہ یہ ظاہر بات ہے کہ قضیۂ امتحان "مستقل جداگانہ مسئلہ ہے" لیکن میں نے اس عبارت میں دقیق معنیٰ پائے، جو اصحابِ تحقیق پر پوشیدہ نہیں۔

## اس مسلک پر جو آیات اشارہ کرتی ہیں اُنکا بیان

| | |
|---|---|
| پہلی آیت کریمہ: وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُولًا ۝ (پ ۔ ۲۶) | اور ہم عذاب کرنے والے نہیں جبتک کہ ہم رسول نہ بھیجیں۔ |

یہی وہ آیتِ کریمہ ہے جس سے ائمہ اہل سنت کے ایک طبقہ نے استدلال کیا ہے کہ بعثت سے پہلے لوگوں پر عذاب نہ ہو گا۔ اور اُنھوں نے اس استدلال کے ذریعہ معتزلہ اور یہ لوگ جو عقل کے پیروکار ہیں، دونوں کا رد کیا ہے۔ چنانچہ حضرتِ ابنِ جریر اور حضرتِ ابنِ ابی حاتم رحمہما اللہ نے اپنی اپنی تفسیر میں حضرتِ قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں نقل کیا کہ حضرتِ قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بیشک اللہ تعالیٰ کسی کو اسوقت تک عذاب نہیں دیتا جبتک اُسکے پاس پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر یا اُسکی جانب سے کوئی یقینی دلیل نہ آجائے۔

| | |
|---|---|
| دوسری آیت کریمہ: ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ۝ (پ ۔ ۳۶) | یہ اسلیے کہ تمہارا رب بستیوں کو ظلم سے تباہ نہیں کرتا کہ اُن کے لوگ بے خبر ہوں۔ |

اس آیتِ کریمہ کو علامہ زرکشی رحمۃ اللہ "شرح جمع الجوامع" میں اس قاعدہ کے استدلال میں لائے ہیں کہ منعم یعنی نعمت دینے والے کا شکر بجالانا محض عقل سے واجب نہیں ہوتا، بلکہ سمع سے واجب ہوتا ہے۔

Marfat.com

فی تفسیرہ حتی ...
رب المیا تی کتاب ورسول ...
من قبلہ ۔ الی اخرالایۃ الایۃ الخامسۃ قولہ تعالیٰ ...
القریٰ حتی یبعث فی امھا رسولا یتلو علیھم ایتنا ...
ابن عباس وقتادۃ فی الایۃ: والا لم یھلک تعالیٰ اھل ...
محمد اصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلما کذ بوا ...
السادسۃ قولہ تعالیٰ: "وھذا کتب انزلنہ مبارک ...
ان تقولوا انما انزل الکتب علی طائفتین من قبلنا وان کنا ...
الایۃ السابعۃ قولہ تعالیٰ: وما اھلکنا من قریۃ الا لھا منذرون ...
ظالمین ہ"۔ اخرج عبد بن حمید وابن المنذر وابن ابی حاتم ...
فی الایۃ قال: ما اھلک اللہ من قریۃ الا من بعد الحجۃ ...
یرسل الرسل وینزل الکتب تذکرۃ لھم وموعظۃ وحجۃ ...
ظلمین" یقول: ما کنا لنعذبھم الا من بعد البینۃ والحجۃ ...
تعالیٰ: "وھم یصطرخون فیھا ربنا اخرجنا نعمل صالحا ...
نعمرکم ما یتذکر فیہ من تذکر وجاءکم النذیر ...
ببعثۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ...

## ذکر الاحادیث الوارد ...
## یمتحنون یوم القیامۃ ...
## ادخل الجنۃ ومن ...

Marfat.com

[illegible] آیتِ کریمہ :- وَلَوْلَآ اَنْ تُصِیْبَهُمْ مُّصِیْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ فَیَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰیٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝

(پ۲۰ - ع ۸)

اور اگر نہ ہوتا کہ کبھی پہنچتی انھیں کوئی مصیبت اس کے سبب جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا، تو کہتے اے ہمارے رب تو نے کیوں نہ بھیجا ہماری طرف کوئی رسول کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور ایمان لاتے ۔

اس آیتِ کریمہ کو علامہ زرکشی "شرح جمع الجوامع" میں لاتے ہیں، اور حضرت ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ اپنی تفسیر میں اس آیت کے تحت "سندِ حسن" کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہیں کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :-

الهالك في الفترة يقول رب لم يأتني كتاب ولا رسول ثم قرأ هذه الآية ربنا لولا أرسلت إلينا الآية

فترت پر مرنے والا کہے گا اے خدا میرے پاس نہ کتاب آئی اور نہ رسول، پھر حضور نے اس آیت کو تلاوت فرمایا ........

چوتھی آیتِ کریمہ :- وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰیٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰی

( پ - ع )

اگر ہم انھیں کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے رسول کے آنے سے پہلے تو ضرور کہتے اے ہمارے رب تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیری آیتوں پر چلتے قبل اس کے کہ ذلیل و رسوا ہوتے ۔

اس آیتِ کریمہ کے تحت حضرت ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں حضرت عطیہ العوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "فترت میں مرنے والا کہے گا اے خدا میرے پاس نہ کتاب آئی نہ رسول آیا، اس کے بعد یہ آیتِ کریمہ پڑھی وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ الآیہ"

پانچویں آیتِ کریمہ :- وَمَا كَانَ رَبُّكَ

اور تمہارا رب شہروں کو ہلاک نہیں کرتا

Marfat.com

الحدیث الاول: اخرج الامام احمد بن حنبل و اسحاق [illegible]
والبیهقی فی "کتاب الاعتقاد" وصححه عن الاسود بن سریع رضی [illegible]
ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال: اربعة یحتجون یوم القیامة رجل
اصم لا یسمع شیئا، ورجل احمق، ورجل هرم، ورجل مات فی فترة، فاما
الاصم فیقول: رب! لقد جاء الاسلام وما اسمع شیئا، واما الاحمق فیقول
رب! لقد جاء الاسلام والصبیان یحذفونی بالبعر، واما الهرم فیقول:
رب! لقد جاء الاسلام وما اعقل شیئا، واما الذی مات فی الفترة فیقول:
رب! ما اتانی لک رسول؛ فیاخذ مواثیقهم لیطیعنه، فیرسل الیهم ان ادخلوا
النار! فمن دخلها کانت علیه بردا وسلاما، ومن لم یدخلها یسحب الیها

الحدیث الثانی: اخرج احمد بن حنبل واسحاق بن راهویه فی مسندیهما
وابن مردویه فی تفسیره والبیهقی فی "الاعتقاد" عن ابی هریرة رضی الله
عنه ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال: اربعة یحتجون — مثل
حدیث الاسود بن سریع — رضی الله عنه — الحدیث الثالث: اخرج
البزار فی مسنده عن ابی سعید الخدری — رضی الله عنه — قال: قال رسول
الله صلی الله علیه وآله وسلم: یؤتی بالهالک فی الفترة والمعتوه والمولود
فیقول الهالک فی الفترة: لم یاتنی کتاب ولا رسول، ویقول المعتوه: ای
رب! لم تجعل لی عقلا اعقل به خیرا ولا شرا، ویقول المولود: [illegible]
قال: فیرفع لهم نار فیقال لها: ردوها — او قال: ادخلوها [illegible]
فی علم الله سعیدا لو ادرک العمل، ویمسک عنها من کان فی علم
الله شقیا لو ادرک العمل، فیقول [illegible]
وکیف برسلی بالغیب [illegible]

Marfat.com

| | |
|---|---|
| وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا الآيۃ ع | جبتک انکی اصل مرجع میں رسول نہ بھیجے جو اُن پر ہماری آیتیں پڑھے...... |

اس آیتِ کریمہ کے تحت حضرت ابنِ ابی حاتم رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں حضرت ابنِ عباس اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ :۔

| | |
|---|---|
| الا لم یہلک اللہ تعالیٰ اھل مکۃ حتی بعث الیھم محمداً صلی اللہ علیہ وسلم فلما کذبوا وظلموا فبذالک ھلکوا الحدیث | مگر اللہ تعالیٰ نے اہلِ مکہ کو ہلاک نہ فرمایا یہاں تک کہ انکی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا، پھر جب انہوں نے آپ کی تکذیب کی اور اپنے پر ظلم کیا تو اسکی بنا پر وہ ہلاک ہوگئے |
| چھٹی آیت کریمہ۔ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآىِٕفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝ (پ۸ - ع ۷) | اور یہ برکت والی کتاب ہم نے اتاری، تو اسکی پیروی کرو، اور پرہیزگاری کرو کہ تم پر رحم ہو، کبھی کہو کہ کتاب تو ہم سے پہلے دو گروہوں پر اتری تھی، اور ہمیں پڑھنے پڑھانے کی کچھ خبر نہ تھی۔ |
| ساتویں آیت کریمہ۔ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ۝ ذِكْرٰى وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ (پ۱۹ - ع۱۰) | اور ہم نے کوئی بستی ہلاک نہ کی جسے ڈر سنانے والے نہ ہوں نصیحت کے لیے اور ہم ظلم نہیں کرتے ۔ |

اس آیتِ کریمہ کے تحت حضرت عبد بن حمید، ابن منذر، اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے اپنی اپنی تفاسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے کسی آبادی کو ہلاک نہ کیا مگر حجۃ وبینہ اور عذر کے بعد یہانتک کہ اللہ تعالےٰ نے اُنکے پاس رسولوں کو بھیجا، اور انکی تنبیہ، نصیحت اور حجت کیلئے کتاب بیں نازل فرمایا" ذِکْرٰی وَمَا کُنَّا ظٰلِمِیْنَ الآیہ فرماتا ہے ہم انھیں عذاب نہیں دیتے مگر دلیل وحجت کے بعد"

Marfat.com

ضعف، والترمذي [illegible]
الحكم بحسنه وثبوته. الحديث الرابع: اخرج [illegible]
عن انس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه [illegible]
يؤتى باربعة يوم القيامة بالمولود والمعتوه [illegible]
الفاني كلهم متكلم بحجته، فيقول الله تبارك وتعالى [illegible]
فيقول لهم: انى كنت ابعث الى عبادي رسلا من انفسهم [illegible]
اليكم، ادخلوا هذه! فيقول من كتب عليه الشقاء [illegible]
وما كنا نعرف! ومن كتب له السعادة فيمضي [illegible]
الله: قد عصيتموني فانتم لرسلي اشد تكذيبا ومعصية [illegible]
الجنة وهؤلاء النار. الحديث الخامس: اخرج [illegible]
وابن المنذر وابن ابي حاتم عن ابي هريرة رضي الله [illegible]
كان يوم القيامة جمع الله اهل الفترة والمعتوه والاصم [illegible]
الذين لم يدركوا الاسلام ثم ارسل اليهم رسولا [illegible]
كيف ولم يأتنا رسل! قال: وايم الله! [illegible]
ثم يرسل اليهم فيطيعه من كان يريد ان يطيعه؛ قال [illegible]
شئتم: "وما كنا معذبين حتى نبعث رسولا" [illegible]
ومثله لا يقال من قبل الرأي فله حكم [illegible]
البزار والحاكم في مستدركه عن ثوبان رضي الله عنه ان [illegible]

---

[1] قال الحافظ ابن حجر العسقلاني [illegible]
جنادة العوفي الجدلي ابو الحسن [illegible]
من الثالثة مات سنة احدى [illegible]

Marfat.com

اُنہیں آیتِ کریمہ وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيهَا رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ الآیہ (پ - ۲۲)

اور وہ اس میں چلاتے ہونگے اے رب ہمیں نکال کہ ہم اچھا کام کریں اسکے خلاف جو پہلے کرتے تھے، اور کیا ہمنے تمہیں وہ عمر نہ دی تھی جس میں سمجھ لیتا ہے جسے سمجھنا ہوتا اور ڈر سنانے والا تمہارے پاس تشریف لایا تھا

اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں مفسرین فرماتے ہیں کہ النذیر سے مراد، کفار پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے حق تعالیٰ کا حجت قائم فرمانا ہے۔

## اہلِ فترت کے بارے میں احادیث کا تذکرہ

کہ بروزِ قیامت اُن کا امتحان ہوگا جس نے اُنکی اطاعت وہ جنت میں داخل ہونگے اور جس نے نافرمانی کی وہ جہنم میں جائینگے۔

**پہلی حدیث :۔** حضرت امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ نے اپنی اپنی مسند میں، اور امام بیہقی نے "کتاب الاعتقاد" میں اس حدیث کی تخریج کی، اور حضرت اسود بن سریع رضی اللہ عنہ سے اسکی تصحیح کی کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن چار آدمی جھگڑا کرینگے۔ ایک بہرا شخص جو بالکل ہی نہ سنے، دوسرا احمق شخص، تیسرا دیوانہ شخص، چوتھا وہ جو فترت میں مرجائے۔

بہرا شخص کہے گا۔ اے خدا یقیناً اسلام آیا لیکن میں کچھ سن ہی نہیں سکتا تھا اور احمق کہے گا، اے رب بیشک اسلام آیا، مگر مجھ پر بچے مینگنیاں پھینکتے تھے اور دیوانہ (ہرم) کہیگا، اے رب بیشک اسلام آیا، مگر میں کچھ سمجھ ہی نہیں رکھتا تھا اور وہ جو فترت میں مرجائے، کہیگا اے رب تیری طرف سے میرے پاس کوئی رسول آیا ہی نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اُن کا امتحان لیگا کہ کون اُسکا فرمانبردار ہے، اور انہیں حکم دیا جائیگا کہ آگ میں داخل ہو جاؤ۔ لہٰذا جو آگ میں (حکمِ الٰہی سے) داخل ہوگیا، تو اس پر وہ آگ ٹھنڈی سلامتی والی ہو جائے گی۔ اور جو (حکمِ الٰہی سے) داخل نہ ہونا

Marfat.com

عليه وآله وسلم قال: اذا كان يوم القيامة جاء [illegible]
اوثانهم على ظهورهم فيسألهم ربهم فيقولون: ربنا لم ترسل [illegible]
يأتنا لك أمر، ولو ارسلت الينا رسولا لكنا اطوع عبادك فيقول [illegible]
ارأيتكم ان امرتكم بامر تطيعوني؟ فيقولون: نعم! فيأمرهم ان يعمدوا الى
جهنم فيدخلونها، فينطلقون حتى اذا دنوا منها وجدوا لها تغيظا وزفيرا
فرجعوا الى ربهم فيقولون: ربنا اجرنا منها! فيقول لهم: ألم تزعموا اني ان امرتكم
بامر تطيعوني! فيأخذ على ذلك مواثيقهم، فيقول: اعمدوا اليها فادخلوا!
فينطلقون حتى اذا رأوها فرقوا ورجعوا، فقالوا: ربنا فرقنا منها ولا نستطيع
ان ندخلها داخرين! فقال النبي صلى الله عليه وآله وسلم: لو دخلوها اول
مرة كانت عليهم بردا وسلاما. قال الحاكم: صحيح على شرط البخاري ومسلم

الحديث السابع: اخرج الطبراني وابونعيم عن معاذ بن جبل رضي الله عنه
عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال: يؤتى يوم القيامة بالممسوخ عقلا
وبالهالك في الفترة وبالهالك صغيرا، فيقول الممسوخ عقلا: يا رب لو
آتيتني عقلا ما كان من آتيته عقلا بأسعد بعقله مني. وذكر في الهالك في
الفترة والصغير نحو ذلك، فيقول الرب: اني آمركم بامر فتطيعوني؟ فيقولون:
نعم! فيقول: اذهبوا فادخلوا النار! قال: ولو دخلوها ما ضرتهم، فتخرج عليهم
فرائص، فيظنون انها قد اهلكت ما خلق الله من شيء، فيرجعون سراعا، ثم يأمرهم
بأمرهم الثانية فيرجعون كذلك، فيقول الرب: قبل ان اخلقكم علمت ما
انتم عاملون وعلى علمي تصيرون، ضميهم [illegible]
في تعليقه في الاصول في مسألة شكر المنعم [illegible]

---

له هو علي بن محمد الطبري الشافعي [illegible]

Marfat.com

[illegible] سے گھسیٹکر ڈالدیا جائے گا۔

دوسری حدیث :- حضرت احمد بن حنبل، اور حضرت اسحاق بن راہویہ رحمہا اللہ اپنی مسند میں، اور ابن مردویہ اپنی تفسیر میں، اور امام بیہقی "الاعتقاد" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار شخص جھگڑا کرینگے، اسکے بعد حضرت اسود بن سریع رضی اللہ عنہ کی حدیث کی مانند بیان کیا۔

تیسری حدیث :- حضرت بزار نے اپنی مسند میں، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ فترت، معتوہ (دیوانگی) اور پیدائش میں مرنے والے کو جب لایا جائیگا تو فترت میں مرنے والا شخص کہیگا، اے رب! میرے پاس نہ کتاب آئی نہ رسول آیا، اور معتوہ یعنی دیوانہ کہے گا، اے رب! تو نے مجھے عقل وسمجھ ہی عطا نہ فرمائی کہ میں اچھے، بُرے کی تمیز کرسکتا۔ اور بچہ کہے گا، میں نے عمل کا وقت ہی نہ پایا۔ فرماتے ہیں کہ پھر انکے لیے (بغرض امتحان وآزمائش) آگ اُٹھائی جائے گی، اور کہا جائیگا اسے اپنے اُوپر لوٹ لو، یا یہ کہا جائیگا کہ اس میں داخل ہو جاؤ۔ لہٰذا جو شخص علم الٰہی میں، اگر وہ عمل کا وقت پاتا، تو سعید ہوتا، وہ آگ میں داخل ہو جائیگا۔ اور جو علم الٰہی میں، اگر وہ عمل کا وقت پاتا، تو شقی وبدبخت رہتا، وہ آگ میں داخل ہونے سے رُک جائیگا۔ اسوقت اللہ تعالےٰ فرمائے گا تم سامنے سے دور ہو جاؤ، تم نافرمان ہو بحالت غیب میں میرے رسولوں کے ساتھ کیونکر پیش آتے۔

اس حدیث کی سند میں عطیۃ العوفی کی وجہ سے ضعف ہے، اور ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا، اور اس حدیث کے لیے اور بھی شواہد ہیں، جس سے اسکے حسن وثبوت کا حکم مقتضی ہوتا ہے۔

چوتھی حدیث :- حضرت بزار اور ابو یعلیٰ نے اپنی اپنی مسند میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ چار شخص

Marfat.com

اراء اهل السنة قاطبة انه لا مدرك للاحكام

من قضيات العقول. فاما من عدا اهل الحق من

والكرامية والمعتزلة وغيرهم فانهم ذهبوا الى ان

ما يتلقى من الشرع المنقول، ومنها ما يتلقى من قضيات

نحن فنقول: لا يجب شئ قبل مجئ الرسول فاذا

من النظر؟ فنقول: لا يعلم اول الواجبات الا بالسمع

عليه النظر. وعند هذا يسأل المتطرقون فيقولون

وليس بقربة؟ وجوابه: ان النظر الذي هو اول الواجبات

لانه ينظر للمعرفة فهو مطيع وليس بمتقرب لانه

قال: وذكر شيخنا الامام في هذا المقام شيئا

يتعارض الخواطر والطرق اذ ما من خاطر يعرض له

يخطر خاطر آخر على نقيضه فيتعارض

فيجب التوقف الى ان ينكشف الشرع

قال الاستاذ ابو اسحاق: ان قول

الى من وقفت عنده مجاوزة العقل

عرف بمجاري العقل ما لا يجري فيه

الدين الرازي في المحصول: شكر المنعم

انه لو تحقق الوجوب

فلا وجوب، اما الملازمة فبينة

"وما كنا معذبين حتى نبعث

Marfat.com

قیامت میں لائے جائینگے، بچے، دیوانے، وہ جو فترت میں مرا، اور شیخ فانی اٹھتا ہر ایک اپنی اپنی برأت کی دلیل میں بولے گا۔ اُسوقت اللہ تعالیٰ جہنم کے دہانے کو حکم دیگا کھل جا! پھر اُن سے فرمائے گا میں (دنیا میں) بندوں کی طرف اپنی جانب سے اپنے رسولوں کو بھیجتا تھا اب میں بذاتِ خود تمہارے سامنے ہوں، اس جہنم میں داخل ہو جاؤ۔ اُسوقت جسکی تقدیر میں شقاوت لکھی جا چکی ہے کہے گا، اے رب کیا تو ہمیں وہاں داخل ہونے کا حکم فرماتا ہے، جسے ہم جانتے بھی نہیں۔ اور جسکی تقدیر میں سعادت لکھی جا چکی ہے، وہ داخل ہو کر اس میں دوڑتا ہوگا۔ پھر اللہ تعالےٰ فرمائے گا، جبکہ اب تم نے میری نافرمانی کی، تو میرے رسولوں کو تو اس سے بڑھ کر جھٹلاتے اور نافرمانی کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ سعید کو جنت میں اور شقی کو جہنم میں داخل کر دیگا۔

**پانچویں حدیث:** حضرت عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، اور ابن ابی حاتم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اہلِ فترت، مخبوط الحواس، گونگے، بہرے اور اُن بوڑھوں کو جنہیں اسلام کی دعوت نہیں پہنچی، جمع کر کے فرشتوں کو اُنکے پاس بھیجے گا کہ انہیں (بغرض امتحان) جہنم کی آگ میں ڈالدیں، اُسوقت وہ کہینگے کہ یہ کیوں ہے؟ ہمارے پاس تو رسول کبھی نہ آئے؟ — حضور فرماتے ہیں، خدا کی قسم اگر وہ آگ میں (حکم سنتے ہی) داخل ہو جاتے، تو یقیناً وہ آگ اُن پر ٹھنڈی سلامتی والی ہو جاتی۔ پھر بھیجا جاتا انکی طرف تو اُسکی ویسی فرمانبرداری کرتے، جیسے خدا چاہتا کہ وہ فرمانبرداری اسکی کرے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر تم چاہو تو یہ آیت کریمہ پڑھ لو۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا الآیہ | اور ہم عذاب کرنے والے نہیں جبتک کہ ہم رسول کو نہ بھیجیں۔

اس حدیث کی سند بشرطِ بخاری و مسلم، صحیح ہے، اور اسکی مثل بہتے سے کوئی رائے جنہیں کہی گئی۔ لہٰذا یہ حکم میں مرفوع کے ہے۔

کصاحب "الحاصل" و"التحصیل" والبیضاوی فی "منهاجه". وقال القاضی تاج الدین السبکی فی "شرح مختصر ابن الحاجب" علی مسألة شکر المنعم فیخرج مسألة من لم تبلغه الدعوة فعندنا یموت ناجیا ولا یقاتل حتی یدعی الی الاسلام، وهو مضمون بالکفارة والدیة ولا یجب القصاص علی قاتله علی الصحیح. وقال البغوی فی "التهذیب": اما من لم تبلغه الدعوة فلا یجوز قتله قبل ان یدعی الی الاسلام فان قتل قبل ان یدعی الی الاسلام وجب فی قتله الدیة والکفارة- وعند ابی حنیفة رحمه الله لا یجب الضمان بقتله، واصله انه عندهم محجوج علیه بعقله وعندنا هو غیر محجوج علیه قبل بلوغ الدعوة الیه بقوله تعالیٰ: "وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا" فثبت انه لا حجة علیه قبل مجیٔ الرسول- انتهی. وقال الرافعی فی الشرح: من لم تبلغه الدعوة لا یجوز قتله قبل الاعلام والدعاء الی الاسلام، ولو قتل کان مضمونا خلافا لابی حنیفة. وبنی الخلاف علی انه محجوج علیه بالعقل عنده، وعندنا من تبلغه الدعوة لا تثبت علیه الحجة ولا یتوجه المؤاخذة، قال تعالیٰ: "وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا"- انتهی. وقال الغزالی فی "البسیط"[1]: من لم تبلغه الدعوة یضمن بالدیة والکفارة لا بالقصاص علی الصحیح لانه لیس مسلما علی التحقیق وانما هو فی معنی المسلم. وقال ابن الرفعة فی "الکفایة": لانه مولود علی الفطرة ولم یظهر منه عناد- وقال النووی[2]

---

[1] البسیط فی الفروع للامام حجة الاسلام حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالی الشافعی المتوفی سنة خمس وخمس مائة ۵۰۵ھ [2] وهو الامام الحافظ ابو زکریا یحیی بن شرف الدین النووی الشافعی المتوفی سنة ست وسبعین وستمائة ۶۷۶ھ.

Marfat.com

**چھٹی حدیث:** حضرت بزار و حاکم نے اپنی "مستدرک" میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت قایم ہوگی، تو زمانۂ جاہلیت کے لوگ اپنی پشتوں پر بتوں کو اٹھائے ہوئے آئینگے۔ رب تبارک و تعالیٰ اُن سے پوچھے گا، تو وہ کہینگے، اے ہمارے رب! تونے ہماری طرف رسولوں کو بھیجا ہی نہیں، اور نہ تیرا کوئی حکم ہی آیا۔ اگر تو ہمارے پاس رسولوں کو بھیجتا، تو یقیناً تیرے بندوں (رسولوں) کی اطاعت کرتے۔ اُسوقت اللہ تعالیٰ اُن سے فرمائیگا، کیا تمہارا گمان یہ ہے کہ اگر تمہیں کوئی حکم دیا جاتا، تو تم ہماری اطاعت کرتے؟ وہ کہینگے ہاں! تب اُن سے فرمائیگا، چلو جہنم کی طرف، اور اُس میں داخل ہو جاؤ، پھر وہ چلینگے، یہانتک کہ جب اُسکے قریب ہونگے، تو جہنم کا غیظ و غضب پائینگے اُسوقت اپنے رب کی طرف لوٹ کر کہینگے، اے ہمارے رب! ہمیں اس سے نجات دے۔ تب حق تعالیٰ اُن سے فرمائیگا، کیا تم یہ گمان نہیں رکھتے تھے کہ اگر میں تمہیں کوئی حکم دوں، تو تم میری اطاعت کروگے؟ پھر اللہ تعالیٰ اس پر ان سے عہد لیگا، اور دوبارہ حکم دیگا کہ چلو جہنم میں داخل ہو جاؤ۔ پھر وہ چلینگے جب جہنم کو دیکھیں گے تو پھٹ جائینگے۔ اور واپس ہوکر کہینگے، اے رب ہم میں تفرقہ ڈالدیا اور ہم طاقت نہیں رکھتے کہ داخل ہوکر جہنم کو بھر دیں۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر وہ پہلی ہی مرتبہ داخل ہو جاتے، تو آگ اُن پر ٹھنڈی سلامتی والی ہو جاتی۔" متخرج حدیث حضرت حاکم فرماتے ہیں کہ بخاری و مسلم کی شرط پر یہ حدیث صحیح ہے۔

**ساتویں حدیث:** طبرانی و ابو نعیم، بروایت حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ممسوح العقل (دیوانہ)، زمانۂ فترت میں مرنے والے، اور خورد سالی میں مرنے والے بچے لائے جائینگے۔ پس دیوانہ (ممسوح العقل) کہے گا، اے رب اگر تو مجھے عقل دیتا، تو جو عقلمند نیک بختی کے کام کرتے ہیں، یقیناً میں بھی ویسا ہی کرتا

فی "شرح مسلم" فی مسألة اطفال المشرکین: المذهب الصحیح المختار الذی صار الیه المحققون انهم فی الجنة لقوله تعالی: "وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا". قال: واذا کان لایعذب البالغ لکونه لم تبلغه الدعوة فغیره اولی. انتهی. فان قلت: هذا المسلك الذی قدرته هل هو عام فی اهل الجاهلیة کلهم؟ قلت: لا، بل هو خاص بمن لم تبلغه دعوة نبی اصلا، اما من بلغته منهم دعوة احد من الانبیاء السابقین ثم اصر علی کفره فهو فی النار قطعا؛ وهذا لانزاع فیه. واما ابوان الشریفان فالظاهر من حالهما ماذهبت الیه هذه الطائفة من عدم بلوغهما دعوة احد؛ وذلك لمجموع امور: تأخر زمانهما وبعد مابینهما وبین الانبیاء السابقین؛ فان اخر الانبیاء قبل بعثة نبینا صلی الله علیه وآله وسلم عیسی علیه السلام، وکانت الفترة بینه وبین بعثة نبینا نحو ست مائة سنة، ثم انهما کانا فی زمن جاهلیة وقد طبق الجهل الارض شرقا وغربا وفقد من یعرف الشرائع ویبلغ الدعوة علی وجهها الا نفر یسیر من احبار اهل الکتاب؛ مفرقت فی اقطار الارض کالشام وغیرها؛ ولم یعهد تقلب لهما فی الاسفار سوی المدینة، ولا عمرا عمرا طویلا بحیث یقع لهما فیه التنقیب والتفتیش؛ فان والد النبی صلی الله علیه وآله وسلم لم یعش من العمر الا قلیلا.

قال الامام الحافظ صلاح الدین العلائی[1] فی کتابه "الدرة السنیة فی مولد خیر البریة": کان سن عبد الله حین حملت منه آمنة برسول الله صلی الله علیه وآله وسلم نحو ثمانیة عشر عاما، ثم ذهب الی المدینة یمتار منها تمرا لاهله فمات بها عند اخواله من بنی النجار والنبی صلی

[1] هو الحافظ صلاح الدین خلیل بن کیکلدی العلائی۔

Marfat.com

اور اہلِ فترت، اور خورد سال بچے بھی اسی قسم کی بات کہینگے۔ اس پر رب العزت فرمائیگا، اگر (اب بھی) میں تمکو کوئی حکم دوں، تو میری اطاعت کروگے؟ وہ سب کہینگے ہاں)! پھر حکم دیگا، جاؤ آگ میں داخل ہو جاؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر وہ داخل ہو جاتے، تو آگ اُنھیں کچھ نقصان نہ پہنچاتی، اور آن پر آگ کے فرائض (یعنی جلانے کے افعال) کو دُور کردیا جاتا، مگر اُنھوں نے یہی گمان کیا کہ وہ ویسا ہی ہلاک کریگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو پیدا فرمایا۔ چنانچہ وہ فوراً (بغیر آگ میں داخل ہوئے) واپس آجائینگے، پھر دوبارہ اللہ تعالیٰ انھیں حکم دیگا، پھر وہ یونہی لوٹ آئینگے۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ میں تمھیں پیدا کرنے سے پہلے ہی جانتا تھا کہ تم میرے حکم پر عمل کرنیوالے نہیں ہو، اور میرے علم میں تھا کہ تم یونہی لوٹ آؤگے (فرشتوں کو حکم دیگا کہ) انھیں آگ میں جھونک دو۔ پس فرشتے انکو پکڑ لینگے۔

الکیاہراسی (یعنی علی بن محمد طبری شافعی المتوفی ۵۰۴ھ) اپنی کتاب "تعلیق" میں، نعمت دینے والے کے شکر کے مسئلۂ اصول میں فرماتے ہیں کہ:۔

"واضح رہنا چاہیئے کہ تمام اہلِ سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ احکام کے لیے شریعت میں نقل کے سوا عقل کی گنجائش نہیں ہے، اور نہ عقلی قضیوں کی فروع ہے۔ لیکن اہلِ حق کے سوا دیگر طبقے مثلاً روافض، کرامیہ اور معتزلہ وغیرہ کا مذہب یہ ہے کہ احکام کی دو قسمیں ہیں۔ کچھ تو وہ احکام ہیں جنکے لیے شریعت میں نقل کی ضرورت ہے، اور کچھ وہ احکام ہیں، جنکے لیے عقلی قضیوں کی حاجت ہے۔ لیکن ہم جواب میں کہتے ہیں کہ رسول کے آنے سے پہلے کوئی چیز واجب نہیں ہوتی۔ پھر جب رسول تشریف لے آئے اور معجزہ قایم فرمادے، تب عاقل کے لیے غور کا امکان ہے اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ سب سے پہلے واجبات کا علم، سمع یعنی سُننے سے حاصل ہوتا ہے پھر جب رسول آجائے تو اُس پر غور کرنا واجب ہے۔ اس اصول پر اگر کوئی یاوہ گو سوال کرے، اور یہ کہے کہ ایسا کوئی واجب نہیں کہ وہ طاعت تو ہو، مگر قربت نہ ہو۔

Marfat.com

الله علیه وآله وسلم حمل علی الصحیح. انتهی. وامه قریبة من ذلك لا سیما وهی امراة مصونة محجبة فی البیت عن الاجتماع بالرجال، والغالب علی النساء انهن لا یعرفن ما الرجال فیه من امر الدیانات والشرائع خصوصا فی زمان الجاهلیة الذی رجاله لا یعرفون ذلك فضلا عن نسائه ولهذا لما بعث النبی صلی الله علیه وآله وسلم تعجب من بعثته اهل مکة وقالوا: "ابعث الله بشرا رسولا" وقالوا: "ولو شاء الله لانزل ملئکة ما سمعنا بهذا فی آبائنا الاولین". فلو کان عندهم علم من بعثة الرسل ما انکروا ذلك، وربما کانوا یظنون ان ابراهیم بعث بما هم علیه فانهم لم یجدوا من یبلغهم شریعة ابراهیم علی وجهها لدثورها وفقد من یعرفها اذ کان بینهم وبین زمن ابراهیم علیه السلام ازید من ثلاثة الآف سنة، فاتضح بذلك صحة دخولها فی هذا المسلك. ثم رأیت الشیخ عز الدین ابن عبد السلام[له] قال فی امالیه ما نصه: کل نبی انما ارسل الی قومه الا نبینا صلی الله علیه وآله وسلم، قال: فعلی هذا یکون ما عدا قوم کل نبی من اهل الفترة الا ذریة النبی السابق فانهم مخاطبون ببعثة السابق الا ان تدرس شریعة السابق فتصیر الکل من اهل الفترة. هذا کلامه. فبان بذلك ان الوالدین الشریفین من اهل الفترة بلا شك لانهما لیسا من ذریة عیسی ولا من قومه. ثم ترشح مما قال حافظ العصر ابو الفضل احمد بن حجر: ان الظن بهما ان یطیعا عند الامتحان امران: احدهما: ما اخرجه الحاکم فی "المستدرك" وصححه عن ابن مسعود رضی الله تعالی عنه. قال قال شاب من الانصار. لم ار رجلا کان اکثر سؤالا لرسول الله

---

[له] هو عبد العزیز بن عبد السلام الشافعی، المتوفی فی سنة ستین وست مائة. کذا فی کشف الظنون فی ذکر "امام فی ادلة الاحکام" ولم یذکر له الامالی فلعل ما فی المتن تصحیف، والله اعلم.

587/6

Marfat.com

تو اسکا جواب یہ ہے کہ بلاشبہ وہ پہلی بار غور کرتا کہ یہ سب سے پہلا واجب ہے مطاعت ہے مگر اس میں قربت نہیں ہے، کیونکہ وہ معرفت کے لیے غور کرتا ہے، لہٰذا وہ مطیع ہے، اور قربت اسلیے نہیں ہے کہ وہی مقرب بنتا ہے جسے اُسکی معرفت ہو جائے۔ (گویا کہ معرفت کے بعد قربت کا درجہ ہے)۔

مصنف رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ و امام نے اس مقام میں کیا خوب کہا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول کے آنے سے پہلے دلوں کے خیالات مختلف و متعارض ہوتے ہیں، اور راستہ وہی کہلاتا ہے جبکہ سوچنے والے کو دل دکھائے مگر جبکہ یہ امکان و قدرت ہو کہ دل پہلے خیال کے برعکس دوسرا خیال لاسکے، تو دل کے خیالات میں تعارض پیدا ہو جاتا ہے، اور عقل حیرت و دہشت میں پڑ کر رہجاتی ہے تب اس پر توقف واجب ہو جاتاہے، یہاں تک کہ پردہ اٹھ جائے، اور راستہ واضح ہو جائے، اور یہ بات رسول کے آنے پر ہی موقوف ہے۔ اس جگہ استاذ ابو اسحاق فرائینی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ بیشک قول "لَا اَدْرِیْ" (میں نہیں جانتا) نصف علم ہے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ میرا علم ایک حد پر جاکر ٹھہر گیا، اور عقل کی جولانیاں وہاں جاکر ختم ہو گئیں۔ اور یہ بات وہی کہتا ہے، جو علم سے واقف ہو، اور عقل کی جولانیوں کو جانتا ہو کہ اس سے آگے علم کی رسائی نہیں ہے اور اسکے پاس ٹھہر جائے۔ انتہی

امام فخر الدین رازی "المحصول" میں فرماتے ہیں کہ منعم کا شکر از روئے عقل واجب نہیں، بخلاف معتزلہ کے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ اگر بعثت سے پہلے واجب کا تحقق و ثبوت ہوتا، تو یقیناً ترک واجب پہ عذاب ہوتا، حالانکہ بعثت سے پہلے مرنے والوں پہ عذاب ہے اور کوئی واجب۔ لیکن ہمیشہ رہنا تو یہ ظاہر ہے۔ اور عذاب کا نہ ہونا، تو یہ فرمان الٰہی ہے کہ:۔

| | |
|---|---|
| وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا الآیہ | ہم عذاب کرنے والے نہیں جبتک کہ ہم رسول نہ بھیجیں۔ |

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منہ :- یارسول اللہ! ارأیت ابویک فی النار؟ ماسألت ربی فیعطینی فیہما وانی لقائم یومئذ المقام المحمود. فہذا الحدیث یشعر بانہ مرتجی لہما الخیر عند قیامہ المقام المحمود، وذلک بان یشفع لہما فیوفقا للطاعۃ اذا امتحنا حینئذ کما یمتحن اہل الفترۃ؛ ولاشک فی انہ یقال عند قیامہ ذلک المقام: سل تعط واشفع تشفع! کما فی الاحادیث الصحیحۃ، فاذا سأل ذلک اعطیہ. الامر الثانی: ما اخرجہ ابن جریر فی تفسیرہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قولہ تعالیٰ: "ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ" قال: من رضیٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لا یدخل احد من اہل بیتہ النار. ولہذا اعمم الحافظ ابن حجر فی قولہ: الظن باہل بیتہ کلہم ان یطیعوا عند الامتحان. وحدیث ثالث: اخرج ابوسعید فی "شرف النبوۃ"[1] والملا فی سیرتہ عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: سألت ربی ان لا یدخل النار احدا من اہل بیتی، فاعطانی ذلک. اوردہ الحافظ محب الدین الطبری فی کتابہ "ذخائر العقبیٰ"[2]. وحدیث رابع اصرح من ہذین: اخرج تمام الرازی فی فوائدہ بسند ضعیف عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اذا کان یوم القیامۃ شفعت لابی وامی وعمی ابی طالب واخ لی کان فی الجاہلیۃ. اوردہ المحب الطبری وہو من الحفاظ والفقہاء فی کتابہ "ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ" وقال: ان ثبت فہو مأول فی ابی طالب علی ما ورد فی الصحیح من تخفیف

---

[1] قال فی کشف الظنون: شرف النبوۃ من کتب الاحادیث لابی سعید عبد الملک بن ابی عثمان محمد الواعظ الخرکوشی المار ذکرہ کذا فی فضائل العشرۃ۔ انتہیٰ [2] ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ مجلد لمحب الدین احمد بن عبد اللہ الطبری المتوفی سنۃ اربع وتسعین وست مائۃ۔

Marfat.com

باقی رہا بعثت کے بعد عذاب دینا، تو یہ صحیح ہے، ورنہ فرمانِ الٰہی میں خلف واقع ہوگی اور یہ محال ہے۔ انتہیٰ

یہی بات بعد والے متاخرین علماء بھی بیان کرتے ہیں۔ مثلاً "الحاصل للمحصول" کے مصنف، اور صاحبِ بیضاوی اپنے "منہاج" میں، اور قاضی تاج الدین سبکی "شرح مختصر ابن الحاجب" میں، شکرِ منعم کے مسئلہ کے تحت بیان کرتے ہیں۔

غرضکہ حاصلِ مسئلہ یہ ہوا کہ جسے "دعوتِ حق" نہیں پہنچی وہ ہمارے نزدیک اُس کی موت نجات پانے والی ہے۔ اور کفار سے جنگ نہیں کی جائیگی جبتک کہ پہلے دعوتِ اسلام نہ دیدیں۔ اسی کے ضمن میں کفارہ اور دیت بھی ہے۔ اور مذہب اصح یہی ہے کہ کافر (حربی) کے قاتل پر قصاص واجب نہیں ہے۔ اور امام بغوی رحمۃ اللہ "التہذیب" میں فرماتے ہیں کہ "لیکن جسے دعوتِ اسلام نہ پہنچی اُس کا قتل جائز نہیں ہے۔ جبتک کہ اُسے دعوتِ اسلام نہ دیجائے۔ لیکن اگر اُسے دعوتِ اسلام سے پہلے قتل کر دیا، تو ایسے قتل میں دیت و کفارہ واجب ہے۔ اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اسکے قتل سے ضمان واجب نہیں ہوتا۔ اور مذکورہ طبقات و فرقوں کی بنیاد یہ ہے کہ اُنکے نزدیک اِن افراد پر عقل کے ذریعہ حجت قایم کی گئی ہے"، اور ہمارے نزدیک دعوتِ حق سے پہلے اُن پر کوئی حجت قایم نہیں ہے، کیونکہ حق تعالےٰ فرماتا ہے:۔

| | |
|---|---|
| وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا الآیۃ | اور ہم عذاب کرنے والے جبتک کہ ہم رسول نہ بھیجیں۔ |

لہٰذا ثابت ہوگیا کہ نبی و رسول کی تشریف آوری سے قبل اُن پر کوئی حجت قایم نہیں ہے۔ انتہیٰ

حضرت رافعی رحمۃ اللہ "شرح" میں فرماتے ہیں کہ جسے دعوتِ اسلام نہ پہنچے اُسکا قتل خبردار کرنے اور اسلام کی دعوت دینے سے پہلے جائز نہیں۔ اور اگر قتل کر دیا تو ضمان لازم ہوگا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ نے اس سے اختلاف فرمایا ہے

Marfat.com

العذاب عنه بشفاعته انتهی، وانما احتاج الی تاویله فی ابی طالب دون ابیه وامه واخیه یعنی من الرضاعة لان اباطالب ادرك البعثة والثلاثة ماتوا فی الفترة. وقد ورد هذا الحدیث من طریق اخرا ضعف هذا الطریق من حدیث ابن عباس رضی الله عنهما اخرجه ابو نعیم وفیه التصریح بان الاخ من الرضاعة؛ فالطرق عدة یشد بعضها بعضا فان الحدیث الضعیف یتقوی بکثرة طرقه وامثلها حدیث ابن مسعود رضی الله عنه فان الحاکم صححه. ومما ینضم الی ذلك وان لم یکن صریحا فی المقصود ما اخرجه الدیلمی عن ابن عمر رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم: اوّل من اشفع له یوم القیامة اهل بیتی ثم الاقرب فالاقرب. وما اورده المحب الطبری فی "ذخائر العقبی" وعزاه لاحمد فی المناقب عن علی رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم: یامعشر بنی هاشم! والذی بعثنی بالحق نبیا! لو اخذت بحلقة الجنة ما بدأت الا بکم. وما اورده ایضا وعزاه لابن جریر عن جابر بن عبد الله رضی الله عنهما ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال: ما بال اقوام یزعمون ان رحمی لاینفع بل حتی یبلغ الحکم[1] وهم احد قبیلتین من الیمن انی لاشفع فاشفع حتی ان من اشفع له لیشفع فیشفع حتی ان ابلیس لیتطاول طمعا فی الشفاعة.

## لطیفة

---

[1] الحکم محرکة: الرجل المسن ومخلاف بالیمن، قاموس، وفی النهایة: وفیه شفاعتی لاهل الکبائر من امتی حتی حکم وحاء هما قبیلتان جافیتان من وراء رمل یبرین.

ان کے اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ اُس پر عقلی حجت لازم ہے، مگر ہمارے یعنی شوافع کے نزدیک جسے دعوت نہ پہنچے اُس پر نہ حجت ثابت ہے، اور نہ اُس پر گرفت ہوگی، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا الآیہ انتہیٰ

حضرت امام غزالی "البسیط" میں فرماتے ہیں کہ جسے دعوتِ اسلام نہ پہنچی صحیح مسئلہ یہ ہے کہ دیت وکفارہ لازم ہے قصاص نہیں، اسلیے کہ حقیقت میں وہ مسلمان نہیں ہے۔ البتہ وہ معنیً مسلم ہے۔ اور ابن الرفعہ "الکفایہ" میں کہتے ہیں کہ وجہ یہ ہے کہ وہ فترت پر پیدا ہوا، اور اُس سے دشمنی ظاہر نہ ہوئی۔

اور امام نووی رحمۃ اللہ "شرح مسلم" میں مشرکوں کے بچوں کے مسئلہ کے تحت فرماتے ہیں کہ صحیح مذہب مختار وہی ہے جس پر محققین ہیں کہ یہ افراد جنتی ہیں کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ الآیہ۔ فرماتے ہیں کہ جبکہ دعوتِ اسلام کے نہ پہنچنے پر بالغ پر عذاب نہیں ہوتا، تو اسکے غیر پر بدرجہ اولیٰ نہ ہوگا۔ انتہیٰ

اب اگر تم اس بیان کردہ مسئلہ پر یہ کہو کہ کیا یہ جاہلیت کے تمام لوگوں پر عام ہے تو جواب میں کہونگا کہ نہیں، بلکہ یہ صرف اُسی شخص کے ساتھ خاص ہے، جسے نبی کی دعوت سرے سے پہنچی ہی نہ ہو۔ لیکن جسے انبیاءِ سابقین علیہم السلام میں سے کسی نبی کی دعوت پہنچ گئی، پھر وہ اپنے کفر پر اصرار کرے، تو وہ قطعی جہنمی ہے اور اس میں کسی کا نزاع نہیں ہے۔

لیکن نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدینِ شریفین کریمین کا حال ظاہر ہے اور اہلِ سنت وجماعت کے ہر عالم کا مذہب یہی ہے کہ انبیاء سابقین علیہم السلام میں سے کسی نبی کی بھی اُنھیں دعوت نہیں پہنچی۔ اور ان دونوں کا زمانہ سب سے آخر ہے کیونکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل، آخر الانبیاء سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہیں، اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان فترت کا زمانہ چھ سو برس کے قریب ہے۔ پھر یہ کہ یہ دونوں ایسے زمانہ جاہلیت میں تھے کہ تردے

Marfat.com

نقل الزركشى فى الخادم[1]: عن ابن دحية انه جعل [illegible]
التخفيف عن ابى لهب فى كل يوم اثنين لسروره بولادة النبى صلى الله عليه
وآله وسلم واعتاقه ثويبة حين بشّرته، قال: وانما هى كرامة له صلى الله عليه وسلم

# تنبیه

ثم رايت الامام اباعبد الله محمد بن خلف الابى بسط الكلام على هذه المسألة فى شرح مسلم عند حديث "ان ابى واباك فى النار" واورد قول النووى فيه: ان من مات كافرا فى النار ولا تنفعه قرابة الاقربين، ثم قال قلت: انظرهذا الاطلاق وقد قال السهيلى: ليس لنا ان نقول ذلك فقد قال صلى الله عليه وآله وسلم: لاتؤذوا الاحياء بسبّ الاموات، وقال الله تعالى: "ان الذين يؤذون الله ورسوله" ولعله يصح ماجاء انه صلى الله عليه وآله وسلم سأل الله سبحانه فاحيا له ابويه فآمنا، ورسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فوق هذا ولا يعجز الله سبحانه شئ. ثم اورد قول النووى وفيه. ان من مات فى الفترة على ماكانت عليه العرب من عبادة الاوثان فى النار، وليس هذا من التعذيب قبل بلوغ الدعوة لانه بلغتهم دعوة ابراهيم وغيرهم من الرسل، ثم قال قلت: تأمل ما فى كلامه من التنافى فان من بلغتهم الدعوة ليسوا باهل الفترة[2]، فان اهل الفترة هم الامم الكائنة بين

[1] خادم الرافعى والروضة فى الفروع فى اربعة عشر مجلدا لبدرالدين محمد بن بهادر الزركشى الشافعى المتوفى سنة تسع واربعين وسبع مائة، كما ذكر صاحب كشف الظنون
[2] كذا فى المنقول عنه والمعنى مخبوط، والظاهران يكون هكذا: فان الذين بلغتهم الدعوة فليسوا باهل الفترة ١٢

زمین کی ہر جانب جہالت پھیل چکی تھی، اور شریعتوں کی معرفت مفقود ہو چکی تھی، اور صرف چند اہل کتاب کے علماء و احبار دعوتِ حق کی تبلیغ کرتے تھے، جو زمین کے مختلف اطراف میں مثلاً شام وغیرہ میں پھیلے ہوئے تھے۔ اور ان دونوں کا سفر مکہ سے مدینہ کے سوا کہیں نہیں گزر ہوا، اور نہ انھوں نے عمر طویل پائی کہ جس میں جستجو اور تلاش واقع ہوتی۔ اور حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدِ ماجد حضرت عبد اللہ نے تو بہت ہی تھوڑی عمر گزاری۔

حضرتِ امام حافظ صلاح الدین علائی رحمۃ اللہ اپنی کتاب "الدرۃ السنیۃ فی مولدِ خیر البریۃ" میں فرماتے ہیں کہ جس وقت حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم شکم والدہ ماجدہ سیدتنا آمنہ رضی اللہ عنہا میں رونق افروز ہوئے، اس وقت آپ کے والدِ ماجد حضرتِ عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی عمر اٹھارہ سال کے قریب تھی۔ پھر مدینہ منورہ اپنی بیوی کے لیے کھجوریں لینے کیلئے گئے تو قبیلۂ بنی نجار میں اپنے ماموں کے گھر انتقال ہو گیا۔ اور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم قولِ صحیح کی بنا پر حمل میں ہی تھے، انتہیٰ۔ اور آپ کی والدۂ ماجدہ حضرتِ آمنہ رضی اللہ عنہا کی عمر بھی اتنی ہی تھی۔ وہ مردوں کے اجتماع سے کنارہ کش، پردہ نشیں اور گھر میں رہنے والی عورت تھیں۔ اور اکثر عورتیں نہیں جانتی ہیں کہ مردوں کا دین و شریعت کیا ہے۔ خصوصاً ایسے زمانۂ جاہلیت میں جبکہ مرد عورتوں کی قدر و منزلت اور وقعت کچھ جانتے ہی نہ تھے۔

اسی بنا پر جب نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے، اور اعلانِ نبوت فرمایا، تو اہلِ مکہ آپ کی بعثت پر متعجب ہو کر کہنے لگے أَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُولًا یعنی کیا اللہ نے بشر کو رسول کر کے مبعوث کیا۔" اور کہتے وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَأَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيٓ اٰبَآئِنَا الْأَوَّلِيْنَ۔ یعنی اگر اللہ چاہتا تو فرشتے اتارتا" ہم نے ایسا تو اپنے گزشتہ باپوں سے سنا تک نہیں "۔ لہٰذا اگر انہیں رسولوں کی بعثت کا علم ہوتا، تو ایسا انکار نہ کرتے، حالانکہ بہت سے اہلِ عرب یہ گمان رکھتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

Marfat.com

ازمنة الرسل الذين لم يرسل اليهم الاول ولا ادركوا الثانی ... الذين لم يرسل اليهم عيسى ولا لحقوا النبی صلی الله عليه واله وسلم ... الفترة بهذا التفسير تشمل ما بين كل رسولين ولكن الفقهاء اذا تكلموا فی الفترة فانما يعنون التی بين عيسى والنبی صلی الله عليه واله وسلم

ولما دلت القواطع على انه لا تعذيب حتى تقوم الحجة، علمنا ... غير معذبين؛ فان قلت: صحت احاديث بتعذيب اهل الفترة كصاحب المحجن وغيره، قلت: اجاب عن ذلك عقيل بن ابی طالب بثلاثة اوجه الاول: انها اخبار احاد فلا تعارض القاطع، الثانی: قصر التعذيب على هؤلاء - والله اعلم بالسبب، الثالث: قصر التعذيب فی هذه الاحاديث على من بدل وغير الشرائع وشرع من الضلال ما لا يعذر به، فان اهل الفترة ثلاثة اقسام: القسم الاول: من ادرك التوحيد ببصيرته، ثم من هؤلاء من لم يدخل فی شريعة كقس بن ساعدة وزيد بن عمرو بن نفيل، ومنهم من دخل فی شريعة قائمة حقة للرسل كتبع وقومه. القسم الثانی: من بدل وغير واشرك ولم يوحد، وشرع لنفسه فحلل وحرم، وهم الاكثر كعمرو بن لحی اول من سن للعرب عبادة الاوثان وشرع الاحكام فبحر البحيرة وسيب السائبة ووصل الوصيلة وحمى الحامی؛ وزادت طائفة من العرب على ما شرعه ان عبدوا الجن والملائكة وخرقوا البنين والبنات واتخذوا بيوتا جعلوا لها سدنة[1] وحجابا يضاهون الكعبة كاللات والعزى ومناة، القسم الثالث: من لم يشرك ولم يوحد ولا دخل فی شريعة نبی ولا ابتكر لنفسه شريعة ولا اخترع دينا بل بقی عمره على حال غفلة عن

---

[1] سدن سدانة وسدانة خدم الكعبة او بيت الصنم وعمل الحجابة فهو سادن، كذا فی القاموس۔

...ین پر مبعوث تھے جس پر وہ خود ہیں، کیونکہ انھوں نے حقیقی اور محفوظ طریقہ پر
...ابراہیم علیہ السلام کی شریعت کو پایا ہی نہ تھا، اور آلٰہی شریعت کی معرفت مفقود تھی۔
...کہ انکے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درمیان تین ہزار سال سے زائد کا
...صلہ تھا۔ لہٰذا اس مسلک و مذہب کے صحت کی خوب وضاحت ہو گئی۔

پھر میں نے اس تصریح کو دیکھا جسے شیخ عزالدین ابن عبدالسلام شافعی رحمۃ اللہ علیہ
...امالیہ" میں بیان کیا کہ "ہر نبی اپنی ہی قوم کی طرف بھیجا گیا، بجز ہمارے نبی کریم صلی اللہ
...وسلم کے۔ فرماتے ہیں کہ اس تقدیر پر ہر نبی کے قوم کے ماسوا، لوگ اہلِ فترت ہونگے
...ہر گزشتہ نبی کی اولاد کیونکہ وہ گزشتہ بعثت کے مخاطب ہیں، مگر جبکہ وہ گزشتہ شریعت
...کے پڑھنے پڑھانے کو چھوڑ دیں، تو وہ سب اہلِ فترت ہو جائینگے۔ ان کا یہ کلام ظاہر کرتا ہے
...بلاشک و شبہ حضور کے والدین شریفین اہلِ فترت میں سے تھے، کیونکہ وہ دونوں
...حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کی ذرّیت سے ہیں، اور نہ انکی قوم سے۔

پھر یہ کہ جو حافظ العصر ابو الفضل احمد بن حجر رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے اس سے
...ترشح ہوتا ہے کہ گمان یہ ہے کہ دو وجہوں سے وہ دونوں بوقتِ امتحان مطیع و
...فرمانبردارِ حکمِ الٰہی ہوں گے۔

**وجہ اول:** پہلی وجہ یہ ہے جسے حاکم نے "المستدرک" میں روایت کیا، اور
...سکی صحت حضرتِ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
...فرماتے ہیں کہ ایک انصاری جوان نے حضور صلی اللہ علیہ سے پوچھا (میں نے اس جوان
...سے زیادہ کسی کو حضور سے سوالات کرتے ہوئے نہیں دیکھا، اس جوان نے پوچھا) یا رسول اللہ
...کیا آپ نے اپنے والدین کو آگ میں دیکھا ہے؟ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!
...میں اپنے رب سے جو مانگوں گا وہ مجھے والدین کے بارے میں ضرور عطا فرمائے گا۔
...اور یقیناً میں اس دن مقام محمود میں کھڑا ہونگا" یہ حدیث نشاندہی کر رہی ہے کہ
...مقام محمود کے قیام کے وقت، حضور کے والدین کو ضرور بھلائی حاصل ہو گی،

Marfat.com

هذا كله، دفی الجاهلية من كان كذلك: فاذا انقسم اهل [illegible] اقسام فيحمل من صح تعذيبه على اهل القسم الثانی بكفرهم بما [illegible]. واما القسم الثالث فهم اهل الفترة حقيقة وهم غير معذبين للقطع كما تقدم، واما القسم الاول فقد قال صلى الله عليه واله وسلم فی كل من قس وزيد: انه يبعث امة واحدة، واما تبع ونحوه فحكمهم حكم اهل الدين الذين دخلوا فيه مالم يلحق احد منهم الاسلام الناسخ لكل دين. انتهى ما اورده الابی.

# المسلك الثانی

انهما لم يثبت عنهما شرك بل كانا على الحنيفية دين جدهما ابراهيم على نبينا وعليه الصلاة والسلام كما كان على ذلك طائفة من العرب كزيد بن عمرو بن نفيل وورقة بن نوفل وغيرهما، وهذا المسلك ذهبت اليه طائفة، منهم: الامام فخر الدين الرازی فقال فی كتابه "اسرار التنزيل" مانصه: قيل ان آزر لم يكن والد ابراهيم بل كان عمه" واحتجوا عليه بوجوه، منها: ان آباء الانبياء ما كانوا كفارا، ويدل عليه وجوه، منها: قوله تعالى: "الذی يراك حين تقوم ، وتقلبك فی الساجدين" قيل: معناه انه كان ينقل نوره من ساجد الى ساجد. وبهذا التقدير الاية دالة على ان جميع اباء محمد صلى الله عليه واله وسلم كانوا مسلمين وحينئذ يجب القطع بان والد ابراهيم ما كان من الكافرين انما ذاك عمه. اقصى ما فی الباب: ان يحمل قوله تعالى: "وتقلبك فی الساجدين" على وجوه اخر، واذا وردت الروايات بالكل ولا منافاة بينها [illegible]

Marfat.com

وقت پیش کی ہے جو وقت اہلِ فترت کا امتحان لیا جائیگا، تو ان کا بھی امتحان ہوگا اور حضور انکی شفاعت کرینگے، اور خدا انکو اطاعت کی توفیق عنایت فرمائیگا۔ اس میں شک و تردد کی گنجائش نہیں (مقامِ محمود پر حضور کے قیام کے وقت کہا جائے گا قُلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ (مانگیے دیا جائیگا۔ شفاعت کیجیے قبول فرمائی جائے گی) جیسا کہ صحیح احادیث میں مروی ہے۔ لہٰذا جب حضور اس کا سوال کرینگے تو حق تعالے انہیں عطا فرمائے گا۔

**دوسری وجہ:۔** دوسری وجہ یہ ہے جسے ابنِ جریر نے اپنی تفسیر میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۔ (پ۔ سورۃ والضحیٰ) — اور یقیناً عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائینگے

فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اس میں ہے کہ آپ کے اہلِ بیت کا کوئی فرد جہنم میں نہ داخل ہو۔ اسی بنا پر حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تعمیم فرمائی ہے کہ اس قول سے یہ گمان مستفاد ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام گھر والے (اہلِ بیت) بوقتِ امتحان اطاعتِ الٰہی بجا لائینگے۔

**تیسری حدیث:۔** حضرت ابو سعید نے "شرف النبوۃ" میں اور ایک جماعت نے حضور کی سیرتِ مبارکہ میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں اپنے رب سے سوال کرونگا کہ میرے اہلِ بیت کا کوئی فرد جہنم میں نہ جائے، پس اللہ تعالےٰ نے میرے سوال کو قبول فرمایا"۔ اس حدیث کو حافظ محب الدین طبری اپنی کتاب "ذخائر العقبیٰ" میں لائے ہیں۔

**چوتھی حدیث:۔** جو ان دونوں سے زیادہ صریح ہے یہ ہے جسے تمام رازی نے اپنی کتاب "فوائد" میں بسندِ ضعیف سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا

Marfat.com

الاية على الكل، ومتى صح ذلك ثبت ان والد ابراهيم
ثم قال: ومما يدل على ان اباء محمد صلى الله عليه وآله وسلم
قوله عليه السلام: لم ازل انقل من اصلاب الطاهرين الى ارحام الطاهرات
وقال تعالى: "انما المشركون نجس"، فوجب ان لا يكون احد من اجداده مشركا
هذا كلام الامام فخر الدين الرازي بحروفه، وناهيك به امامة وجلالة
فانه امام اهل السنة في زمانه، والقائم بالرد على الفرق المبتدعة في وقته، و
الناصر لمذهب الاشاعرة في عصره، وهو العالم المبعوث على رأس المائة
السادسة ليجدد لهذه الامة امر دينها. وعندي في نصرة هذا المسلك
وما ذهب اليه الامام فخر الدين امور، احدها: دليل استنبطته مركب من
مقدمتين، الاولى: ان الاحاديث الصحيحة دلت على ان كل اصل من
اصول النبي صلى الله عليه وآله وسلم من ادم الى ابيه عبد الله فهو من خير
اهل قرنه وافضلهم، ولا احد في قرنه ذلك خير منه ولا افضل. الثانية:
ان الاحاديث والاثار دلت على انه لم تخل الارض من عهد نوح او ادم الى
بعثة النبي صلى الله عليه وآله وسلم الى ان تقوم الساعة من ناس على الفطرة
يعبدون الله ويوحدونه ويصلون له، وبهم تحفظ الارض ولولاهم
لهلكت الارض ومن عليها. واذا قرنت بين هاتين المقدمتين انتج منهما
قطعا ان اباء النبي صلى الله عليه وآله وسلم لم يكن فيهم مشرك، لانه
قد ثبت في كل منهم انه خير قرنه، فان كان الناس الذين هم على الفطرة
اياهم فهو المدعى، وان كان غيرهم وهم على الشرك لزم احد الامرين: اما ان
يكون المشرك خيرا من المسلم وهو باطل بالاجماع، واما ان يكون غيرهم خيرا
منهم وهو باطل لمخالفة الاحاديث الصحيحة

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب قیامت ہوگی
اپنے والد و والدہ اور چچا ابو طالب اور اپنے اس بھائی کیلئے جو زمانہ جاہلیت میں
گیا، حق تعالیٰ سے شفاعت کروں گا۔" اس حدیث کو المحب طبری جو کہ حفاظ حدیث
فقہاء ملت میں سے ہیں، اپنی کتاب "ذخائر العقبیٰ" میں لائے ہیں۔ اور فرماتے ہیں
اگر یہ ثابت ہے، تو حضرت ابو طالب کے بارے میں ماؤل ہوگی، جیسا کہ صحیح حدیث میں
ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ان کا عذاب کم ہو جائیگا۔ انتہیٰ
بلاشبہ حضرت ابو طالب کے بارے میں یہ حدیث محتاج تاویل ہوگی، نہ کہ بقیہ
تین شخصوں کے، یعنی آپ کے والد و والدہ اور وہ رضاعی بھائی کے لیے، کیونکہ
تینوں زمانہ فترت میں انتقال کر چکے ہیں۔ اور حضرت ابو طالب نے زمانہ بعثت پایا
اسلام نہ لائے۔

یہ درست ہے کہ یہ حدیث دوسری سندوں سے اس سند کے سوا حدیث
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے زیادہ ضعیف ہے، جیسے ابو نعیم وغیرہ نے تخریج کی ہے
اس میں تصریح ہے کہ بھائی سے مراد رضاعی بھائی ہے۔ لہٰذا متعدد طرق سے
احادیث کی روایت ایک دوسرے کو قوی و مضبوط بناتی ہے۔ کیونکہ ضعیف حدیث
تعدد طرق کے ساتھ قوی ہو جاتی ہے، اور یہ کہ اس کی مثل حضرت ابن مسعود
رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، جس کی حاکم نے تصحیح کی ہے۔
اما سی حسن کی یہ حدیث بھی ہے، اگرچہ اس میں مقصود کی صراحت نہیں ہے،
دیلمی نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے
میں کی شفاعت کروں گا وہ میرے اہل بیت ہیں، ثم الاقرب فالاقرب۔
اور وہ جو محب الدین طبری نے "ذخائر العقبیٰ" میں روایت کیا ہے اور اسے
مناقب میں عزیز لکھا ہے، حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے

Marfat.com

مشرک لیکون خیرا اهل الارض فی کل قرنه

# ذکر ادلة المقدمة الاولیٰ

اخرج البخاری فی صحیحه عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه واٰله وسلم: بعثت من خیر قرون بنی ادم قرنا فقرنا حتی بعثت من القرن الذی کنت فیه۔ واخرج البیهقی فی "دلائل النبوة" عن انس رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه واٰله وسلم قال: ما افترق الناس فرقتین الا جعلنی الله فی خیرهما فاخرجت من بین ابوی فلم یصبنی شیء من عهد الجاهلیة وخرجت من نکاح ولم اخرج من سفاح من لدن اٰدم حتی انتهیت الی ابی وامی؛ فانا خیرکم نفسا وخیرکم ابا۔ واخرج ابو نعیم فی "دلائل النبوة" من طرق عن ابن عباس رضی الله عنهما قال قال النبی صلی الله علیه واٰله وسلم لم یزل الله ینقلنی من الاصلاب الطیبة الی الارحام الطاهرة مصفی مهذبا لا تتشعب شعبتان الا کنت فی خیرهما۔ واخرج مسلم والترمذی وصححه عن واثلة بن الاسقع رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه واٰله وسلم: ان الله اصطفی من ولد ابراهیم اسمٰعیل واصطفی من ولد اسمٰعیل بنی کنانة واصطفی من بنی کنانة قریشا واصطفی من قریش بنی هاشم واصطفانی من بنی هاشم۔ وقد اخرجه الحافظ ابو القاسم حمزة بن یوسف السهمی فی فضائل العباس من حدیث واثلة بلفظ: ان الله اصطفی من ولد اسمٰعیل ثم اصطفی من بنی اسمٰعیل نزار ثم اصطفی من نزار مضر ثم اصطفی من مضر کنانة ثم اصطفی من کنانة قریشا ثم اصطفی من قریش بنی هاشم ثم اصطفی من بنی هاشم بنی عبد المطلب ثم ...

گروہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اے بنی ہاشم کے لوگو! قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر مبعوث فرمایا اگر میں کسی جنتی گروہ کو بھیجوں گا، تو سب سے پہلے تم ہی کو بھیجوں گا۔

اور یہ بھی اُنھوں نے روایت کیا، اور اسے ابنِ جریر نے عزیز کہا ہے جو حضرتِ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُن لوگوں کا کیا حال ہے، جو یہ گمان رکھتے ہیں کہ میری قرابت نفع نہیں دے گی، بلکہ یہاں تک ہے کہ حکم پہنچ جائے۔ اور وہ یمن کے دو قبیلوں میں سے ایک ہے۔ بیشک میں شفاعت کرونگا، لہٰذا مجھ سے شفاعت مانگو، تاکہ میں اُس کی شفاعت کروں، جو بھی شفاعت چاہیگا اُس کی شفاعت قبول ہوگی۔ یہاں تک کہ ابلیس بھی شفاعت کی طمع کرے گا۔

**لطیفہ ۱۷:** زرکشی نے "الخادم" میں حضرتِ ابنِ دحیہ سے نقل کیا ہے کہ شفاعت کے اقسام میں سے ایک قسم عذاب کی تخفیف ہے جیسا کہ ابو لہب کے عذاب میں ہر پیر (دوشنبہ) کے دن کمی ہوتی ہے، کیونکہ اُس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی منائی اور اپنی باندی ثوبیہ کو، جو آپ کی ولادت کی خوشخبری لائی تھی آزاد کیا۔ کہتے ہیں کہ یہ تخفیفِ عذاب، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت کی وجہ سے ہے۔

**تنبیہ ۱۸:** پھر یہ کہ میں نے دیکھا ہے کہ امام ابو عبداللہ محمد بن خلف آبی نے اس مسئلہ پر مسلم کی شرح میں زیرِ حدیث اِنّ ابی واباک فی النار (میرے اور تیرے باپ آگ میں ہیں) طویل بحث کی ہے۔ اور اس میں امام نووی کے اس قول پر اعتراض کیا ہے کہ "بیشک جو کافر ہو کر مرے وہ جہنم میں ہے، اور اسے مقربوں کی قرابت نفع نہ پہنچائے گی"۔ پھر کہا کہ میں کہتا ہوں کہ اس اطلاق پر غور کرو۔ حالانکہ سہیلی فرماتے ہیں کہ ہمیں لائق نہیں کہ ہم یہ کہیں۔ بلاشبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

من بني عبد المطلب اورده المحب الطبري ...
ابن سعد في طبقاته عن ابن عباس رضي الله عنهما ...
صلى الله عليه واله وسلم: خير العرب مضر وخير مضر ...
بني عبد مناف بنو هاشم وخير بنو هاشم بنو عبد المطلب والله ...
فرقتان منذ خلق الله ادم الا كنت في خيرهما. واخرج الطبراني والبيهقي
وابو نعيم عن ابن عمر رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه [واله]
وسلم: ان الله خلق الخلق فاختار من الخلق بني ادم واختار من بني ادم
العرب واختار من العرب مضر واختار من مضر قريشا واختار من قريش
بني هاشم وا... بني هاشم، فانا من خيار الى خيار. واخرج الترمذي
وحسنه والبيهقي ... عباس بن عبد المطلب رضي الله عنه قال قال
رسول الله صلى الله عليه واله وسلم: ان الله حين خلقني جعلني من
خير خلقه، ثم حين خلق القبائل جعلني من خيرهم قبيلة، وحين
خلق الانفس جعلني من خير انفسهم، ثم حين خلق البيوت جعلني من
خير بيوتهم فانا خيرهم بيتا وخيرهم نفسا. واخرج الطبراني والبيهقي
وابو نعيم عن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه
واله وسلم: ان الله قسم الخلق قسمين فجعلني في خيرهما قسما، ثم جعل
القسمين اثلاثا فجعلني في خيرها ثلثا، ثم جعل الاثلاث قبائل فجعلني في
خيرها قبيلة، ثم جعل القبائل بيوتا فجعلني في خيرها بيتا ... واخرج ...
ملي بن شاذان فيما اورده المحب الطبري في ذخائر ... 
البزار عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: ...
صفية بنت عبد المطلب ...

Marfat.com

بالمعروف الأحياء بسبّ الأموات یعنی تم مُردوں کو بُرا کہکر زندوں

کو تکلیف و ایذا نہ پہنچاؤ۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ | بیشک جو لوگ اللہ اور اسکے رسول کو ایذا دیتے ہیں

اور ممکن ہے وہ روایت جو یوں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کیلیے آپ کے والدین کو زندہ کر دیا اور وہ ایمان لے آئے تھا صحیح ہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اس سے بلند ہے، اور کوئی چیز حق تعالیٰ کو عاجز نہیں کرتی۔

پھر امام [illegible] کے قول پر اعتراض کیا کہ انکے قول میں [illegible] شبہ جو زمانۂ فترت میں اس حال پر مرے جس پر عام اہل عرب تھے کہ بتوں [illegible] کرتے تھے وہ جہنم میں ہیں۔ اور یہ عذاب دینا دعوت کے پہنچنے سے قبل نہیں ہے، اسلیے کہ انھیں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دیگر نبی و رسول کی دعوت پہنچ چکی ہے۔" اسکے بعد کہا کہ میں کہتا ہوں کہ انکے کلام میں جو تضاد و منافات ہے اس پر غور کرو۔ اسلیے کہ اگر انھیں دعوت پہنچ جائے تو وہ اہل فترت نہیں رہتے کیونکہ اہل فترت تو وہی اُمتیں کہلاتی ہیں جو ایسے رسولوں کے درمیانی زمانہ میں ہوں کہ جنکے پاس نہ تو پہلے کوئی رسول آیا ہو، اور نہ دوسرے حال کے رسولوں کا زمانہ پایا ہو۔ مثلاً وہ بدوی (اعرابی) لوگ، جنکی طرف نہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے، اور نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانۂ مبارکہ پایا۔

فترت کی اس تفسیر کے لحاظ سے ہر دو رسولوں کے درمیان زمانہ شامل ہو جاتا ہے لیکن فقہاء جب فترت میں کلام کرتے ہیں، تو اُن کی مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا درمیانی زمانہ ہوتا ہے۔

اور جبکہ یہ بات قطعی دلائل سے ثابت ہو چکی ہے کہ حجت کے قائم ہونے سے پہلے عذاب نہیں دیا جاتا، تو ہم نے جان لیا کہ وہ مستحق عذاب نہیں ہیں۔ اب اگر تم یہ کہو

Marfat.com

صفية: منا رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم مثل ... او الشجرة - فی الارض الكباء؛ فذكرت ذلك صفية لرسول الله صلی الله عليه وآله وسلم، فغضب وامر بلالا فنادی فی الناس، فقام علی المنبر فقال: ايها الناس! من انا؟ قالوا: انت رسول الله، قال: انسبونی! قالوا: محمد بن عبد الله بن عبد المطلب، قال: فما بال اقوام ينزلون اصلی! فوالله! انی لافضلهم اصلا وخيرهم موضعا. واخرج الحاكم عن ربيعة بن الحارث[1] قال: بلغ النبی صلی الله عليه وآله وسلم ان قوما نالوا منه فقالوا: انما مثل محمد كمثل نخلة نبتت فی الكباء، فغضب رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم وقال: ان الله خلق خلقه فجعلهم فرقتين فجعلنی فی خير الفرقتين، ثم جعلهم قبائل فجعلنی فی خيرهم قبيلا، ثم جعلهم بيوتا فجعلنی فی خيرهم بيوتا؛ ثم قال: انا خيركم قبيلا وخيركم بيتا.

واخرج الطبرانی فی "الاوسط" والبيهقی فی "الدلائل" عن عائشة رضی الله عنها. قالت قال رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم: قال لی جبريل: قلبت الارض مشارقها ومغاربها فلم اجد رجلا افضل من محمد صلی الله عليه وآله وسلم، ولم اجد بنی اب افضل من بنی هاشم.

قال الحافظ ابن حجر فی اماليه: لوائح الصحة ظاهرة علی صفحات هذا المتن، ومن المعلوم ان الخيرية والاصطفاء والاختيار من الله والافضلية عنده لا يكون مع الشرك.

[1] فی تجريد اسد الغابة فی اسماء الصحابة رضی الله عنهم: ربيعة بن الحارث بن عبد المطلب الهاشمی كان اسن من عمه العباس بسنتين، وقال النبی صلی الله عليه وآله وسلم: نعم العبد ربيعة لو قصر من شعره وشمر ثوبه ... رضی الله عنه.

Marfat.com

کیا اہلِ فترت کے عذاب دیئے جانے پر صحیح احادیث ہیں، جیسے صاحب تحجن وغیرہ، تو جواب میں کہو نگا کہ عقیل بن ابی طالب نے اسکا جواب تین طریقہ پر دیا ہے، پہلا تو یہ کہ ایسی تمام احادیث، اخبارِ احاد ہیں جو قطعی کے معارض نہیں ہوسکتیں۔ دوسرا یہ کہ انہی لوگوں کے ساتھ عذاب مخصوص ہے (جنکے نام احادیث میں آئے ہیں) اور تعذیب کی وجہ کو خدا ہی زیادہ جانتا ہے۔ تیسرا یہ کہ احادیث میں عذاب کی تخصیص انہی لوگوں کیسا ہے، جنھوں نے دانستہ طریقِ حق کو بھلا اور شریعت میں تغیر کیا، اور بلا عذر گمراہی کو پھیلایا کیونکہ اہلِ فترت کی تین قسمیں ہیں۔

## اقسام اہلِ فترت

اہلِ فترت کی ایک قسم یہ ہے کہ جس نے اپنی بصیرت سے توحید کو سمجھا، پھر پہچان لیں سے ایسے ہیں جو کسی کی شریعت میں داخل نہ ہوئے، جیسے قس بن ساعدہ اور زید بن عمرو بن نفیل، اور ان میں سے ایسے ہیں جو کسی رسول کی شریعتِ حقہ قائمہ میں داخل ہوئے، جیسے تُبّع اور اسکی قوم

دوسری قسم وہ ہے جنھوں نے تغیر و تبدل اور شرک کیا، اور توحید پر قائم نہ رہے اور من گھڑت شریعت بنائی، جسے چاہا حلال جانا، جسے چاہا حرام جانا۔ ایسے لوگ بہت کثرت سے ہیں، جیسے عمرو بن لحی۔ سب سے پہلے جس نے اہلِ عرب میں بُت پرستی کا طریقہ رائج کیا اور اُسکے احکام گھڑے، وہ بحر البحیرۃ، سیّب السائبۃ وصل الوصیلہ اور حمی الحامی ہے۔ اور عرب کی بہت بڑی جماعت اسکی من گھڑت شریعت کی پیروکار بن گئی، اور وہ جنات اور فرشتوں کو پوجنے لگے۔ عورت و مرد کی تصویریں (بت) بنائیں، اور انکے لیے بتخانے تیار کیے، اور پردے لٹکائے، اور خانہ کعبہ میں لات و عزیٰ اور منات جیسے بت رکھے۔

تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جنھوں نے نہ تو شرک کیا، اور نہ توحید کا اظہار کیا اور نہ کسی نبی کی شریعت میں داخل ہوئے اور نہ اپنے آپ کوئی شریعت گھڑی، اور نہ کسی دین کا اختراع کیا، بلکہ اپنی تمام عمر کو ان سب سے غفلت کی حالت میں

Marfat.com

# ذكر ادلة المقدمة الثانية

قال عبد الرزاق في "المصنف" عن معمر عن ابن جريج قال [illegible]
ابن المسيب قال على ابن ابى طالب رضى الله عنه. لم يزل على وجه الدهر
فى الارض سبعة مسلمون فصاعدا، فلولا ذلك هلكت الارض ومن
عليها. هذا اسناد صحيح على شرط الشيخين، ومثله لا يقال من قبل الرأى
فله حكم الرفع؛ وقد اخرجه ابن المنذر فى تفسيره عن الدبرى عن عبد
الرزاق به. واخرج ابن جرير فى تفسيره عن شهر بن حوشب قال: لم
يبق الارض الا وفيها اربعة عشر يدفع الله بهم عن اهل الارض و
يخرج بركتها الا زمن ابراهيم فانه كان وحده. واخرج ابن المنذر
فى تفسيره عن قتادة فى قوله تعالى: "قلنا اهبطوا منها جميعا فاما يأتينكم
منى هدى فمن تبع هداى" الاية، قال: ما زال لله فى الارض اولياء
منذ هبط آدم ما اخلى الله الارض لابليس الا وفيها اولياء له يعملون
لله بطاعته. وقال الحافظ ابو عمر بن عبد البر روى ابن القاسم عن
مالك قال بلغنى عن ابن عباس رضى الله عنهما انه قال: لا يزال
لله فى الارض ولى ما دام فيها للشيطان ولى. واخرج الامام احمد بن
حنبل فى "الزهد" والخلال فى كتاب "كرامات الاولياء" بسند صحيح على
شرط الشيخين عن ابن عباس رضى الله عنهما قال: ما خلت الارض
من بعد نوح من سبعة يدفع الله تعالى بهم عن اهل الارض [illegible]
ايضا له حكم الرفع.

له هو اسحاق بن ابراهيم الدبرى، [illegible]

... جاہلیت میں بھی حال یہ ہے۔

اب جبکہ اہل فترت کے تین قسم کے لوگ ٹھہرے، تو دوسری قسم کے لوگوں پر [عذ]اب دیئے جانے کا حکم صحت پر محمول ہوگا کیونکہ انھوں نے کفر کیا، اور اسمیں وہ معذور متصور نہ ہونگے۔ اور تیسری قسم کے لوگ، در حقیقت یہی لوگ اہل فترت ہیں یہ غیر مستحق عذاب ہیں قطعی طور پر جیسا کہ ما سبق میں گزرا۔ اب رہے پہلی قسم کے لوگ، تو ان جیسوں کیلئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر وہ شخص جو قس اور زید کے مشابہ ہوگا، انھیں ایک امت بنا کر اٹھایا جائیگا، لیکن قوم تبع وغیرہ ان کا حکم اُن دین والوں کی مانند ہوگا، گویا کہ دین میں داخل ہیں، جبتک کہ اُن میں سے کوئی اسلام کو نہ پالے، کیونکہ اسلام ہر دین کو منسوخ کرنیوالا ہے۔ انتہیٰ اسے الآبی نے بیان کیا

## دوسرا مسلک و مذہب

نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدینِ کریمین رضی اللہ عنہما سے بلا شبہ شرک کا صدور ثابت نہیں ہے، بلکہ وہ دونوں اپنے جدِ امجد سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے دینِ حنیف پر گامزن تھے۔ جسطرح عرب کی ایک اور جماعت اس پر قایم تھی، مثلاً زید بن عمرو بن نفیل، ورقہ بن نوفل وغیرہ۔ اس مسلک پر ایک جماعت کا مذہب ہے۔

انہی میں سے امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ ہیں وہ اپنی کتاب "اسرار التنزیل" میں اس مسلک کی خوب وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "کہا گیا ہے کہ آزر (حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہ تھا بلکہ آپ کا چچا تھا (آپ کے والد تارخ تھے) اس پر علماء نے چند وجوہ سے حجت قائم کی ہے، چنانچہ اُن وجوہ میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے آباؤ اجداد کافر نہ ہوتے تھے، اس پر چند دلائل قایم کیے ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

| | |
|---|---|
| اَلَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَ | یہی لوگ ہیں جو آپ کو کھڑا دیکھتے ہیں اور |

Marfat.com

واخرج الازرقی[1] فی "تاریخ مکة" عن زهیر بن محمد قال: لم یزل علی الارض سبعة مسلمون فصاعدا، لولا ذلک لاهلکت الارض.
واخرج الجندی[2] فی "فضائل مکة" عن مجاهد قال: لم یزل علی الارض سبعة مسلمون فصاعدا، لولا ذلک لهلکت الارض ومن علیها. واخرج الامام احمد فی "الزهد" عن کعب رضی الله عنه. قال: لم یزل بعد نوح فی الارض اربعة عشر یدفع بهم العذاب. واخرج الخلال فی کتاب "کرامات الاولیاء" عن زاذان قال: ما خلت الارض بعد نوح من اثنی عشر فصاعدا یدفع الله بهم عن اهل الارض. واخرج ابن المنذر فی تفسیره بسند صحیح عن ابن جریج فی قوله: "رب اجعلنی مقیم الصلٰوة ومن ذریتی" قال: فلا یزال من ذریة ابراهیم علی نبینا وعلیه الصلٰوة والسلام ناس علی الفطرة یعبدون الله. وانما وقع التقیید فی هذه الآثار الثلاثة بقوله من بعد نوح، لانه من قبل نوح کان الناس کلهم علی الهدی فی
اخرج البزار فی مسنده وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم فی تفاسیرهم والحاکم فی "المستدرک" وصححه عن ابن عباس رضی الله عنهما فی قوله تعالی: "کان الناس امة واحدة"، قال: کان بین آدم ونوح عشرة قرون کلهم علی شریعة من الحق فاختلفوا فبعث الله النبیین. قال: وکذلک هی فی قراءة عبد الله بن مسعود رضی الله عنه: "کان الناس امة واحدة فاختلفوا". واخرج ابو یعلی والطبرانی وابن ابی حاتم بسند صحیح عن ابن عباس فی قوله تعالی: "کان الناس امة واحدة"، قال: علی الاسلام[illegible]

[1] هو الامام ابو الولید محمد بن عبد الکریم الازرقی المتوفی سنة [illegible] وخمسین. کذا فی کشف الظنون [2] ذکره صاحب [illegible]

آپ کو ساجدوں کی پشتوں میں منتقل کیا | تقلبك في الساجدين

اس کے معنی یہ ہیں کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نورِ پاک ایک ساجد سے دوسرے ساجد تک منتقل ہوتا رہا۔

اس تقدیر پر یہ آیتِ کریمہ دلالت کرتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء و اجداد مسلمان تھے۔ اسطرح قطعی طور پر ظاہر ہو جاتا ہے کہ حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کے والد کافروں میں سے نہ تھے۔ بلاشبہ آذر آپ کا چچا تھا۔

خلاصۂ کلام یہ کہ ارشادِ باری تعالیٰ تَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ کو دوسری جہات پر محمول کیا جائیگا۔ اور جب تمام روایتیں موجود ہیں، اور ان میں تعارض و منافات بھی نہیں ہے، تو واجب ہے کہ آیتِ کریمہ کو سب پر محمول کریں۔ اسوقت یہ بات درجۂ صحت کو پہنچ جاتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد بت پرستوں میں سے نہ تھے۔

پھر فرماتے ہیں کہ اسی اَمرِہ کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء و اجداد مشرکوں میں سے نہ تھے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں ہمیشہ پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوتا رہا۔ اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ، یعنی "بلاشبہ مشرک ناپاک ہیں" تو واجب ہے کہ حضور کے اجداد میں کوئی مشرک نہ ہو۔

امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ کا یہ بعینہٖ کلام ہے، اور تمہیں انکی امامت و جلالت چون و چرا سے باز رکھتی ہے، کیونکہ بلاشبہ وہ اپنے زمانہ میں اہلِ سنت کے امام، اپنے وقت میں مبتدع فرقوں کے ردمیں قائم، اپنے زمانہ میں اشاعرہ کے مذہب کے ناصر، اور چھٹی صدی کے سرے پر ایسے مجدد و عالم مبعوث ہوئے تھے کہ اس امت کے دینی امور کو تازہ کر دیا تھا، اور میرے نزدیک اس مسلک کی تائید میں تو اور وجوہ امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ کا مذہب ہے کچھ امور اور بھی ہیں۔ ایک تو وہ دلیل ہے جسے میں نے دو مقدموں میں استنباط

واخرج ابن ابي حاتم عن قتادة في الآية قال [illegible]
ونوح عشرة قرون كلهم على الهدى وعلى شريعة من الحق [illegible]
ذلك فبعث الله نوحا وكان اول رسول ارسله الله الى اهل الارض
واخرج ابن سعد[1] في "الطبقات" من وجه آخر عن ابن عباس رضي الله
عنهما قال: مابين نوح الى ادم من الآباء كانوا على الاسلام. واخرج ابن
سعيد من طريق سفيان بن سعيد الثوري عن ابيه عن [illegible] قال
ادم ونوح عشرة قرون كلهم على الاسلام. وفي التنزيل حكاية عن نوح
على نبينا وعليه الصلاة والسلام: "رب اغفر لي ولوالدي ولمن دخل
بيتي مؤمنا" وولد نوح سام مؤمن بالاجماع والنصوص لانه كان مع ابيه
في السفينة ولم ينج فيها الا مؤمن، وفي التنزيل: "وجعلنا ذريته هم
الباقين" بل ورد في اثر: انه كان نبيا، اخرجه ابن سعد في "الطبقات"
والزبير بن بكار في "الموفقيات"[2] وابن عساكر في "تاريخه" عن الكلبي.
وولده ارفخشد صرح بايمانه في اثر عن ابن عباس اخرجه ابن عبد
الحكم في "تاريخ مصر"، وفيه: انه ادرك جده [illegible]
الله الملك والنبوة في ولده، ومن ولد ارفخشد [illegible]
بايمانهم في اثر. اخرج ابن سعد في "الطبقات" [illegible]
عن ابن عباس رضي الله عنهما: ان نوحا [illegible]

[1] هو ابوعبدالله محمد بن سعد الزهري البصري [illegible]
كاتب الواقدي المتوفى سنة ثلاثين ومائتين [illegible]
[2] في كشف الظنون: موفقيات في الحديث [illegible]
ست وخمسين ومائتين [illegible]

Marfat.com

پہلا مقدمہ یہ کہ احادیثِ صحیحہ دلالت کرتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصول میں سے ہر اصل سیدنا آدم علیہ السلام سے آپ کے والد ماجد سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ تک اپنے زمانہ میں سب سے بہتر و افضل رہے ہیں اور ہر ایک کے زمانہ میں کوئی دوسرا ان سے بہتر اور افضل نہ تھا۔

دوسرا مقدمہ یہ کہ احادیث و آثار دلالت کرتی ہیں کہ روئے زمین پر حضرت نوح یا حضرت آدم علیہما السلام کے عہد سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ تک، پھر قیام قیامت تک ہمیشہ کچھ لوگ دینِ فطرت پر رہے اور رہیں گے، تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، توحید کو مانیں اور نمازیں پڑھیں۔ انہی کی وجہ سے زمین قایم ہے، اور اگر وہ نہ ہوتے تو زمین بھی ہلاک ہو جاتی اور اس پر رہنے والے بھی ہلاک ہو جاتے۔

جب ان دونوں مقدموں کو ملایا جائے تو قطعی طور پر نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء و اجداد میں سے کوئی بھی مشرک نہ تھا۔ اسلیے کہ یہ بات ہر ایک کے لیے ثابت ہے کہ وہ زمانہ میں سب سے بہتر رہا ہے۔ لہٰذا وہ حضرات جو دین فطرت پر رہے ہیں، اگر وہ آپ کے اجداد ہیں؟ تو یہی ہماری مراد ہے، اور اگر انکے سوا لوگ ہیں اور (معاذ اللہ) وہ اجداد و آباء شرک پر ہیں؟ تو دو باتوں میں ایک بات ضرور لازم آتی ہے۔ (۱) یا تو مشرک مسلمان سے بہتر ہوگا حالانکہ یہ بالاجماع باطل ہے۔ (۲) یا یہ کہ وہ غیر ان آباء و اجداد سے بہتر ہونگے حالانکہ یہ بھی احادیث صحیحہ کے مخالف ہونے کی وجہ سے باطل ہے۔ لہٰذا قطعی طور پر واجب ہے کہ ان آباء و اجداد میں سے کوئی بھی مشرک نہ ہو، تاکہ روئے زمین پر ہر زمانہ میں وہی سب سے افضل ہوں۔

<u>پہلے مقدمے کے دلائل</u> امام بخاری نے اپنی صحیح میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انھوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم علیہ السلام کے فرزند

لما هبط من السفینة هبط الی قریة فبنی کل رجل
"سوق الثمانین"، فغرق بنو قابیل کلهم، وما بین نوح الی ادم علی
علی الاسلام، فلما ضاقت بهم سوق الثمانین تحولوا الی بابل فبنوها
بها حتی بلغوا مائة الف وهم علی الاسلام ولم یزالوا علی الاسلام وهم ببابل
حتی ملکهم نمرود بن کوش بن کنعان بن حام بن نوح فدعاهم نمرود الی
عبادة الاوثان ففعلوا. هذا لفظ الاثر، فعرف من مجموع هذه الآثار ان
اجداد النبی صلی الله علیه وآله وسلم کانوا مؤمنین بیقین من ادم
الی زمن نمرود، وفی زمنه کان ابراهیم علیه السلام وآزر، فان کان آزر
والد ابراهیم فیستثنی من سلسلة النسب، وان کان عمه فلا استثناء
فی هذا القول اعنی ان آزر لیس ابا ابراهیم کما ورد عن جماعة من السلف
اخرج ابن ابی حاتم بسند ضعیف عن ابن عباس رضی الله عنهما فی
قوله تعالی: واذ قال ابراهیم لابیه آزر، قال: ان ابا ابراهیم لم یکن اسمه
آزر وانما کان اسمه تارخ. واخرج ابن ابی شیبة وابن المنذر وابن ابی حاتم
من طرق بعضها صحیح عن مجاهد قال: لیس آزر ابا ابراهیم. واخرج ابن
المنذر بسند صحیح عن ابن جریج فی قوله تعالی: واذ قال ابراهیم لابیه
آزر، قال: لیس آزر بابیه انما هو ابراهیم ابن تیرخ او تارخ بن شاروخ
بن ناخور بن فالخ. واخرج ابن ابی حاتم بسند صحیح عن السدی انه

---

لعل لفظ "وکان معه ثمانون رجلا" سقط من العبارة ... القاموس فی "کنع" کنعان بن سام بن نوح علیه السلام ... القاموس ...

هو اسمعیل بن عبد الرحمن ابن ابی کریمة السدی بضم المهملة وتشدید الدال ابو محمد الکوفی صدوق یهم ورمی بالتشیع من الرابعة ... التقریب ...

Marfat.com

زمانہ میں بہتر لوگوں میں، میں منتقل کیا جاتا رہا، یہاں تک کہ مجھے اس زمانہ میں مبعوث فرمایا گیا جس میں میں ہوں۔

اور امام بیہقی نے "دلائل النبوۃ" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ ہمیشہ لوگوں کے دو گروہ بنے اللہ تعالٰی نے مجھے ان میں سے بہتر میں رکھا، پھر مجھے والدین کریمین سے تولد کیا گیا لہٰذا زمانۂ جاہلیت کی کوئی چیز مجھ تک نہ پہنچی۔ اور حضرت آدم علیہ السلام سے اپنے ماں باپ تک نکاح سے منتقل ہُوا، اور سفلح (بے حیائی) سے میں منتقل نہیں ہُوا۔ اسلیے میں اپنی ذات کے اعتبار سے بھی اور تمہارے والدین کے لحاظ سے بھی تم سب سے بہتر ہوں۔

اور ابو نعیم نے "دلائل النبوۃ" میں متعدد اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، انھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- میں ہمیشہ اصلاب طاہرہ سے ارحام طیبہ میں پاک و صاف اور مہذب منتقل ہوتا رہا جب بھی دو قبیلے بنے، میں اُن کے بہتر میں رہا۔

اور امام مسلم و ترمذی نے صحت کے ساتھ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بیشک اللہ تعالٰی نے اولادِ ابراہیم علیہ السلام میں سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو برگزیدہ فرمایا، اور اولادِ اسمٰعیل علیہ السلام میں بنی کنانہ کو برگزیدہ کیا، اور بنی کنانہ میں قریش کو برگزیدہ کیا اور قریش میں سے بنی ہاشم کو برگزیدہ کیا، اور بنی ہاشم میں سے مجھے برگزیدہ فرمایا۔

اور حافظ ابوالقاسم حمزہ بن یوسف سہمی نے "فضائل عباس" میں حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ان لفظوں کے ساتھ نقل کیا کہ بیشک اللہ تعالٰی نے اولادِ آدم میں حضرت ابراہیم علیہما السلام کو برگزیدہ کر کے خلیل بنایا، اور اولادِ ابراہیم سے حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کو برگزیدہ کیا، پھر اولادِ اسمٰعیل سے نزار کو برگزیدہ کیا، پھر اولادِ نزار سے مضر کو برگزیدہ کیا، پھر مضر سے کنانہ کو برگزیدہ کیا، پھر کنانہ سے قریش کو برگزیدہ کیا

Marfat.com

قیل له: اسم ابی ابراھیم آزر، فقال: بل اسمه تارخ. ومن
اللغة بأن العرب کانوا یطلقون لفظ الاب علی العم اطلاقاً شائعاً وان کان
مجازاً. وفی التنزیل: "ام کنتم شهداء اذ حضر یعقوب الموت اذ قال
لبنیه ما تعبدون من بعدی قالوا نعبد الهك واله اٰبائك ابراھیم واسمعیل
واسحٰق"، فاطلق علی اسمٰعیل لفظ الاب وهو عم یعقوب کما اطلق علی ابراھیم
وهو جده. اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی الله عنهما انه کان
یقول الجد أب ویتلو: "قالوا نعبد الهك واله اٰبائك". واخرج عن ابی
العالیة فی قوله تعالیٰ: "واله اٰبائك ابراھیم واسمٰعیل"، قال: سمی العم أباً
واخرج عن محمد بن کعب القرظی قال: الخال والد والعم والد، وتلا هذه
الاٰیة. فهذه اقوال السلف من الصحابة والتابعین فی ذلك. ویرشحه
ما اخرجه ابن المنذر فی تفسیره بسند صحیح عن سلیمان ابن صرد[له] قال:
لما ارادوا ان یلقوا ابراھیم فی النار جعلوا یجمعون الحطب حتی ان کانت
العجوز لتجمع الحطب، فلما ارادوا ان یلقوه فی النار قال: حسبی الله ونعم
الوکیل، فلما القوه قال الله: "یا نار کونی برداً وسلاماً علی ابراھیم" فقال
عم ابراھیم: من اجلی دفع عنه، فارسل الله علیه شرارة من النار فوقعت
علی قدمه فاحرقته. فقد صرح فی هذا الاثر عم ابراھیم، وفیه فائدة
اخری وهو انه هلك فی ایام القاء ابراھیم فی النار، وقد اخبر الله سبحانه
فی القراٰن بان ابراھیم ترك الاستغفار له لما تبین له انه عدو لله. و
وردت الاٰثار بان ذلك تبین له لما مات مشرکاً وانه لم یستغفر له بعد

[له] سلیمان بن صرد- بضم المهملة وفتح الراء- ابن الجون الخزاعی صحابی، قتل
بعین الوردة سنة خمسین وتسعین رضی الله عنه، کذا فی التقریب-

Marfat.com

پھر قریش سے بنی ہاشم کو برگزیدہ کیا، پھر بنی ہاشم سے بنی عبدالمطلب کو برگزیدہ کیا
پھر بنی عبدالمطلب سے مجھے برگزیدہ کیا۔" المحب طبری نے "ذخائر العقبیٰ" میں اسے بیان کیا۔

اور ابنِ سعد نے اپنے "طبقات" میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، عرب میں سب سے بہتر مضر ہے، اور مضر میں بہتر اولادِ بنی عبدِ مناف ہے، اور بنی عبد مناف میں بنی ہاشم ہیں اور بنی ہاشم میں بہتر بنی عبد المطلب ہیں۔ خدا کی قسم جب سے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا دو گروہوں میں سے سب سے بہتر گروہ میں مجھے رکھا۔"

اور طبرانی و بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، اللہ تعالیٰ نے خلق پیدا فرمائی اس میں حضرتِ آدم علیہ السلام کو پسند فرمایا، اور اولادِ آدم میں اہل عرب کو پسند فرمایا، اور اہلِ عرب میں مضر کو پسند فرمایا، اور مضر میں قریش کو پسند فرمایا، اور قریش میں بنی ہاشم کو پسند فرمایا، اور بنی ہاشم میں مجھے پسند فرمایا۔ لہٰذا میں بہتروں سے بہتروں کی طرف منتقل ہوتا رہا۔

اور ترمذی نے نقل کرکے اسے حسن کہا، اور بیہقی نے بھی حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس وقت مجھے پیدا فرمایا، تو مجھے اپنی تمام مخلوق سے بہتر بنایا پھر جب قبیلوں کو پیدا کیا، تو مجھے انکے بہتر قبیلہ میں رکھا، اور جب جانوں کو پیدا فرمایا تو مجھے انکی بہتر جانوں میں رکھا، پھر جب گھروں کو پیدا کیا، تو انکے بہتر گھروں میں مجھے رکھا۔ لہٰذا میں گھر کے اعتبار سے بھی بہتر ہوں" اور جانوں کے اعتبار سے بھی بہتر۔

اور طبرانی و بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو دو قسموں میں تقسیم کیا اور مجھے ان دونوں کی بہتر قسم میں رکھا۔ پھر ان دو قسموں کو تین پر تقسیم کیا

Marfat.com

ذلك. وأخرج ابن ابی حاتم بسند صحیح عن ابن عباس رضی الله عنهما
قال: مازال ابراهیم علیه السلام یستغفر لابیه حتی مات، فلما تبین له
انه عدو لله فلم یستغفر له. واخرج عن محمد بن کعب وقتادة ومجاهد و
الحسن وغیرهم قالوا: کان یرجوه فی حیاته، فلما مات علی شرکه تبرأ منه،
ثم هاجر ابراهیم عقیبه واقعة النار الی الشام کما نص الله علی ذلك فی
القرآن ثم بعد مدة من مهاجرته دخل مصر واتفق له فیها مع الجبار ما
اتفق بسبب سارة واخدمه هاجر، ثم رجع الی الشام، ثم امره الله ان
ینقلها وولدها اسمعیل الی مکة فنقلهما ودعا فقال: "ربنا انی اسکنت
من ذریتی بواد غیر ذی زرع" الی قوله: "ربنا اغفرلی ولوالدی
وللمؤمنین یوم یقوم الحساب"، فاستغفر لوالدیه وذلك بعد
هلاك عمه مدة طویلة: فیستنبط من هذا ان المذکور فی القرآن
بالکفر والتبری من الاستغفار له هو عمه لا ابوه الحقیقی، فلله الحمد
علی ما الهم. روی ابن سعد فی "الطبقات" عن الکلبی قال: هاجر ابراهیم
من بابل الی الشام وهو یومئذ ابن سبع وثلاثین، فاتی حران فاقام بها
زمانا، ثم اتی الی الاردن فاقام بها زمانا، ثم خرج الی مصر فاقام بها زمانا،
ثم رجع الی الشام فنزل السبع ارضا بین ایلیاء وفلسطین، ثم ان بعض
اهل البلد اذوه فتحول من عندهم فنزل منزلا بین الرملة وایلیاء.
وروی ابن سعد عن الواقدی[1] قال: ولد لابراهیم اسمعیل و هو ابن
تسعین سنة: فعرف من هذین الاثرین ان بین هجرته من بابل و عقب

[1] هو محمد بن عمر بن واقد الاسلمی الواقدی المدنی القاضی نزیل بغداد، متروك
مع سعة علمه، مات سنة سبع ومائتین وله ثمان وسبعون سنة رحمه الله تعالی

تو مجھے ان تینوں کی بہتر میں رکھا، پھر جب ان تینوں کو قبائل بنایا، تو مجھے انکے بہتر قبیلہ میں رکھا، پھر جب قبائل کو گھر یعنی خاندان بنایا، تو مجھے انکے بہتر گھر میں رکھا۔

اور ابو علی بن شاذان نے جسے المحب الطبری نے "ذخائر العقبیٰ" میں اور وہ مسند بزار میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ کچھ قریش کے لوگ صفیہ بنت عبد المطلب کے گھر میں جمع ہو کر فخر کا اظہار اور جاہلیت کی باتیں کرنے لگے اس پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو تشریف فرما ہیں۔ یہ سُنکر انھوں نے (بدگوئی کے انداز میں) کہا "بنجر زمین سے کھجور یا کوئی درخت نمودار ہو گیا ہے" پھر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اس کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا، تو آپ جلال میں آگئے، اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں کو جمع کریں پھر آپ نے منبر پر تشریف فرما ہو کر ارشاد فرمایا، اے لوگو! میں کون ہوں؟ سب نے عرض کیا، آپ اللہ کے رسول ہیں۔ فرمایا میرا نسب بیان کرو؟ سب نے کہا آپ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہیں" آپ نے فرمایا اُس قوم کا کیا حال ہے، جو میری اصلیت کی تنقیص و تخفیف کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! میں ان سے اصل میں بھی افضل ہوں، اور جگہ و مقام کے لحاظ سے بھی بہتر ہوں۔

اور حاکم نے ربیعہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ فرمائی، تو لوگوں نے رو گردانی کی اور کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مثال تو ایسی ہے، جیسے کہ بنجر زمین میں کھجور کا درخت نمودار ہو جائے، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غضب کا اظہار فرمایا، اور کہا بیشک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا، پھر اُسکے دو فرقے کیے، اور مجھے ان میں سے بہتر فرقہ میں کیا۔ پھر انکے قبائل بنائے، پھر مجھے بہتر قبیلہ میں کیا، پھر انکے خاندان بنائے پھر مجھے انکے بہتر خاندان میں کیا۔ اسکے بعد فرمایا میں تم میں قبیلہ کے اعتبار سے بھی بہتر ہوں اور تم سے خاندان کے لحاظ سے بھی بہتر ہوں۔

Marfat.com

واقعة النار وبين الدعوة التی دعا بها بمكة بضعا وخمسين سنة

# تتمیم

ثم استمر التوحيد فی ولد ابراهيم واسمعيل عليهما السلام. قال الشهرستانی[له] فی "الملل والنحل": كان دين ابراهيم قائما والتوحيد فی صدر العرب شائعا، واول من غيره واتخذ عبادة الاصنام عمرو بن لحی. قلت: وقد صح بذلك الحديث. اخرج البخاری ومسلم عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم: رأيت عمرو بن لحی الخزاعی يجر قصبه فی النار، كان اول من سيب السوائب.

واخرج الامام احمد فی مسنده عن ابن مسعود رضی الله عنه عن النبی صلی الله عليه وآله وسلم قال: ان اول من سيب السوائب وعبد الاصنام ابو خزاعة عمرو بن عامر، وانی رايته يجر امعاءه فی النار.

واخرج ابن اسحاق وابن جرير فی تفسيرهما عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم، رايت عمرو بن لحی بن قمعة بن جندب يجر قصبه فی النار، انه اول من غير دين ابراهيم. ولفظ ابن اسحاق انه كان اول من غير دين اسمعيل فنصب الاوثان وبحر البحيرة وسيب السائبة ووصل الوصيلة وحمی الحامی. وله طرق أخری.

واخرج البزار فی مسنده بسند صحيح عن انس رضی الله عنه قال: كان الناس بعد اسماعيل عليه السلام علی الاسلام وكان الشيطان يحدث

---

له هو ابو الفتح الامام محمد بن عبد الكريم الشهرستانی المتوفی سنة ثمان و اربعين وخمس مائة. كذا قال فی "كشف الظنون" والله اعلم۔

Marfat.com

اور طبری نے "الاوسط" میں، اور بیہقی نے "الدلائل" میں سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے جبریل بیان کرتے ہیں کہ میں نے روئے زمین کے تمام مشرق و مغرب کو چھان مارا، لیکن میں نے کسی کو بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے افضل نہ پایا، اور نہ کسی نبی کے باپ کو بنی ہاشم سے افضل پایا۔

حضرت حافظ ابن حجر "امالیہ" میں فرماتے ہیں کہ صحت کی تابانیاں ان امتوں کی پیشانیوں پر ظاہر ہیں، اور یہ امر بدیہی ہے کہ افضلیت و اصطفاء و برگزیدگی اور پسندیدگی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضلیت، شرک کے ساتھ نہیں ہوتی ہے۔

## دوسرے مقدمہ کے دلائل

حضرت عبد الرزاق "المصنف" میں بروایت معمر از ابن جریج، وہ ابن مسیب سے وہ سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ ہر زمانہ میں روئے زمین پر ہمیشہ سات مسلمان یا زیادہ ضرور رہے ہیں اگر وہ نہ ہوتے زمین ہلاک و برباد ہو جاتی، اور اس پر رہنے والے بھی نہ رہتے۔ اسکی سند شیخین (بخاری و مسلم) کی شرط پر صحیح ہے۔ اسکی مثل اس سے پہلے کسی نے نہیں کہا۔ لہٰذا اسکا حکم، مرفوع کے حکم میں ہے۔ اور ابن منذر نے اپنی تفسیر میں بروایت دبری (ھو اسحاق بن ابراہیم الدبری) از عبد الرزاق اسکی تخریج کی۔

اور ابن جریر اپنی تفسیر میں، شہر بن حوشب سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا چودہ اشخاص زمین پر ایسے ضرور رہتے ہیں جنکی وجہ سے اہل زمین سے بلائیں دور ہوتی ہیں اور انھیں برکت ملتی ہے، مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ کہ وہ اپنے زمانہ میں تنہا تھے۔

ابن منذر نے اپنی تفسیر میں حضرت قتادہ سے اس آیت کریمہ کے تحت

Marfat.com

الناس بالسيء يريد ان يردهم عن الاسلام حتى ادخل عليهم في التلبية لبيك لبيك لا شريك لك الا شريكا هو لك تملكه وما ملك، قال: فما زال حتى اخرجهم عن الاسلام الى الشرك. قال السهيلي في "الروض الانف" كان عمرو بن لحي حين غلبت خزاعة على البيت ونفت جرهم عن مكة قد جعلته العرب ربا لا شرع لهم بدعة الا اخذوها بسرعة لانه كان يطعم الطعام ويكسو في الموسم. وقد ذكر ابن اسحاق: انه اول من ادخل الاصنام الحرم وحمل الناس على عبادتها، وكانت التلبية من عهد ابراهيم عليه السلام: لبيك اللهم لبيك لبيك لا شريك لك لبيك، حتى كان عمرو بن لحي؛ فبينما هو يلبي تمثل له الشيطان في صورة شيخ فلبى معه، فقال عمرو: لبيك لا شريك لك، فقال الشيخ: الا شريكا هو لك، فانكر ذلك عمرو وقال: وما هذا؟ فقال الشيخ قل: تملكه وما ملك فانه لا باس بهذا، فقال عمرو ودانت بها العرب انتهى كلام السهيلي

وقال الحافظ عماد الدين بن كثير في تاريخه: كانت العرب على دين ابراهيم الى ان ولي عمرو بن عامر الخزاعي مكة وانتزع ولاية البيت من اجداد النبي صلى الله عليه وآله وسلم فاحدث عمرو المذكور عبادة الاصنام وشرع للعرب الضلالات من السوائب وغيرها وزاد في التلبية بعد قوله: لبيك لا شريك لك، قوله: الا شريكا هو لك تملكه وما ملك،

---

ك الروض الانف في شرح غريب السير للشيخ الامام ابي القاسم عبد الرحمن ابن عبد الله بن احمد السهيلي المتوفي سنة احدى وثمانين وخمس مائة، ابتدأ في املاء هذا في محرم سنة تسع وستين وخمس مائة وكان الفراغ منه في جمادى الاولى من ذلك العام؛ كذا في كشف الظنون۔

Marfat.com

قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ الآیہ (پ ۱ - ۴۶)

ہمنے فرمایا تم سب جنت سے اُتر جاؤ پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کا پیرو ہو ــــــ

نقل کرتے ہیں کہ قتادہ نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے زمین میں ہمیشہ اولیاء کو موجود رکھا ہے، اور جب سے حضرت آدم علیہ السلام کو اُتارا کسی وقت بھی زمین کو شیطان کیلیے خالی نہ رکھا ہر زمانہ میں زمین میں اولیاء رہے اور اُسکی طاعت میں مشغول رہے۔

اور حافظ ابو عمر بن عبد البر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن قاسم نے حضرت مالک رضی اللہ عنہما سے روایت کی، انھوں نے کہا کہ مجھے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث پہنچی ہے کہ انھوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین میں ہمیشہ اپنے ولی کو رکھا جبتک اس میں شیطان کا دخل ہے۔

اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ نے "الزہد" میں، اور حضرت خلال نے "کتاب کرامات الاولیاء" میں شیخین کی شرط پر سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث نقل کی کہ آنحوں نے فرمایا حضرت نوح علیہ السلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ سات ایسے شخصوں کو موجود رکھا، جنکی بدولت اہل زمین سے اللہ تعالیٰ نے بلاؤں کو دور فرمایا" یہ حدیث بھی حکم مرفوع میں ہے۔

اور حضرت ازرقی (یعنی امام ابو الولید محمد بن عبد الکریم ازرقی المتوفی سنہ ۲۲۳ھ) رحمۃ اللہ نے "تاریخ مکہ" میں زہیر بن محمد سے نقل کیا کہ انھوں نے فرمایا روئے زمین پر سات یا اس سے زیادہ مسلمان ہمیشہ رہتے ہیں، اگر وہ نہوتے تو زمین اور اُس کے رہنے والے یقیناً ہلاک ہو جاتے۔

اور جندی نے "فضائل مکہ" میں مجاہد سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا کہ ہمیشہ روئے زمین پر سات یا اس سے زیادہ مسلمان رہتے ہیں، اگر وہ نہ ہوتے تو زمین اور اُس کے رہنے والے یقیناً ہلاک ہو جاتے۔

Marfat.com

وهو اول من قال ذلك وتبعته العرب على الشرك فشابهوا بذلك قوم نوح وسائر الامم المتقدمة وفيهم على ذلك بقايا من دين ابراهيم، و كانت مدة ولاية خزاعة على البيت ثلاث مائة سنة وكانت ولايتهم مشؤومة الى ان جاء قصي جد النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقاتلهم واستعان على حربهم بالعرب وانتزع ولاية البيت منهم الا ان العرب بعد ذلك لم ترجع عما كان احدثه لها عمرو الخزاعي من عبادة الاصنام وغير ذلك لانهم راوا ذلك دينا في نفسه لا ينبغي ان يغير انتهى.

فثبت ان آباء النبي صلى الله عليه وآله وسلم من عهد ابراهيم عليه السلام الى زمان عمرو المذكور كلهم مؤمنون بيقين، ونأخذ في الكلام على الباقي وعلى زيادة توضيح لهذا القدر. الامر الثاني مما ننتصر لهذا المسلك آيات وآثار في ذرية ابراهيم وعقبه: الآية الاولى وهي اصرحها قوله تعالى: "واذ قال ابراهيم لابيه وقومه انني براء مما تعبدون ٥ الا الذي فطرني فانه سيهدين ٥ وجعلها كلمة باقية في عقبه".

اخرج عبد بن حميد في تفسيره بسنده عن ابن عباس في قوله تعالى: "وجعلها كلمة باقية في عقبه ٥"، قال: لا اله الا الله. وقال عبد ابن حميد حدثنا يونس عن شيبان عن قتادة في قوله تعالى: "وجعلها كلمة باقية في عقبه ٥"، قال: شهادة ان لا اله الا الله والتوحيد، لايزال في ذريته من يقولها بعده. وقال عبد الرزاق في تفسيره عن معمر عن قتادة في قوله تعالى: "و جعلها كلمة باقية في عقبه"، قال: الاخلاص والتوحيد، لايزال في ذريته من يوحد الله ويعبده. اخرجه ابن المنذر ثم قال وقال ابن جريج في الآية في عقب ابراهيم: فلم يزل بعد في ذرية ابراهيم من يقول: لا اله الا الله،

Marfat.com

اور حضرت امام احمد نے "الزھد" میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ انھوں نے فرمایا حضرتِ نوح علیہ السلام کے بعد زمین میں ہمیشہ چودہ ۱۴ شخص رہتے ہیں جن کی بدولت عذاب دُور ہوتا رہا ہے۔

اور الخلال نے "کتاب کرامات الاولیاء" میں زاذان سے نقل کیا کہ انھوں نے کہا کہ حضرتِ نوح علیہ السلام کے بعد زمین بارہ یا زیادہ ایسے افراد سے کبھی خالی نہ رہی جنکی بدولت زمین والوں سے عذاب دُور ہوتا رہا۔

اور ابنِ منذر سندِ صحیح کے ساتھ اپنی تفسیر میں بہ تحت آیتِ کریمہ :-

| | |
|---|---|
| رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ الآیہ (پ۱۳-۱۸۶) | اے رب مجھے اور میری کچھ اولاد کو نماز قایم کرنے والا بنا ........ |

حضرتِ ابنِ جریج رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ انھوں نے فرمایا، اس دعا کی وجہ سے اولادِ سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے کچھ لوگ ہمیشہ فطرت پر رہے ہیں، اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہے۔

مذکورہ آخری تینوں حدیثوں میں "نوح علیہ السلام کے بعد" کی قید وارد ہوئی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ حضرتِ نوح علیہ السلام سے پہلے تمام انسان ہدایت پر تھے۔

بزار نے اپنی مسند میں، اور ابنِ جریر، ابنِ منذر، اور ابنِ ابی حاتم رحمہم اللہ نے اپنی اپنی تفسیروں میں، اور حاکم نے "المستدرک" میں صحت کے ساتھ حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیتِ کریمہ کے تحت :-

| | |
|---|---|
| کَانَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً | تمام لوگ ایک اُمت تھے۔ |

نقل کیا کہ انھوں نے فرمایا حضرتِ آدم اور حضرتِ نوح علیہما السلام کے درمیان دس ۱۰ قرن گزرے، وہ سب شریعتِ حقّہ پر تھے، پھر جب اختلاف رُونما ہوا، تو اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو مبعوث فرمایا۔ اور فرماتے ہیں کہ حضرتِ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی قراءت میں اسطرح ہے کہ "کَانَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً فَاخْتَلَفُوْا"

Marfat.com

قال وقول اخر: فلم يزل ناس من ذريته على الفطرة
حتى تقوم الساعة. واخرج عبد بن حميد عن الزهري
قال: العقب ولده الذكور والاناث واولاد الذكور.
واخرج عن عطاء قال: العقب ولده وعصبته.
الاية الثانى قوله تعالى: واذ قال ابراهيم رب اجعل هذا
البلد امنا واجنبني وبنيّ ان نعبد الاصنام ﴿.
واخرج ابن جرير في تفسيره عن مجاهد في هذه الاية قال
فاستجاب الله لابراهيم دعوته في ولده فلم يعبد احد من ولده
صنما بعد دعوته في ولده واستجاب الله له وجعل هذا البلد
وارزق اهله من الثمرات وجعله اماما وجعل من ذريته من يقيم
الصلاة. واخرج البيهقي في "شعب الايمان" عن وهب بن منبه
ان ادم عليه السلام. لما اهبط الى الارض استوحش. فذكر الحديث
بطوله في قصة البيت الحرام، وفيه من قول الله لادم في حق ابراهيم
عليهما السلام: واجعله امة واحدة قانتا بامري داعيا الى سبيلي
اجتبيه واهديه الى الصراط المستقيم، استجيب دعوته في ولده
وذريته من بعده، واشفعه فيهم واجعلهم اهل ذلك البيت
وولاته وحماته. الحديث. هذا الاثر موافق لقول مجاهد المذكور
انفا، ولا شك ان ولاية البيت كانت معروفة باجداد النبي صلى
الله عليه وآله وسلم خاصة دون سائر ذريه ابراهيم الى ان انتزع
منهم عمرو الخزاعي ثم عادت اليهم؛ فعرف ان كل ما ذكر عن ذرية
ابراهيم من خير فان اولى الناس به سلسلة الاجداد الشريفة الذين

اور ابو یعلیٰ، طبری، اور ابن ابی حاتم نے سندِ صحیح کے ساتھ بہ تحت آیتِ کریمہ، كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ انھوں نے فرمایا، وہ سب دینِ اسلام پر تھے۔

اور حضرت ابنِ ابی حاتم نے حضرتِ قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی آیتِ کریمہ کے تحت نقل کیا کہ انھوں فرمایا ہمیں بتایا گیا ہے کہ حضرتِ آدم اور حضرت نوح علیہما السلام کے درمیان دس قرن کا فاصلہ تھا، اور وہ سب کے سب ہدایت اور شریعتِ حقّہ پر قایم تھے۔ پھر جب اسکے بعد اختلاف رونما ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حضرتِ نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا، وہ پہلے رسول تھے جنکو اللہ تعالیٰ نے اہلِ زمین کیلیے رسول بناکر بھیجا۔

ابنِ سعد نے "الطبقات" میں دوسری سند کے ساتھ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ انھوں نے فرمایا کہ حضرتِ نوح علیہ السلام اور حضرت آدم علیہ السلام تک جتنے آبا و اجداد گزرے، وہ سب دین اسلام پر تھے۔

اور ابنِ سعد نے بسندِ سفیان بن سعید ثوری، وہ اپنے والد سے، وہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہم سے نقل کیا کہ انھوں نے فرمایا حضرت آدم و نوح علیہما السلام کے درمیان دس قرن تھے، وہ سب کے سب دین اسلام پر تھے۔

قرآنِ کریم میں حضرتِ نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے تذکرہ میں ہے کہ

| | |
|---|---|
| رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا الآیہ (پ ۲۹ - سورۃ نوح) | اے رب مجھے اور میرے والدین کو اور جو میرے اہلبیت میں سے مومن ہیں انھیں بخشدے |

حضرتِ نوح علیہ السلام کے فرزند سام، اجماع اور نصِ قرآنی سے مومن تھے اسلیے کہ انھوں نے اپنے والد کے ساتھ کشتی میں نجات پائی، اور کشتی میں اسی نے نجات پائی ہے جو مسلمان تھا۔ اور قرآن کریم میں ہے کہ :-

| | |
|---|---|
| وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِيْنَ (پ - ع) | اور ہم نے نوح کی اولاد کو ہی باقی رہنے والا بنایا۔ |

Marfat.com

خصوا بالاصطفاء وانتقل اليهم نور النبوة واحداً بعد واحد اولى بان يكونوا هم البعض المشار اليهم فى قوله: "رب اجعلنى مقيم الصلوة ومن ذريتى". واخرج ابن ابى حاتم عن سفيان ابن عيينة انه سئل: هل عبد احد من ولد اسمعيل الاصنام؟ قال: لا، الم تسمع قوله: "واجنبنى وبنى ان نعبد الاصنام"، قيل: فكيف لم يدخل ولد اسحاق وسائر ولد ابراهيم؟ قال: لانه دعا لاهل هذا البلد ان لا يعبدوا اذ اسكنهم اياه فقال: "اجعل هذا البلد امناً" ولم يدع لجميع البلدان بذلك فقال: واجنبنى وبنى ان نعبد الاصنام فيه، وقد خص اهله وقال: "ربنا انى اسكنت من ذريتى بواد غير ذى زرع عند بيتك المحرم ربنا ليقيموا الصلوة". فانظر الى هذا الجواب من سفيان بن عيينة وهو احد الائمة المجتهدين وهو شيخ امامنا الامام الشافعى رضى الله عنهما. الآية الثالثة قوله تعالى حكاية عن ابراهيم على نبينا وعليه الصلوة والسلام: "رب اجعلنى مقيم الصلوة ومن ذريتى". اخرج ابن المنذر عن ابن جريج فى قوله: "رب اجعلنى مقيم الصلوة ومن ذريتى" قال: فلن تزال من ذرية ابراهيم ناس على الفطرة يعبدون الله تعالى. الآية الرابعة، اخرج ابو الشيخ فى تفسيره عن زيد[1] بن على قال: قالت سارة لما بشرتها الملائكة: "يويلتى ءالد وانا عجوز"

---

[1] هو زيد بن على بن الحسين بن على رضى الله عنهم احد ائمة اهل البيت قال ابن حبان فى "الثقات": راى جماعة من الصحابة، قتل فى اوائل صفر سنة اثنتين وعشرين ومائة، وقال خليفة: سنة احدى وبقى مصلوبا الى سنة ست ولم تر له عورة سترا من الله تعالى، كما فى خلاصة التهذيب.

Marfat.com

بلکہ ایک اثر (حدیث) میں تو یہ ہے کہ سام نبی تھے۔ اسے ابن سعد نے "طبقات" میں، زبیر بن بکار نے "الموفقیات" میں، اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں کلبی سے نقل کیا ہے۔" اور سام کے فرزند ارفخشد کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں تصریح ہے کہ وہ ایماندار تھے۔ اسے ابن عبدالحکم نے "تاریخ مصر" میں نقل کیا۔ اس میں ہے کہ ارفخشد نے اپنے دادا حضرت نوح علیہ السلام کو پایا، اور انھوں نے انکے لیے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس کی اولاد میں ملک ونبوت رکھے۔" اور ارفخشد کی اولاد سے تارخ (والد ماجد سیدنا ابراہیم علیہ السلام) تک ایک اثر میں تصریح آئی ہے کہ وہ سب ایماندار تھے اور ابن سعد نے "الطبقات" میں بسند کلبی انا ابو صالح انا ابن عباس رضی اللہ عنہم نقل کیا کہ حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جس وقت کشتی سے اترے تھے، تو وہ ایک قریہ میں اترے، انکے ساتھ جتنے افراد تھے ہر ایک نے ایک ایک گھر تعمیر کیا اور آبادی کا نام رکھا "سوق الثمانین" (یعنی اسّی آدمیوں کا بازار، چونکہ حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ اسّی آدمی تھے) اور قابیل کی ساری اولاد غرق ہو گئی۔ اور حضرت نوح علیہ السلام کے والدین حضرت آدم علیہ السلام تک سب کے سب دین اسلام پر تھے۔ پھر جب "سوق الثمانین" اُن کی اولاد پر تنگ ہو گیا، تو پھر بابل کی طرف رُخ کیا اور وہاں مکانات بنائے۔ پھر انکی اولاد کی کثرت ہوئی حتیٰ کہ ایک لاکھ تک پہنچ گئی۔ وہ سب کے سب اسلام پر تھے، اور اسوقت تک سب اسلام پر قایم رہے جبتک کہ ان میں سے بابل میں نمرود بن کوس بن کنعان بن حام بن حضرت نوح علیہ السلام ان کا بادشاہ بنا، اسوقت نمرود نے انکو بتوں کی پرستش کی طرف بلایا اور وہ کرنے لگے۔ یہ اثر وحدیث کے لفظوں کا ترجمہ ہے

## حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ماجد کی تحقیق

اب ان تمام آثار واحادیث سے یقینی طور پر معلوم ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

هذا بعلي شيخا ان هذا الشئ عجيب ٥ قالت الملائكة "أتعجبين من امر الله رحمة الله وبركاته عليكم اهل البيت انه ... قال: فهو كقوله تعالى: "وجعلها كلمة في عقبه" ... صلى الله عليه واله وسلم واله من عقب ابراهيم عليه السلام داخل في ذلك.

وقد اخرج ابن حبيب في تاريخه عن ابن عباس قال: كان عدنان ومعد وربيعة ومضر وخزيمة واسد على ملة ابراهيم عليه السلام فلا تذكروهم الا بخير. وذكر ابو جعفر الطبري وغيره: ان الله ... الى ارميا ان اذهب الى بخت نصر واعلمه انى قد سلطته على العرب، وامر الله ارمياء ان يحتمل معه معد بن عدنان على البراق كى لا يصيبه النقمة فانى مستخرج ... صلبه نبيا كريما اختم به الرسل؛ ففعل ارمياء ذلك واحتمل معد الى ارض الشام فنشأ مع بنى اسرائيل ثم عاد بعد ان هدأت الفتن. واخرج ابن سعد في "الطبقات" من مرسل عبد الله بن خالد قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم: لا تسبوا مضر فانه كان قد اسلم. وقال السهيلي في "الروض الانف" في حديث المروى: لا تسبوا مضر ولا ربيعة فانهما كانا مؤمنين. قلت: وقفت عليه مسندا.

اخرجه ابوبكر محمد بن خلف بن حيان المعروف بوكيع في كتاب "الغرر من الاخبار" قال: حدثنا اسحاق بن داؤد بن عيسى المروزي ابو يعقوب الشعراني قال حدثنا سليمن بن عبد الرحمن الدمشقي ... ثنا عثمان بن فائد عن يحيى ابن طلحة بن عبد الله عن اسمعيل بن محمد بن سعد ابن ابي وقاص عن عبد الرحمن [بن] ابي بكر الصديق رضي الله عنهما عن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قال ...

Marfat.com

ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے نمرود کے زمانہ تک سب کے سب مومن مسلمان تھے۔ اور نمرود کے زمانہ میں سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔

اب رہی آزر (بت گر و بت پرست) کی حقیقت! لہٰذا اگر وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ ہوتا، تو سلسلۂ نسب میں اسکا استثناء کیا جاتا۔ اور اگر آزر ان کا چچا ہے، تو اسکے استثناء کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس تفصیل سے میری مراد یہ ہے کہ آزر، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہ تھا۔ جیسا کہ سلف کی ایک جماعت بیان کرتی ہے۔

ابن ابی حاتم نے بسندِ ضعیف سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے بہ تحت آیۂ کریمہ

| | |
|---|---|
| اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ | جب ابراہیم نے اپنے اَب آزر سے کہا |

نقل کیا کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر نہ تھا، بلکہ ان کا نام تارخ تھا۔

اور ابن ابی شیبہ کا ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے متعدد سندوں سے جنہیں سے بعض صحیح ہیں مجاہد سے نقل کیا کہ انھوں نے کہا ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہ تھا۔ اور ابن المنذر بسند صحیح حضرت ابنِ جریج سے بہ تحت آیتِ کریمہ "وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ" نقل کیا کہ انھیں نے کہا کہ آزر ان کا باپ نہ تھا ان کا سلسلۂ نسب یہ ہے کہ حضرتِ ابراہیم علیہ السلام بن تیرخ یا تارخ بن شارخ بن ناخور بن فالغ۔

اور ابن ابی حاتم بسندِ صحیح حضرتِ سُدّی (یعنی اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن بن ابی کریمہ سُدّی المتوفی ۱۲۷ھ) سے نقل کیا کہ ان سے کسی نے پوچھا، کیا حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر تھا؟ انھوں نے جواب دیا، نہیں! ان کا نام تارخ تھا۔ اور انھوں نے من حیث البعث وجہ بتلائی کہ اہل عرب لفظ اَب کو عام طور پر باپ اور چچا دونوں کیلیے بولا کرتے ہیں اور یہ انکا عام رواج ہے اگرچہ چچا نہ

مضر فانهما كانا مسلمين. واخرج بسنده عن عائشة رضى الله عنها ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال: لا تسبوا تميما وضبة فانهما كانوا مسلمين. واخرج بسنده عن ابن عباس رضى الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: لا تسبوا قيسا فانه كان مسلما. ثم قال السهيلى: ويذكر عن النبى صلى الله عليه وآله وسلم انه قال: لا تسبوا الياس فانه كان مسلما مؤمنا، وذكر انه كان يسمع فى صلبه تلبية النبى صلى الله عليه وآله وسلم بالحج.

قال: وكعب بن لوى اول من جمع يوم العروبة، وقيل: هو اول من سماها الجمعة، فكانت قريش يجتمع اليه فى هذا اليوم فيخطبهم ويذكرهم بمبعث النبى صلى الله عليه وآله وسلم ويعلمهم انه من ولده ويامرهم باتباعه والايمان به وينشد فى هذا ابياتا منها قوله:

يا ليتنى شاهد نجواء دعوته اذا قريش تريد الحق خذلانا

قال: وقد ذكر الماوردى[له] هذا الخبر عن محمد بن كعب فى كتاب "اعلام النبوة" انتهى. قلت: هذا الخبر اخرجه ابونعيم فى "دلائل النبوة" بسنده عن ابى سلمة بن عبد الرحمن بن عوف وفى آخره: وكان بين موت كعب وبعث النبى صلى الله عليه وآله وسلم خمس مائة سنة وستون سنة. والماوردى المذكور هو احد ائمة اصحابنا وهو صاحب "الحاوى الكبير"، له كتاب "اعلام النبوة" فى مجلد كثير الفوائد وقد رايته وسانقل منه فى هذا الكتاب.

---

[له] هو الشيخ الامام ابو الحسن على بن محمد الماوردى الشافعى المتوفى سنة خمسين واربع مائة، له "اعلام النبوة" مشتملا على الف وعشرين باب، كذا فى "كشف الظنون".

Marfat.com

قرآن کریم میں ہے اَمْ کُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ الآیہ (پ۱-ع۱۶)

بلکہ تم خود موجود تھے جب یعقوب کو موت آئی جبکہ اُس نے اپنے بیٹوں سے فرمایا میرے بعد کس کی پوجا کروگے ؟ بولے ہم پوجینگے اُسے جو خدا ہے آپ کا اور آپ کے آباء ابراہیم واسمٰعیل اور اسحاق کا۔

حضرتِ اسمٰعیل علیہ السلام پر لفظ "اَبْ" کا اطلاق کیا گیا، حالانکہ وہ حضرتِ یعقوب علیہ السلام کے چچا تھے، جسطرح کہ حضرتِ ابراہیم علیہ السلام پر اطلاق کیا گیا، حالانکہ وہ دادا تھے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ کہتے تھے کہ اَلْجَدُّ اَبٌ یعنی دادا باپ ہے، اور یہ آیت تلاوت کی قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ - الآیہ

اور ابوالعالیہ سے بہ تحتِ آیتِ کریمہ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ الآیہ مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ چچا کو باپ کہا گیا۔

اور محمد بن کعب قرظی سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا اَلْخَالُ وَالِدٌ وَالْعَمُّ وَالِدٌ، یعنی ماموں کو باپ اور چچا کو باپ کہا جاتا ہے پھر یہ آیتِ کریمہ تلاوت کی غرضکہ اس بارے میں سلف صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کے یہ اقوال ہیں اور اُس روایت سے بھی یہی مترشح ہوتا ہے جسے ابن المنذر نے اپنی تفسیر میں بسندِ صحیح حضرت سلیمان ابن صُرد (ابن الجون خزاعی صحابی مقتول ۶۵ھ) سے روایت کیا کہ انھوں نے کہا کہ جب نمرود لعین نے حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا ارادہ کیا، تو انھوں نے لکڑیاں جمع کرنی شروع کردیں، حتیٰ کہ بوڑھی عورتوں نے بھی لکڑیاں جمع کیں۔ پھر انھوں نے قصد کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالدیں، تو آپ نے کہا (حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ

Marfat.com

فحصل مما اوردناه الى آباء النبي صلى الله عليه وآله
عهد ابراهيم الى كعب بن لؤى كانوا كلهم على دين ابراهيم عليه السلام
وولده مرة بن كعب الظاهر انه كذلك لان ابيه [illegible] ويا لايمان
ويقى بينه وبين عبد المطلب اربعة اباء وهم: كلاب وقصى و
مناف وهشام، ولم اظفر فيهم بنقل لا بهذا ولا بهذا.
واما عبد المطلب ففيه ثلاثة اقوال، احدها وهو الاشبه:
لم تبلغه الدعوة، لاجل الحديث الذى فى البخارى وغيره.
والثانى: انه كان على التوحيد وملة ابراهيم، وهو ظاهر عموم قو
الامام فخر الدين وما تقدم عن مجاهد وسفيان بن عيينة وغيرهم
فى تفسير الايات السابقة. والثالث: ان الله احياه بعد بعثة النبى
صلى الله عليه وآله وسلم حتى امن به واسلم ثم مات، حكاه ابن سيد
الناس، وهذا اضعف الاقوال واسقطها واوهاها لانه لا دليل
عليه ولم يرد حديث قط فى حديث لا ضعيف ولا غيره ولا قال بهذا
القول احد من ائمة السنة، انما حكوه عن بعض الشيعة ولهذا اقتصر
غالب المصنفين على حكاية القولين الاولين وسكتوا عن حكاية
الثالث لان خلاف الشيعة لا يعتد به. قال السهيلى فى الروض الانف
وفى الصحيح ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم دخل على ابى طالب
عند موته وعنده ابو جهل وابن ابى امية فقال: يا عم قل: لا اله الا الله
كلمة اشهد لك بها عند الله، فقال له ابو جهل وابن ابى امية: اترغب
عن ملة عبد المطلب؟ فقال: انا على ملة عبد المطلب.
قال: وظاهر هذا الحديث يقتضى ان [illegible]

Marfat.com

اللہ کافی ہے، کتنا اچھا وکیل ہے)۔ پھر جب انھوں نے آپ کو آگ میں
ڈال دیا، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یٰنَارُ كُونِي بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ
(اے آگ تو ابراہیم پر ٹھنڈی سلامتی والی ہو جا) اُس وقت آپ کے چچا نے کہا
من اجلی دفع عنہ (میری وجہ سے وہ آگ سے محفوظ رہے) پھر اللہ تعالیٰ نے آگ کا
ایک شرارہ بھیجا، جو اُسکے پاؤں پر پڑا، اور اُس نے اُسکو جلا دیا۔
لہٰذا یہ اثر تصریح کرتی ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا۔
اس میں اور بھی فوائد ہیں، مثلاً یہ کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے
آگ میں ڈالے جانے کے دنوں میں ہلاک ہو گیا تھا۔ اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ
نے قرآن میں اسکی خبر دی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسکے لیے طلبِ مغفرت
ترک فرما دی تھی جب یہ ظاہر ہو گیا کہ وہ دشمنِ خدا ہے۔ اور اس بارے میں آثار و
احادیث، اور دیں کہ یقیناً آپ پر ظاہر ہو گیا تھا جبکہ وہ حالتِ شرک میں مرا، اور
یہ کہ آپ نے اِس کے بعد کبھی اُسکے لیے مغفرت کی دعا نہ کی۔
اور ابن ابی حاتم بسندِ صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے
ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام، آزر کے لیے مرنے کے وقت
تک دعائے مغفرت مانگی، اور جب آپ پر ظاہر ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے،
پھر اُسکے لیے استغفار نہ کی۔
اور محمد بن کعب، قتادہ، مجاہد اور حسن وغیرہ سے تخریج کی گئی ہے کہ
وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے چچا آزر کی زندگی میں اصلاح کی
امید رکھتے تھے، پھر جب وہ شرک پر مر گیا، تو آپ اُس سے بیزار ہو گئے۔
اسکے بعد یعنی آگ میں ڈالے جانے کے بعد شام کی طرف آپ نے ہجرت فرمائی۔
جیسا کہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس کی وضاحت فرمائی۔ پھر ہجرت کے کچھ عرصہ
بعد مصر تشریف لے گئے، اور اس سفر میں آپ کو جابر حاکم کے واقعہ کا اتفاق ہوا، جو کہ

Marfat.com

قال: ووجدت في بعض كتب المسعودي اختلافا في عبد المطلب
فقيل فيه: مات مسلما لما رأى من الدلائل على نبوة محمد صلى الله
عليه وآله وسلم وعلم انه لايبعث الا بالتوحيد. فالله اعلم، غير أن
"مسند البزار"، وكتاب النسائي من حديث عبد الله بن عمرو رضي الله
ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال لفاطمة رضي الله عنها
عزت قوما من الانصار: لعلك بلغت معهم الكدى؟ فقالت: لا، ف
لوكنت بلغت معهم الكدى مارايت الجنة حتى يراها جد أبيك.

قال: وقد اخرجه ابو داود ولم يذكر فيه: حتى يراها جد ابيك
قال: وفي قوله: جد ابيك، ولم يقل: جدك، تقوية للحديث الضع
الذي قدمنا ذكره ان الله احيى اباه وامه وامنا به. فالله اعلم، ق
ويحتمل انه اراد تخويفها بذلك لان قوله صلى الله عليه وآله وسل
حتى دبلوغها معهم الكدى لا يوجب خلودا في النار. هذا كله كلا
السهيلي بحروفه. وقال الشهرستاني في "الملل والنحل": ظهر نور ال
صلى الله عليه وآله وسلم في اسارير عبد المطلب بعض الظهور،
ببركة ذلك النور الهم النذر في ذبح ولده، وببركته كان يامر ول
بترك الظلم والبغي ويحثهم على مكارم الاخلاق وينهاهم عن دنيا
الامور، وببركة ذلك النور كان يقول في وصاياه: انه لن يخرج م
الدنيا ظلوم حتى ينتقم منه وتصيبه عقوبة، الى ان هلك رجل ظ
لم تصبه عقوبة، فقيل لعبد المطلب في ذلك، ففكر في ذلك فق
والله! ان وراء هذه الدار دارا يجزى فيها المحسن باحسانه ويعا ق
فيها المسيئ باساءته؛ وببركة ذلك النور قال لابرهة: ان لهذا

Marfat.com

حضرت سارہ کے سبب سے پیش آیا تھا۔ اور حضرت ہاجرہ نے آپ کی خدمت کی پھر شام کی طرف لوٹے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا کہ ہاجرہ اور اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل (علیہ السلام) کو مکہ مکرمہ منتقل کر دیں۔ چنانچہ آپ نے انکو منتقل فرما کر دعا مانگی، اور دعا میں کہا:-

رَبَّنَآ اِنِّیٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ (الی قولہ) رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ (پ۱۳ - ع ۱۸)

اے میرے رب میں نے کچھ اولاد ایک ادی میں بسائی جس میں کھیتی نہیں ہوتی، (یہانتک کہ) اے ہمارے رب مجھے بخشدے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قایم ہوگا۔

آپ کا یہ دعا مانگنا اپنے چچا کے ہلاک ہونے کے طویل عرصہ کے بعد ہے۔ لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ قرآن کریم میں، جو کفر کا ذکر فرمایا گیا، اور آپ کا استغفار سے تبری بتائی گئی، وہ اپنے چچا آزر کیلئے تھی، نہ کہ اپنے والد حقیقی کیلئے۔ فَلِلّٰہِ الحمد علی ما الہم

ابن سعد نے "الطبقات" میں کلبی سے روایت کی کہ انھوں نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سینتیس ۳۷ سال کی عمر میں بابل سے شام کی طرف ہجرت فرمائی چنانچہ مقام حران میں مدت تک اقامت فرمائی۔ اسکے بعد اردن تشریف لائے وہاں بھی مدت تک اقامت فرمائی۔ پھر مصر تشریف لیگئے وہاں بھی ایک عرصہ اقامت فرمائی۔ پھر شام کی طرف لوٹے، تو زمین سبع میں جو ایلیا اور فلسطین کے درمیان واقع ہے قیام کیا۔ پھر جب وہاں کے کچھ لوگوں نے آپ کو ایذاء دی تو ان سے رُخ پھیر کر رملہ اور ایلیاء کے درمیان اقامت فرمائی۔

اور ابن سعد نے واقدی (یعنی محمد بن عمر بن واقد اسلمی واقدی مدنی قاضی بغدادی المتوفی بحثلہ ھ) سے روایت کیا کہ انھوں نے بتایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جبوقت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو اسوقت آپ کی عمر نوّے سال

Marfat.com

البيت ربا يحفظ، ومنه قال وقد صعد

لا هم ان المرء يمنع رحله فامنع حلالك

لا يغلبن صليبهم ومحالهم عدوا محالك

فانصر على ال الصليب وعابديه اليوم آلك

انتهى كلام الشهرستانى.

ومن مناسبة ما ذكره ما اخرجه ابن سعد فى طبقاته عن ابن عباس رضى الله عنهما: كانت الدية عشرا من الابل وعبد المطلب اول من سن دية النفس مائة من الابل، فجرت فى قريش والعرب مائة من الابل اقرها رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم. وينضم الى ذلك ان النبى صلى الله عليه وآله وسلم انتسب اليه يوم حنين فقال:

انا النبى لا كذب انا ابن عبد المطلب

وهذا اقوى ما يقوى به مقالة الامام فخر الدين ومن وافقه لان الاحاديث وردت فى النهى عن الانتساب الى الآباء الكفار.

روى البيهقى فى الشعب من حديث ابى بن كعب ومعاذ بن جبل: ان رجلين انتسبا على عهد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال احدهما: انا فلان بن فلان انا فلان بن فلان، فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: انتسب رجلان على عهد موسى فقال احدهما: انا فلان بن فلان الى تسعة، وقال الآخر: انا فلان بن فلان الاسلام فاوحى الله الى موسى: هذان المنتسبان اما انت ايها المنتسب الى تسعة ... وفى الجنة ... ايدا.

کی تھی۔ لہٰذا ان [illegible] کی روایتوں سے معلوم ہوا کہ واقعۂ نار کے بعد بابل سے ہجرت کرنے، اور مکہ مکرمہ میں مذکورہ دعا مانگنے کے درمیان کا زمانہ تقریباً کچھ اوپر پچاس سال کا ہے۔

**تتمہ** اسکے بعد حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی اولاد میں توحید ہمیشہ رہی۔ امام شہرستانی "الملل والنحل" میں) فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین قایم رہا۔ اور عرب کے سینوں میں توحید برقرار رہی۔ سب سے پہلے جس نے اسے بدلا، اور بت پرستی کی بنیاد ڈالی وہ عمرو بن لحی تھا

میں کہتا ہوں کہ یہ بات درست و صحیح ہے، کیونکہ بخاری و مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں عمرو بن لحی خزاعی کو دیکھ رہا ہوں کہ اسکی آنتوں کو آگ کی گہرائیوں میں کھینچا جا رہا ہے اس نے بتوں کے نام پر جانوروں کو چھوڑا اور امام احمد بن حنبل اپنی مسند میں بروایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، جس نے سوائب اور بت پرستی کی ابتدا کی وہ ابو خزاعہ عمرو بن عامر ہے اور میں اسے دیکھ رہا ہوں کہ اسکی آنتوں کو آگ میں کھینچا جا رہا ہے۔

اور ابن اسحاق و ابن جریر اپنی تفسیر والے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے عمرو بن لحی بن قمعہ بن جندب کو دیکھ رہا ہوں کہ اسے آگ کی گہرائیوں میں گھسیٹا جا رہا ہے کیونکہ یہی وہ پہلا شخص ہے جس نے دین ابراہیمی میں تغیر و تبدل کیا۔ اور ابن اسحاق کے لفظ یہ ہیں کہ یہی وہ شخص ہے جس نے حضرت اسمٰعیل کے دین کو بدلا، اور بتوں کا رواج دیا۔ بحیرہ کو قائم کیا، سائبہ کو جاری کیا، وصیلہ کو ملایا، اور حامی کی حمایت کی۔ اس روایت کی اور بھی اسنادیں ہیں۔

اور نیز امام احمد اپنی مسند میں بسند صحیح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

Marfat.com

آباء فی النار! قالت عاشرهم فی النار، واما انت ایتها المنتسب الی ... قالت ثالثهما فی الجنۃ۔ وروی البیهقی ایضا عن ابی ریحانۃ عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال: من انتسب الی تسعۃ آباء کفار یرید بهم عزا وشرفا فهو عاشرهم فی النار۔ وروی البیهقی ایضا عن ابن عباس۔ رضی الله عنهما ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال: لا تفتخروا بآبائکم الذین ماتوا فی الجاهلیۃ فوالذی نفسی بیده! لما یدحرج[1] الجعل بانفه خیر من آبائکم الذین ماتوا فی الجاهلیۃ۔

وروی البیهقی ایضا عن ابی هریرۃ رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال: ان الله قد اذهب عنکم عبیۃ الجاهلیۃ وفخرها بالآباء، لینتهین اقوام یفتخرون برجال انما هم فحم من فحم جهنم او لیکونن اهون علی الله من الجعلان التی تدفع النتن بانفها۔

والاحادیث فی ذلک المعنی کثیرۃ، واوضح من ذلک فی التقریر ان البیهقی اورد فی "شعب الایمان" حدیث مسلم: ان فی امتی اربعا من امر الجاهلیۃ لیسوا بتارکین: الفخر فی الاحساب۔ الحدیث۔

وقال عقبه: وان عورض هذا بحدیث النبی صلی الله علیه وآله وسلم فی اصطفاء بنی هاشم فقد قال الحلیمی: لم یرد بذلک الفخر، انما اراد تعریف منازل المذکورین ومراتبهم کرجل یقول: کان ابی فقیها، لا یرید به الفخر وانما یرید به تعریف حاله دون ما عداه؛ قال: وقد یکون اراد به الاشارۃ بنعمۃ الله علیه فی نفسه وآبائه علی وجه الشکر، ولیس ذلک من الاستطالۃ

[1] وفی النهایۃ: (ومنه الحدیث) لما یدهده الجعل خیر من الذین ماتوا فی الجاهلیۃ هو الذی یدحرجه من السرجین رد الحدیث الآخر کالذی یدهده الجعل النتن بانفه

Marfat.com

وہ بیان کرتے ہیں، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بعد لوگ اسلام پر قائم تھے، مگر شیطان انھیں برائی پر اکساتا رہا، وہ چاہتا تھا کہ یہ اسلام سے برگشتہ ہو جائیں، یہاں تک کہ وہ تلبیہ میں دخل انداز ہو گیا، اور تلبیہ کے الفاظ یہ بنا دیئے "لبیک لبیک لا شریک لک الا شریکا ھو لک تملکہ وما ملک۔ یعنی حاضر ہوں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں صرف وہی شریک ہے جو تیری ملکیت کا مالک ہے" فرماتے ہیں کہ وہ اس پر قائم رہے یہاں تک کہ اسلام سے شرک کی طرف چلے گئے۔

اور سہیلی "الروض الانف" میں فرماتے ہیں کہ وہ عمرو بن لحی تھا، جو وقت کہ قبیلہ خزاعہ نے خانہ کعبہ پر تسلط جمایا، اور وہاں کے لوگوں کو مکہ سے دور کر دیا، اور اہلِ عرب پر شود کو جاری کیا، یہ نرالی بات انکی شریعت میں نہ تھی۔ مگر وہ اسے تیزی سے لینے لگا کیونکہ وہ موسم حج میں کھانا کھلاتا، اور کپڑا پہناتا تھا۔ اور ابن اسحاق نے بیان کیا کہ یہی وہ پہلا شخص ہے جس نے حرم میں بتوں کو داخل کیا اور لوگوں کو انکی پوجا پر ابھارا، اور حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے تلبیہ کے الفاظ یہ تھے "لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک" یہاں تک کہ عمرو بن لحی جب یہ تلبیہ پڑھ رہا تھا، تو شیطان ایک بزرگ صورت بنکر اسکا ساتھی بن گیا اور تلبیہ کہنے لگا جبکہ عمرو نے لبیک لا شریک لک کہا، تو بزرگ صورت شیطان نے اضافہ کیا کہ "الا شریکا ھو لک" عمرو نے اس کا انکار کیا اور کہا "وما ھذا" یعنی یہ کیا ہے؟ اس پر بزرگ صورت شیطان نے کہا یوں کہو "تملکہ وما ملک" (یعنی وہ تیرا شریک جو تیری ملکیت کا مالک ہے) کیونکہ اس کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، پھر عمرو نے بھی یہی کہا، اور عرب کا طریقہ بن گیا۔ انتہی، یعنی سہیلی کا کلام ختم ہوا۔

اور حافظ عماد الدین بن کثیر رحمۃ اللہ اپنی "تاریخ" میں بیان کرتے ہیں کہ عرب دین ابراہیمی پر قائم تھے، یہاں تک کہ عمرو بن عامر خزاعی مکہ کا حاکم بنا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد سے خانہ کعبہ کی تولیت چھین لی تو عمرو بن عامر خزاعی نے

Marfat.com

والفخر شيء۔ انتهى، فقوله: اراد تعريف [illegible] نزل المتكورين ذمواتهم [illegible] بنعمة الله عليه فى نفسه وابآئه [illegible] تقوية لمقالة الامام فخرالدين واجرائها على عمومها [illegible] الاصطفاء لا يكون الا لمن هو على التوحيد۔ ولا شك ان [illegible] فى عبد المطلب بخصوصه عسير جدا لان حديث البخارى وهو الذى فيه منع ابوجهل اباطالب من الايمان باسند لال ملة عبد المطلب مصادم قوى، وان اخذ فى تاويله لم يوجد تاويل قريب، والتاويل البعيد يأباه اهل الاصول؛ ولهذا لما رأى البيهقى تصادم الادلة لم يقدر على الترجيح توقف والله اعلم۔ وهذا يصلح ان يعد قولا رابعا فيه وهو الوقف، واكثر ما خطرلى فى تأويل الحديث وجهان بعيد ان نتركهما۔ واما حديث النسائى فتاويله قريب وقد فتح السهيلى بابه وان لم يستوف، وانما سهل الترجيح جانب التاويل فسهل المصير اليه ۔ والله [illegible]

ثم رأيت الامام اباالحسن الماوردى [illegible] الى نحو ماذكره الامام فخرالدين الا انه لم يصرح كتصريحه فقال فى كتابه "اعلام النبوة" لما كان انبياء الله صفوة عباده وخيرة خلقه لما كلفهم من القيام بحقه والارشاد لخلقه استخصهم من اكرم العناصر واجتباهم بحكم الاوامر فلم يكن لنسبهم من قدح ولمنصبهم من جرح ليكون القلوب اصفى والنفوس لهم اوطأ فيكون الناس الى اجابتهم اسرع ولاوامرهم اطوع وان الله استخلص رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من اطيب [illegible] حماه من دنس الفواحش ونقله من اصلاب طاهرة الى ارحام منزهة وقد قال ابن عباس فى تاويل قول الله تعالى [illegible]

Marfat.com

بت پرستی رائج کی اور سوائب وغیرہ بدعتیں عرب میں پھیلائیں، اور تلبیہ میں "لبیک لا شریک لک لبیک" میں بڑھایا کہ "إلا شریکا ھو لک تملکہ وما ملک" یہ پہلا شخص ہے جس نے یہ کہا ہے اور اہل عرب نے شرک میں اسکی پیروی کی ہے۔ اسکے بعد وہ قوم نوح اور گزشتہ تمام اُمتوں کے مشابہ بن گئے۔ ان میں سے کچھ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر باقی رہے۔ اور خانہ کعبہ کی تولیت کی مدت جس پر خزاعہ قابض رہے تین سو برس تھی اسکی تولیت بڑی بدبختی کی تھی۔ یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں سے قصی آئے، انھوں نے ان سے جنگ کی اور سارے عرب سے ان سے جنگ کے لیے مدد مانگی، اور خزاعہ کے قبضہ سے تولیت چھین لی۔ لیکن اہل عرب اُس رسم بد سے جسے عمرو بن عامر خزاعی نے بُت پرستی وغیرہ کی عادت ڈالدی تھی، نہ لوٹ سکے کیونکہ انھوں نے اسے فی نفسہ ایسا دین جان رکھا تھا جس میں تغیر جائز نہ جانتے تھے۔ انتہی

لہٰذا ثابت ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء کرام، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے عمرو بن عامر کے زمانہ تک بالیقین سب کے سب مومن و مسلمان تھے۔ اب ہم اسکے بعد باقی حضرات پر قدرے مناسب وضاحت کے اضافہ کے ساتھ بحث کرتے ہیں۔

## دوسری بحث

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد اور انکے بعد والوں کے بارے میں اس مسلک مذہب کی تائید و نصرت کیلیے کچھ آیات احادیث لاتے ہیں

پہلی آیت، جو سب سے زیادہ صریح ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ ○ إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ ○ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ (الزخرف ع)

اور جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا میں بیزار ہوں تمہارے معبودوں سے سوا اسکے جس نے مجھے پیدا کیا کہ ضرور وہ بہت جلد مجھے راہ دیگا اور اسے اپنی نسل میں باقی کلام رکھا

Marfat.com

ای تقلبک من اصلاب طاهرة من اب بعد اب الی ان جعلک نبیا
فکان نور النبوة ظاهرا فی آبائه ثم لم یشرکه فی ولادته من ابویه
اخ ولا اخت لانهما صفوتهما الیه ولتقصر نسبهما علیه لیکون مختصا
بنسب جعله الله للنبوة غایة ولتفرده نهایة فیزول عنه ان شارکه
فیه ویماثل منه، فلذلک مات عنه ابواه فی صغره، فاما ابوه فمات و
هو حمل، واما امه فماتت وهو ابن ست سنین، واذا خبرت حال نسبه
وعرفت طهارة مولده علمت انه سلالة آباء کرام، لیس فی آبائه
مسترذل ولا مغمور مستذل بل کلهم سادة قادة، وشرف النسب و
طهارة المولد من شروط النبوة انتهی کلام الماوردی بحروفه۔

وقال ابوجعفر النحاس[له] فی "معانی القرآن" فی قوله تعالی "وتقلبک
فی الساجدین": روی عن ابن عباس انه قال: تقلبه فی الظهور
حتی اخرجه نبیا؛ وما احسن قول الحافظ شمس الدین بن ناصر
الدین الدمشقی:

## اشعار

تنقل احمد نورا عظیما　　تلألأ فی جباه الساجدینا
تقلب فیهم قرنا فقرنا　　الی ان جاء خیر المرسلینا

## وقال ایضا:

حفظ الاله کرامة لمحمد　　آباءه الامجاد صونا لاسمه
ترکوا السفاح فلم یصبهم عاره　　من آدم والی ابیه وامه

---

[له] هو ابوجعفر احمد بن محمد النحاس النحوی المتوفی [illegible]
ثلاث مائة

عبد بن حمید اپنی تفسیر میں اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بہ تحت آیتِ کریمہ "وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ" نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا لا الٰہ الا اللہ باقیۃ فی عقب ابراہیم۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد والوں میں لا الٰہ الا اللہ باقی رہا۔

اور عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر حضرتِ مجاہد سے بہ تحت آیتِ کریمہ "وجعلها كلمة باقية فی عقبه" نقل کرتے ہیں کہ کلمہ باقیہ لا الٰہ الا اللہ ہے اور عبد ابن حمید کہتے ہیں کہ ہم سے حدیث بیان کی یونس نے، انھوں نے شیبان سے انھوں نے قتادہ سے بہ تحت آیتِ کریمہ "وجعلها كلمة باقية فی عقبه" وہ فرماتے ہیں کہ لا الٰہ الا اللہ اور توحید کی شہادت ہے، اور اسکے کہنے والے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد اُنکی اولاد میں ہمیشہ موجود رہے۔

اسی آیتِ کریمہ کے تحت حضرت عبدالرزاق اپنی تفسیر میں بروایت معمر حضرت قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا، یہ اخلاص و توحید ہے، اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اُسکی عبادت کرنے والے آپ کی اولاد میں ہمیشہ موجود رہے۔ اس روایت کو ابن المنذر نقل کر کے کہتے ہیں کہ ابن جریر نے آیتِ کریمہ "عقب ابراہیم" میں فرمایا ہے کہ لعینی نسلِ سیدنا ابراہیم علیہ السلام میں ہمیشہ اسکے کہنے والے رہے ہیں، اور کہتے ہیں کہ ایک قول یہ ہے کہ نسلِ ابراہیمی میں کچھ لوگ فطرت پر ہمیشہ رہینگے، جو قیامت تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرینگے۔

اسی آیتِ کریمہ کے تحت عبد بن حمید نے زہری سے نقل کیا کہ انھوں نے فرمایا "عقب" سے مراد حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کی نسل کے مرد و عورت اور اولاد کی اولاد ہے اور عطاء سے منقول ہے کہ انھوں نے کہا، اُنکی اولاد اور گھر والے، نسل کے لوگ ہیں۔

دوسری آیتِ کریمہ۔ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي

اور یاد کرو جب ابراہیم نے عرض کی اے میرے رب اس شہر کو امان والا کر دے

Marfat.com

وقال الشريف البوصيري صاحب البردة رحمه الله

كيف ترقى رقيك الانبياء يا سماء ما طاولتها سماء
لم يساووك في علاك وقد حال سنا منك دونهم وسناء
انما مثلوا صفاتك للناس كما مثل النجوم الماء
انت مصباح كل فضل فما تصدر الا عن ضوئك الاضواء
لك ذات العلوم من عالم الغيب ومنها لآدم الاسماء
ولم تزل في ضمائر الغيب تختار لك الامهات والآباء
ما مضت فترة من الرسل الا بشرت قومها بك الانبياء
تتباهى بك العصور وتسمو بك علياء بعدها علياء
وبدا للوجود منك كريم من كريم آباؤه كرماء
نسب تحسب العلا بحلاه قلدتها نجومها الجوزاء
ومنها فهنيئا به لآمنة الفضل الذي شرفت به حواء
من لحواء انها حملت احمد او انها به نفساء
يوم نالت بوضعه ابنة وهب من فخار ما لم تنله النساء
واتت قومها بافضل مما حملت قبل مريم العذراء

## فائدة

قال ابن ابى حاتم في تفسيره [illegible]

له هو الشيخ شرف الدين ابو عبد الله محمد بن سعيد [illegible]
البوصيري المتوفى سنة اربع وتسعين [illegible]
الهمزية في المدائح النبوية [illegible]

Marfat.com

وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ ۝ | اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کے
الآیہ • (پ۱۳ - ۱۶-۱۸) • | پوجنے سے بچا۔

اس آیتِ کریمہ کے تحت ابنِ جریر اپنی تفسیر میں مجاہد سے نقل کرتے ہیں کہ
کہ انھوں نے کہا "اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا انکے فرزندوں
کے بارے میں قبول فرمائی، اور انکے فرزندوں میں سے کسی نے اس دعا کے بعد بُت کو
نہ پوجا۔ اور اللہ تعالیٰ نے انکی دوسری دعا بھی قبول فرمائی، اور اس شہر مکہ کو امن والا
قرار دیا، اور انکی اہل کو پھلوں کا رزق عطا فرمایا، اور انھیں امام بنایا، اور
انکی نسل میں ایسے لوگ بھی بنائے جو نماز کو قایم رکھنے والے تھے۔

اور امام بیہقی نے "شعب الایمان" میں حضرتِ وہب بن منبہ سے نقل کیا
کہ حضرت آدم علیہ السلام جب زمین پر آئے تو انھیں وحشت پیدا ہوئی، پھر بیت الحرام
کے قصہ میں طویل حدیث بیان کی۔ اس میں ہے کہ آدم علیہ السلام نے حضرت ابراہیم
علیہ السلام کے بارے میں حق تعالیٰ نے فرمایا واجعلہ امّۃ واحدۃ قانتاً بامری
داعیاً الی سبیلی اجتبیۃ واھدیہ الی الصراط المستقیم (اور بنا اسکو ایک
امت جو میرے حکم کو بجا لانے والا میرے راستہ کی طرف بلانے والا ہو، اسے
برگزیدہ کر کے سیدھے راستہ کی ہدایت فرما) انکی یہ دعا انکے بعد کی اولاد و نسل
کے بارے میں قبول کی گئی، اور انکے حق میں انکی سفارش مانی گئی، اور انکو اس خانہ کعبہ کا
اہل بنایا، اور اس کا متولی و حامی بنایا۔ الحدیث

یہ روایت شروع میں مذکور مجاہد کے قول کے موافق ہے۔ اس میں شک نہیں
کہ خانہ کعبہ کی تولیت خصوصیت کے ساتھ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد کے ساتھ
مشہور و معروف تھی، نہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تمام نسل کے ساتھ، یہانتک
کہ عمرو خزاعی نے انہی سے چھینا، پھر بعد کو بھی انہی کی طرف لوٹی۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے جو کچھ افضلیت کے بارے میں

ابو ب النصيبي حدثنا حمزة عن عثمان بن عطاء عن ابيه قال ...
صلى الله عليه واله وسلم وبين ادم عليه السلام تسعة واربعون اباً

الامر الثالث اثر ورد في ام النبي صلى الله عليه واله وسلم خاصة
اخرج ابونعيم في "دلائل النبوة" بسند ضعيف من طريق الزهري
عن ام سماعة بنت أبي رهم عن امها قالت شهدت امنة ام رسول
الله صلى الله عليه واله وسلم في علتها التي ماتت فيها ومحمد صلى الله عليه
واله وسلم غلام يفع له خمس سنين عند رأسها فنظرت الى وجهه
ثم قالت:

بارك فيك الله من غلام — يا ابن الذى من حومة الحمام
نجا بعون الملك المنعام — فودى غداة الضرب بالسهام
بمائة من ابل سوام — ان صح ما ابصرت فى المنام
فانت مبعوث الى الانام — من عند ذى الجلال والاكرام
تبعث فى الحل وفى الحرام — تبعث بالتحقيق والاسلام
دين ابيك البر ابراهام — فالله ينهاك عن الاصنام
ان لا تواليها مع الاقوام

ثم قالت: كل حي ميت، وكل جديد بال، وكل كبير يفنى، وانا
ميتة وذكرى باق، وقد تركت خيرا وولدت طهرا، ثم ماتت وكنا
نسمع نوح الجن عليها فحفظنا من ذلك:

نبكى الفتاة البرة الامينه — ذات الجمال العفة الرزينه
زوجة عبد الله والقرينه — ام نبى الله ذى السكينه
وصاحب المنبر فى المدينه — ...

Marfat.com

ذکر کیا گیا ہے وہی اسکے اہل تھے، کیونکہ سب سے افضل حضرات، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اجدادِ کرام کے سلسلہ کے ہی لوگ رہے ہیں، اور یہی حضرات برگزیدگی کے ساتھ خاص ہوئے اور انہی کی طرف نورِ نبوت یکے بعد دیگرے منتقل ہوتا رہا، اور یہی حضرات اسکے زیادہ لائق ہیں کہ ان میں کے بعض حضرات فرمانِ الٰہی

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي ؕ کے مشارٌ الیہ ہوں۔ | اے رب مجھے اور میری نسل کے کچھ لوگوں کو نماز قایم رکھنے والا بنا۔

اور ابنِ ابی حاتم نے حضرتِ سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ان سے کسی نے دریافت کیا کہ کیا حضرتِ اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں، سے کسی نے بتوں کو پوجا ہے؟ فرمایا، نہیں! کیا تم نے خدا کا یہ فرمان نہیں سُنا کہ :۔

وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ الآیہ | اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کے پوجنے سے بچا۔

کسی نے سوال کیا کہ حضرتِ اسحاق علیہ السلام کی اولاد، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تمام اولاد کیوں داخل نہیں؟ فرمایا اسلیے کہ حضرتِ ابراہیم علیہ السلام نے اس شہرِ مکہ کے رہنے والوں کے لیے دعا مانگی کہ وہ بتوں کو نہ پوجیں، جبکہ اُنکی اولاد خاص اس شہر میں بس گئی اُس وقت عرض کیا :۔

اجْعَلْ هَٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا | اس شہر کو امن والا بنا۔

اُنھوں نے تمام شہروں کیلیے دعا نہ مانگی۔ پھر عرض کیا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ (مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کے پوجنے سے بچا)۔ اسی تذکرہ میں ہے کہ اُنھوں نے اپنی اہل کو خاص کر کے عرض کیا :۔

رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا [illegible] الآیہ | اے میرے رب میں نے اپنی کچھ اولاد ایک وادی میں بسائی جسمیں کھیتی نہیں ہوتی تیرے حُرمت والے گھر کے پاس اے ہمارے رب اسلیے کہ وہ نماز قایم رکھیں

Marfat.com

وانت تری هذه الكلام منها صريحا فی النهی عن موالاة الاصنام مع الاعترات بدين ابراهيم عليه السلام، ويبعث[له] ولدها الی الانام من عند ذی الجلال والاكرام بالاسلام؛ وهذه الالفاظ منافية للشرك. و قولها: يبعث بالتحقيق، كذا هو فی النسخة، وعندی انه تصحيف وانما هو بالتخفيف. ثم انی استقرأت امهات الانبياء عليهم السلام فوجدتهن مؤمنات، فأم اسحق وموسٰی وهارون وعيسٰی وموسی وحواء أم شيث عليهم السلام مذكورات فی القرآن بل قيل بنبوتهن، ووردت الاحاديث بايمان هاجر ام اسمعيل وام يعقوب وامهات اولاده وام داود وسليمان وزكريا ويحيی وشمويل وشمعون وذی الكفل عليهم السلام؛ ونص بعض المفسرين علی ايمان ام نوح وام ابراهيم عليهم السلام، ورجحه ابن حيان فی تفسيره. وقد تقدم عن ابن عباس رضی الله عنهما: انه لم يكن بين نوح وادم عليهما السلام ولد كافر، ولهذا قال: "رب اغفر لی ولوالدیّ ولمن دخل بيتی مؤمنا"، وقال ابراهيم: "رب اغفر لی ولوالدی وللمؤمنين يوم يقوم الحساب"، ولم يعتذر عن استغفار ابراهيم فی القرآن الا الابيه خاصة دون امه، فدل علی انها كانت مؤمنة.

واخرج الحاكم فی "المستدرك" وصححه عن ابن عباس قال: كانت الانبياء من بنی اسرائيل الا عشرة: نوح وهود وصالح ولوط وشعيب وابراهيم واسمعيل واسحق ويعقوب ومحمد عليهم الصلاة والسلام؛ وبنو اسرائيل كلهم كانوا مؤمنين لم يكن فيهم كافر الی ان بعث عيسٰی فكفر به من كفر، فامهات الانبياء الذين من بنی اسرائيل كلهم مؤمنات، وايضا فاغلب

له كذا، ولعله: يبعث ـ كذا.

اب تم حضرتِ سفیان بن عینیہ رضی اللہ عنہ کے اس مطلب پر غور کرو، کیونکہ یہ یکے از ائمہ مجتہدین اور ہمارے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے امام و شیخ ہیں رحمۃ اللہ علیہما

تیسری آیتِ کریمہ :- اللہ تعالیٰ، حضرتِ ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُعا کو بیان فرماتا ہے کہ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ (پ۱۳-ع۱۸) [اے رب مجھے اور میری نسل کو نماز قایم کرنے والا بنا -]

اس آیتِ کریمہ کے تحت، ابن المنذر، حضرتِ ابنِ جریج سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا، حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں سے کچھ لوگ ہمیشہ فطرت پر رہے ہیں اور انھوں نے اللہ تعالےٰ کی عبادت کی ہے -

چوتھی آیتِ کریمہ :- حضرت ابوالشیخ اپنی تفسیر میں حضرتِ زید بن علی (بن الحسین بن علی المرتضیٰ) رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ حضرت سارہ نے کہا جبکہ فرشتوں نے اُن کو بشارت دی تھی کہ :-

| | |
|---|---|
| قَالَتْ یٰوَیْلَتٰۤی ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّھٰذَا بَعْلِیْ شَیْخًا ط اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ ○ (پ۱۲-ع۷) | سارہ بولی ہائے خرابی میرے بچہ ہوگا؟ اور میں بوڑھی ہوں، اور یہ ہیں میرے شوہر بوڑھے، بیشک یہ تو اچنبے کی بات ہے |
| قَالُوْۤا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ رَحْمَتُ اللّٰہِ وَبَرَکٰتُہٗ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ اِنَّہٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ (پ۱۲-ع۷) | فرشتوں نے کہا سارہ سے کہو کیا تم اللہ کے کام کا اچنبا کرتی ہو، اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں تم پر گھر والوں پر، بیشک وہی سب خوبیوں والا عزت والا ہے - |

اور حضرتِ زید موصوف الصدر فرماتے ہیں کہ یہی مطلب اللہ تعالےٰ کے ارشاد

وَجَعَلَھَا کَلِمَۃً بَاقِیَۃً فِیْ عَقِبِہٖ | اور اسے کلمہ باقیہ انکی نسل میں بنایا

کا ہے کہ محمد (مصطفےٰ) صلی اللہ علیہ وسلم، حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کے عقب و نسل سے ہیں اور اس میں داخل ہیں -

Marfat.com

انبياء بني [illegible] او لاد انبياء او اولادهم فان النبوة [illegible] تكون في سبط [illegible] يتناسلون كما هو معروف في اخبارهم، واما [illegible] المذكورون من غير بني اسرائيل فقد ثبت ايمان ام نوح وابراهيم واسمعيل واسحاق ويعقوب، وبقي ام هود وصالح ولوط وشعيب عليهم السلام، يحتاج الى نقل او دليل، والظاهر ان شاء الله تعالى ايمانهن، فكذلك ام النبي صلى الله عليه واله وسلم، وكان السر في ذلك مايريه من النور وورد في الحديث: اخرج احمد والبزار والطبراني والحاكم والبيهقي عن العرباض بن سارية ان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قال: انى عند الله لخاتم النبيين وان ادم لمنجدل في طينة، وساخبركم عن ذلك دعوة ابراهيم وبشارة عيسى ورؤيا امي التي رأت، وكذلك امهات النبيين يرين وان ام رسول الله صلى الله عليه واله وسلم رأت حين وضعته نورا اضاءت له قصور الشام، ولاشك ان الذي رأته ام النبي صلى الله عليه واله وسلم في حال حملها به وولادتها له من الايات اكثر واعظم مما رآه سائر امهات الانبياء، كما سقنا الاخبار بذلك في "كتاب المعجزات".

وقد ذكر بعضهم: انه لم يرضعه مرضعة الا اسلمت، قال: ومرضعاته اربع: امه وحليمة السعدية وثويبة وأم ايمن. انتهى. فان قلت: فما تصنع بالاحاديث الدالة على كفرها وانها في النار؟ وهي حديث انه صلى الله عليه واله وسلم قال: ليت شعري ما فعل ابواي؟ فنزلت: "ولا تسئل عن اصحب الجحيم"، وحديث انه استغفر لامه فضرب جبرئيل في صدره وقال: لا تستغفر لمن مات مشركا. وحديث انه نزل فيها: "ما كان للنبي والذين امنوا ان يستغفروا للمشركين"، [illegible]

Marfat.com

اور ابن حبیب نے اپنی "تاریخ" میں سیدنا ابن عباس ... نقل کیا کہ عدنان، معد، ربیعہ، مضر، اور خزیمہ اور ان کے آباء و اجداد ملتِ سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر تھے، اُن کو بھلائی کے ساتھ یاد کرو۔

اور ابو جعفر طبری وغیرہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارمیاہ (علیہ السلام) کو وحی فرمائی کہ تم بخت نصر کے پاس جاؤ، اور اُسے بتادو کہ میں نے عرب پر تجھے غلبہ عطا کردیا۔ اور ارمیاہ (علیہ السلام) کو حکم فرمایا کہ وہ اپنے ساتھ سواری پر معد بن عدنان کو لیجائے، تاکہ اُسے کوئی خرابی نہ پہنچے، کیونکہ میں اُسکے صلب (پُشت) سے عزت والا نبی پیدا کرونگا، اور اُس پر سلسلۂ رسالت کو ختم کردوں گا۔ چنانچہ ارمیاہ (علیہ السلام) نے ایسا ہی کیا، اور معد کو ارضِ شام لیگئے، اور بنی اسرائیل کے ساتھ رکھا۔ پھر فتنوں کی درستگی کے بعد لوٹ آئے۔

اور ابن سعد نے "الطبقات" میں مرسلاً عبداللہ بن خالد سے نقل کیا کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مضر کو بُرا نہ کہو، بیشک وہ مسلمان تھے۔ اور سہیلی "الروض الانف" میں مذکورہ حدیث میں کہتے ہیں کہ نہ مضر کو بُرا کہو، اور نہ ربیعہ کو، کیونکہ یہ دونوں مسلمان تھے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بات قابلِ اعتماد ہے۔

ابو بکر محمد بن خلف بن حیان المعروف بہ وکیع "الغرر من الاخبار" میں اسے نقل کرکے فرماتے ہیں، ہم سے اسحاق بن داؤد بن عیسیٰ مروزی ابو یعقوب شعرانی نے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہم سے سلیمان بن عبدالرحمن دمشقی نے حدیث بیان کرکے کہا کہ ہم سے عثمان بن قائد، اُن سے یحییٰ بن طلحہ بن عبیداللہ اُن سے اسمٰعیل بن محمد بن سعد ابن ابی وقاص، اُن سے عبدالرحمن بن ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہم نے حدیث بیان ... محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ ربیعہ اور ... کو بُرا نہ کہو، کیونکہ یہ دونوں مسلمان تھے

Marfat.com

امكنهما في النار فتخفف عليهما فنزل ما هما فقال: ان امي مع امكما.

قلت: والجواب ان غالب ما يروى من ذلك ضعيف ولم يصح في ام النبي صلى الله عليه وآله وسلم سوى حديث انه استأذن في الاستغفار لها فلم يؤذن له، ولم يصح أيضا في امه الاحاديث مسلم خاصة، وسيأتي الجواب عنهما. واما الاحاديث التي ذكرت فحديث: ليت شعري ما فعل ابواي؟ فنزول الآية عليه لم يخرج في شيء من كتب الاحاديث المعتمدة، وانما ذكره في بعض التفاسير بسند منقطع لا يحتج به ولا يعول عليه. ولو جوزنا الاحتجاج بالاحاديث الواهية لعارضنا ذلك بحديث واه: اخرجه ابن الجوزي من حديث علي رضي الله عنه مرفوعا: هبط جبرئيل علي فقال: ان الله يقرئك السلام ويقول: اني حرمت النار على صلب انزلك وبطن حملك وحجر كفلك. ويكون من باب معارضة الواهي بالواهي الا انا لا نرى ذلك ولا نحتج به. ثم ان هذا السبب مردود بوجوه اخرى من جهة الاصول والبلاغة واسرار البيان، وذلك ان الآيات من قبل هذه الآية ومن بعدها كلها في اليهود من قوله تعالى: "يبني اسرآئيل اذكروا نعمتي التي انعمت عليكم واوفوا بعهدي اوف بعهدكم واياي فارهبون" الى قوله تعالى: "واذ ابتلى ابراهيم ربه"، ولهذا اختتمت القصة بمثل ما صدرت به وهو قوله: "يبني اسرائيل اذكروا نعمتي التي انعمت عليكم" الآيتين فتبين ان المراد باصحاب الجحيم كفار اهل الكتاب.

وقد ورد ذلك مصرحا به في الاثر، اخرج عبد بن حميد والفريابي وابن جرير وابن المنذر في تفاسيرهم عن مجاهد قال: من اول البقرة اربع آيات في نعت المؤمنين، وآيتان في نعت الكافرين، وثلاث عشرة

اور اپنی سند کے ساتھ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمیم اور ضبیہ کو برا نہ کہو، کیونکہ یہ سب مسلمان تھے۔ اور اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انھوں نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیس کو برا نہ کہو، کیونکہ وہ مسلمان تھے۔ پھر سہیلی فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا کہ الیاس کو برا نہ کہو، کیونکہ وہ مسلمان مومن تھے۔ انھوں نے بیان کیا کہ وہ اپنی پشت میں حج کے موسم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تلبیہ کی آواز سنتے تھے۔

فرماتے ہیں کہ کعب بن لوی وہ پہلا شخص ہے جس نے "یوم العروبہ" کا اجتماع کیا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ یہی وہ پہلا شخص ہے جس نے اس دن کا نام "الجمعہ" رکھا، کیونکہ تمام قریش اس دن انکے پاس جمع ہوتے، وہ انھیں خطبہ دیتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی یاددہانی کراتے تھے، اور وہ انھیں بتاتے کہ وہ نبی کریم اپنی اولاد میں سے ہونگے۔ اور انھیں حکم دیتے کہ وہ ان پر ایمان لا کر انکی پیروی کریں، اس خصوص میں انھوں نے چند اشعار کہے، جن میں سے ایک یہ ہے ؎

یالیتنی شاھد نجواء دعوتہ ❊ اذا قریش تبغی الحق خذلانا

یعنی اے کاش میں انکی دعوت کیوقت موجود ہوتا ❊ جبکہ قریش حق کو رسوا کرنا چاہینگے

فرماتے ہیں، ماوردی نے بیان کیا ہے کہ یہ خبر محمد بن کعب سے کتاب "اعلام النبوۃ" میں ہے۔ انتہیٰ

میں کہتا ہوں کہ اس خبر کو ابو نعیم نے "دلائل النبوۃ" میں اسکی سند کیساتھ جو ابی سلمہ بن عبدالرحمن بن عوف سے ہے نقل کیا ہے، اور اسکے آخر میں ہے کہ کعب کے انتقال اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے درمیان پانچ سو ساٹھ برس کا فاصلہ تھا۔ اور ماوردی مذھب ہمارے ائمہ کے شاگردوں میں سے

Marfat.com

اية فى نعت المؤمنين، وايتان فى نعت الكافرين، وثلاث عشرة فى
المنافقين، ومن اربعين اية الى عشرين ومائة فى بنى اسرائيل اسنادة
صحيحة؛ ومما يؤكد ذلك ان السورة مدنية واكثر ما خوطب فيها
اليهود، وترشح ذلك من حيث المناسبة ان الجحيم اسم لما عظم من النار
كما هو مقتضى اللغة والآثار. آخرج ابن ابى حاتم عن ابى مالك فى قوله
تعالى: "اصحب الجحيم"، ما عظم من النار. آخرج ابن جرير وابن المنذر
عن ابن جريج فى قوله تعالى: "لها سبعة ابواب"، قال اولها جهنم ثم لظى
ثم الحطمة ثم السعير ثم سقر ثم الجحيم ثم الهاوية، قال والجحيم فيها
ابو جهل. اسناده صحيح ايضا، فاللائق بهذه المنزلة من عظم كفره و
اشتد وزره وعاند عند الدعوة وبدل وحرف وجحد بعد علم، لا من هو
بمظنة التخفيف؛ واذا كان قد صح فى ابى طالب انه اهون اهل النار
عذابا لقرابته منه صلى الله عليه وآله وسلم وبره به مع ادراكه الدعوة
وامتناعه من الاجابة وطول عمره فما ظنك بابويه اللذين هما اشد منه
قربا واكد حبا وابسط عذرا واقصر عمرا! فمعاذ الله ان يظن بهما انهما
فى طبقة الجحيم وان يشدد عليهما العذاب العظيم! هذا لا يفهمه من
له ادنى ذوق سليم. واما حديث ان جبرئيل ضرب فى صدره وقال
لا تستغفر لمن مات مشركا، فان البزار اخرجه بسند فيه من لا يعرف
واما حديث نزول الاية فى ذلك فضعيف ايضا، والثابت فى الصحيح
انها نزلت فى ابى طالب وقوله صلى الله عليه وآله وسلم لاستغفرن
لك ما لم انه عنك. واما حديث: أمي مع امكما، فاخرجه الحاكم فى
مستدركه وقال: صحيح! وقال [illegible]

Marfat.com

تھے جنکی ایک کتاب "الحاوی الکبیر" ہے، اور دوسری کتاب "اعلام النبوۃ" ہے
ضخیم کتابیں ہیں، اور بہت زیادہ فوائد والی ہیں، میں نے اسے دیکھا ہے، اور عنقریب
اس میں سے کچھ میں اس کتاب میں بھی نقل کروں گا۔

جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے آباء و اجداد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے کعب بن لوی تک سب کے
سب حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھے، اور کعب کے فرزند مُرّۃ بن کعب
ظاہر ہے کہ وہ بھی ایسے ہی تھے، کیونکہ اُنکے والد نے اُنھیں ایمان کی وصیت و
تاکید کی تھی۔ باقی رہی انکی اولاد! جو کہ عبدالمطلب تک چار پشتیں آباء کی ہیں، یعنی
کلاب، قصی، عبد مناف، اور ہشام، انکے بارے میں کسی "نقل" کرنے میں
کامیاب نہ ہوا، نہ اسلام پر، نہ شرک پر۔

لیکن حضرتِ عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے بارے میں تین قول ہیں:۔
ایک یہ کہ اشبہ یہ ہے کہ اُنھیں دعوتِ حق نہیں پہنچی، جیسا کہ اُس حدیث سے
ظاہر ہے جو بخاری وغیرہ میں ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ وہ توحید اور ملّتِ ابراہیمی پر
تھے۔ یہ بات امام فخر الدین رازی، اور آیاتِ سابقہ کی تفسیروں میں مجاہد اور
سفیان ابن عیینہ وغیرہ کے قول سے عام طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ تیسرا قول یہ ہے
کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اللہ تعالےٰ نے اُنھیں زندہ فرمایا،
یہانتک کہ وہ آپ پر ایمان و اسلام لائے، پھر انتقال کر گئے۔ اسے ابن سید الناس
نے بیان کیا، یہ قول بہت زیادہ ضعیف، سب سے زیادہ ساقط اور ناقابلِ اعتماد
ہے۔ کیونکہ اس پر کوئی دلیل نہیں ہے، اور نہ سرے سے کوئی حدیث ہی وارد ہے،
نہ از قسم ضعیف، نہ از قسم غیر۔ اور نہ اہلِ سنّت کے کسی امام نے ایسا قول کہا ہے
البتہ اسے بعض شیعہ سے بیان کرتے ہیں۔ لہٰذا اکثر مصنفوں نے پہلے ہی دو قولوں
پر اکتفا کیا ہے اور تیسرے کے بیان سے خاموشی اختیار رکھی ہے، کیونکہ شیعہ کے خلاف کوئی اعتماد

Marfat.com

معروف، وقد تقرر فی علوم الحدیث انه لایقبل تفرده بالصحیح
ثم ان الذہبی فی "مختصر المستدرک" لما اورد ہذا الحدیث وعزو نقل
قول الحاکم: صحیح، قال عقبه قلت: لاواللّٰہ! فعثمان بن عمیر ضعفه الد
فبین الذہبی ضعف الحدیث وحلف علیه یمینا شرعیا۔ واذا لم یکن
فی المسالة الا احادیث ضعیفة کان للنظر فی غیرہا مجال۔

الامر الرابع فیما ننتصر به لہذا المسلک انه قد ثبت عن جماعة
کانوا فی زمن الجاہلیة انہم حنفوا وتدینوا بدین ابراہیم علیه السلا
وترکوا الشرک، فما المانع ان یکون ابوا النبی صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم
سلکوا سبیلہم فی کل ذلک! وقال الحافظ ابوالفرج ابن الجوزی فی
"التلقیح"[1]: تسمیة من رفض عبادة الاصنام فی الجاہلیة: ابوبکر
الصدیق، زید بن عمرو بن نفیل، عبیداللّٰہ بن جحش، عثمان بن الحویرث
ورقه بن نوفل، رباب بنت البراء، اسعد بن کریب الحمیری، قس بن
ساعدة الایادی، ابوقیس بن صرمة۔ انتہی۔ وقد وردت الاحادیث
بتحقیق زید بن عمرو بن نفیل وورقة وقس، وقد روی ابن اسحاق و
اصله فی الصحیح تعلیقا عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللّٰہ عنہما قالت:
لقد رایت زید بن عمرو بن نفیل مسند اظہرہ الی الکعبة یقول:
یامعشر قریش! ما اصبح منکم احد علی دین ابراہیم غیری، ثم

[1] اسمه "تلقیح فہوم الاثرة فی التاریخ والسیرة" لابی الفرج عبدالرحمن
ابن علی ابن الجوزی البغدادی المتوفی سنة سبع وتسعین وخمس مائة، وہو
کتاب علی اسلوب "المعارف" لابن قتیبة، بین فیہا اصناف الصحابة و
الصحابیات والتابعین بذکر اسمائہم، کما فی کشف الظنون ج

Marfat.com

اور حضرت سہیلی "الروض الانف" میں فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوطالب کے پاس انکی موت کے وقت تشریف لے گئے، آپکے پاس ابوجہل اور ابن ابی امیہ بیٹھا ہوا تھا! حضور نے فرمایا اے چچا کہدو لا الہ الا اللہ۔ میں اللہ تعالیٰ کے حضور تمہارے کلمہ کی شہادت دیدوں گا۔ اس پر ابوجہل اور ابن ابی امیہ نے ابوطالب سے کہا، کیا تم عبدالمطلب کی ملت سے پھرتے ہو؟ ابوطالب نے کہا میں عبدالمطلب کی ہی ملت پر ہوں۔ سہیلی فرماتے ہیں کہ ظاہر حدیث مقتضی ہے کہ حضرت عبدالمطلب کا انتقال شرک پر ہوا۔ فرماتے ہیں، لیکن میں نے کتاب "المسعودی" کے کچھ حصہ میں حضرت عبدالمطلب کے بارے میں اختلاف پایا ہے۔ اس میں ایک قول یہ ہے کہ انکا انتقال اسلام پر ہوا۔ جو وقت میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے کچھ دلائل کو دیکھا، تو معلوم ہوا کہ وہ صرف توحید پر تھے، واللہ اعلم

علاوہ بریں "مسند البزار" اور کتاب "النسائی" میں ایک حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدتنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے فرمایا، میں نے قوم انصار کی عزت افزائی کی ہے شاید کہ مہاجرین کو کوئی کدورت انکے ساتھ ہو جائے۔ انھوں نے عرض کیا نہیں، اگر انھیں ان کے ساتھ کدورت ہوتی تو آپ جنت میں نہ دیکھنے، حتیٰ کہ آپ نے دادا (حضرت عبدالمطلب) کو بھی جنت میں دیکھا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ ابوداؤد نے اس حدیث کو نقل کیا ہے، لیکن اس میں "حتیٰ یراھا جدا ابیك" کا ذکر نہیں ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ الفاظ حدیث میں جدا ابیك ہے "جدك" نہیں کہا گیا، اس سے اس ضعیف حدیث کی تقویت ہوتی ہے جیسے ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے ماں باپ کو زندہ فرمایا اور وہ آپ پر ایمان لائے، واللہ اعلم۔ فرماتے ہیں ممکن ہے کہ اس سے انھیں

Marfat.com

يقول: اللهم! لو اعلم أحب الوجود اليك عبدتك به ولكني لا اعلم.

قلت: ويؤيد هذا ما تقدم في المسلك الاول انه لم يبق احد من يبلغ الدعوة ويعرف حقيقتها على وجهها. وأخرج ابو نعيم في "دلائل النبوة" عن عمرو بن عبسة السلمي قال: رغبت عن آلهة قومي في الجاهلية ورأيت انها الباطل يعبدون الحجارة. أخرج البيهقي وابو نعيم كلاهما في "الدلائل" من طريق الشعبي عن شيخ من جهينة عن عمرو بن حبيب ادرك الاسلام. وقال امام الاشاعرة الشيخ ابو الحسن الاشعري: وابو بكر ما زال بعين الرضا منه، فاختلف الناس في مراده بهذا الكلام فقال بعضهم: ان الاشعري يقول: ان ابا بكر الصديق كان مؤمنا قبل البعثة، وقال آخرون: بل اراد انه لم يزل بحالة غير مغضوب فيها عليه لعلم الله تعالى بانه سيؤمن ويصير من خلاصة الابرار. وقال الشيخ تقي الدين السبكي: لو كان هذا مراده لاستوى الصديق وسائر الصحابة في ذلك، وهذه العبارة التي قالها الاشعري في حق الصديق لم يحفظ عنه في حق غيره؛ فالصواب ان يقال: لم يثبت عنه حالة كفر بالله فلعل حاله قبل البعث كحال زيد بن عمرو بن نفيل واقرانه فلهذا اخص الصديق بالذكر عن غيره من الصحابة. انتهى كلام السبكي. قلت: وكذلك نقول في حق ابوي النبي صلى الله عليه وآله وسلم: انهما لم يثبت عنهما حالة كفر بالله فلعل حالهما كحال زيد بن عمرو بن نفيل وابي بكر الصديق واضرابهما مع ان الصديق وزيد بن عمرو انما حصل لهما التحنف في الجاهلية ... النبي صلى الله عليه وآله وسلم فانهما ...

Marfat.com

ڈرانا مقصود ہو، اسلیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا حق ہے اور ان کا انکے ساتھ کہ ہمیشہ دائمی جہنم کو واجب نہیں کرتا۔" یہ سب سہیلی کا کام تھا۔

اور امام شہرستانی "الملل والنحل" میں فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ مبارک کا کچھ اظہار حضرت عبدالمطلب کی پسندیدہ خصلتوں میں ظاہر تھا اور اسی نور کی برکت سے اپنے فرزند کی قربانی میں نذر کا الہام ہوا، اور اسی کی برکات تھی کہ وہ اپنے فرزند کو ظلم وسرکشی کے چھوڑنے کی تلقین فرماتے، اور انھیں مکارم اخلاق پر ابھارتے تھے۔ اور اسی نورِ مبارک کی برکت کی بنا پر وہ اپنی وصیتوں میں فرماتے تھے کہ کوئی شخص ہرگز ظالم بنکر دنیا سے نہ جائے، یہاں تک کہ اس سے اسکا بدلہ دلایا جائے، اور اسے اسکی سزا ملے۔ یہانتک فرماتے کہ اگر کوئی شخص مظلوم مارا گیا، اس پر عذاب نہ ہو گا۔ کسی نے حضرت عبدالمطلب سے اس بارے میں پوچھا، تو انھوں نے غور کر کے فرمایا، خدا کی قسم! اس دنیا کے بعد ایک ایسا گھر ہے جس میں احسان کرنے والے کو احسان کا بدلہ ملیگا، اور برائی کرنے والے کو برائی کی سزا دی جائے گی۔ اور اسی نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت تھی کہ انھوں نے ابرہہ سے کہا، یہ گھر خدا کا گھر ہے، وہی اسکی حفاظت فرمائے گا۔ انھی کے یہ اشعار ہیں جنھیں جبلِ ابوقبیس پر چڑھ کر پڑھا ہے

لاھم ان المرء یمنع ۔۔۔ رحلہ فامنع حلالک

لا یغلبن صلیبھم ۔۔۔ ومحالھم عدوا محالک

فانصر علی آل الصلیب ۔۔۔ وعابدیہ الیوم آلک

مطلب یہ کہ یہ ابرہہ کے قوم کے آدمی کچھ نہیں ہیں، یہ تمہارا راستہ روکتے ہیں لہٰذا تم ایک طرف ہو جاؤ۔ محال ہے کہ یہ صلیب پرست دشمن غلبہ پاسکیں، ان صلیب پرستوں کی ہلاکت کیلیے خدا سے دعا مانگو۔ آجتک تمہاری نسل خانہ کعبہ کی مانتی رہی ہے" انتہیٰ کلام الشہرستانی۔

Marfat.com

وكانا يودانه كثيرا فأبواه أدلى بعود بركته عليهما وحفظهما مما [illegible] عليه أهل الجاهلية. فإن قلت: بقيت عقبة واحدة وهى ما رواه مسلم عن انس أن رجلا قال: يا رسول الله أين أبى؟ قال: فى النار فلما قفا دعاه فقال ان ابى وأباك فى النار. وحديث مسلم وابى داود عن ابى هريرة رضى الله عنه ان النبى صلى الله عليه وآله وسلم استأذن فى الاستغفار لامه فلم يؤذن له. فاحلل هذه العقدة

قلت: على الراس والعين الجواب، ان هذه اللفظة وهى قوله: ان ابى وأباك فى النار، لم يتفق على ذكرها الرواة، وإنما ذكرها حماد بن سلمة عن ثابت عن أنس وهى الطريق التى روى مسلم منها وقد خالفه معمر عن ثابت فلم يذكر ان ابى وأباك فى النار، ولكن قال له: اذا مررت بقبر كافر فبشره بالنار.

وهذا اللفظ لا دلالة فيه على والده صلى الله عليه وآله وسلم بأمر البتة وهو اثبت من حيث الرواية فان معمرا اثبت من حماد، فان حمادا تكلم فى حفظه ووقع فى احاديثه مناكير، ذكروا ان ربيبه دسها فى كتبه، وكان حماد لا يحفظ فحدث بها فوهم فيها، ومن ثم لم يخرج له البخارى شيئا ولا خرج له مسلم فى الاصول الا من روايته عن ثابت. قال الحاكم فى "المدخل": ما خرج مسلم لحماد فى الاصول الا من حديثه عن ثابت، وقد خرج له فى "الشواهد" عن طائفة. واما معمر فلم يتكلم فى حفظه ولا استنكر شئ من حديثه، واتفق على التخريج له الشيخان فكان لفظه اثبت. ثم وجدنا الحديث ورد من حديث سعد بن ابى وقاص بمثل لفظ رواية معمر عن ثابت عن انس [illegible]

Marfat.com

سیاقِ کلام کا اقتضا ہے کہ اسے بھی ذکر کر دیا جائے جیسے ابنِ سعد نے "الطبقات" میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ پہلے قتل کی دیت دس اونٹ تھی حضرتِ عبد المطلب وہ پہلے شخص ہیں، جنھوں نے جان کی دیت سو اونٹ اسکے بعد تمام قریش اور عرب میں سو اونٹ کا حکم پھیل گیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے برقرار رکھا۔ اور غزوۂ حنین کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو حضرتِ عبد المطلب کی طرف منسوب فرما کر ارشاد فرمایا۔

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ ❊ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

میں نبی ہوں، جھوٹ نہیں ہے ❊ میں عبد المطلب کا فرزند ہوں

یہ روایت، امام فخر الدین رازی کے کلام کو اور زیادہ قوی بناتی ہے، اور انکے کلام کو بھی قوی کرتی ہے جو اسکے موافق ہیں۔ اسلیے کہ احادیث میں کفار والدین کی طرف نسبت کرنے کی ممانعت آئی ہے۔

امام بیہقی "الشعب" میں ابی ابن کعب، اور معاذ ابنِ جبل کی حدیث سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں دو شخصوں نے اپنی نسبتوں کا ذکر کیا۔ ایک نے کہا میں فلاں بن فلاں ہوں، دوسرے نے کہا میں فلاں بن فلاں ہوں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اسی طرح) دو شخصوں نے حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں اپنی نسبتوں کا ذکر کیا، ایک نے کہا میں فلاں بن فلاں ہوں اور نو پشتوں تک گنایا، اور دوسرے نے کہا میں فلاں بن فلاں مسلمان ہوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ ان دونوں نسبتوں کے بیان کرنے والوں سے فرما دو کہ اے نسبت کرنے والے تو نے اپنی نسبت نو تک گنائی، وہ تیرے نو باپ جہنم میں ہیں دسواں تو بھی جہنم میں ہے۔ اور اے ما نسبت کرنے والے تو نے اپنے آپ کو دو تک منسوب کیا، اب تو تیسرا بھی جنت میں ہے۔ امام بیہقی نے اس میں بروایت

Marfat.com

الطبرانی والبیهقی من طریق ابراهیم بن سعد عن الزهری عن عامر بن سعد[1] عن ابیه: ان اعرابیا قال لرسول الله صلی الله علیه وآله وسلم: این ابی؟ قال: فی النار، قال: فاین ابوك؟ قال: حیثما مررت بقبر کافر فبشره بالنار. وهذا اسناد علی شرط الشیخین، فتعین الاعتماد علی هذا اللفظ وتقدیمه علی غیره. وقد زاد الطبرانی والبیهقی فی آخره قال: فاسلم الاعرابی بعد، فقال: لقد کلفنی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم تعبا، ما مررت بقبر کافر الا بشرته بالنار. وقد اخرج ابن ماجه من طریق ابراهیم بن سعد عن الزهری عن سالم[2] عن ابیه قال: جاء اعرابی الی النبی صلی الله علیه وآله وسلم فقال: یا رسول الله! ان ابی کان یصل الرحم و کان وکان فاین هو؟ قال: فی النار. قال: فکانه وجد من ذلك. فقال: یا رسول الله! فاین ابوك؟ قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم: حیثما مررت بقبر مشرك فبشره بالنار، فاسلم الاعرابی بعد، فقال: لقد کلفنی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم تعبا، ما مررت بقبر کافر الا بشرته بالنار.

فهذه الزیادة اوضحت بلا شك ان هذا اللفظ العام هو الذی صدر منه صلی الله علیه وآله وسلم ورآه الاعرابی بعد اسلامه امرا مقتضیا

---

[1] فی "خلاصة تذهیب التهذیب": عامر بن سعد بن ابی وقاص الزهری المدنی عن ابیه وعثمان والعباس رضی الله عنهم، وعنه ابنه داود والزهری. قال ابن سعد: کان ثقة کثیر الحدیث. قال الواقدی: مات سنة اربع ومائة رحمه الله علیه.

[2] هو سالم بن عبد الله بن عمر العدوی المدنی الفقیه احد الفقهاء السبعة، عن ابیه وابی هریرة ورافع بن خدیج وعائشة رضی الله عنهم. قال احمد: اصح الاسانید کلها: الزهری عن سالم عن ابیه...

ابی ریحانہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا جس نے عزت و شرافت جتلانے کیلیے اپنے نو کافر باپوں کی طرف نسبت کری، اب وہ دسواں بھی جہنمی ہے۔ اور امام بیہقی نے اسی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مسلمانو! زمانۂ جاہلیت میں مرنے والے اپنے کافر والدین پر فخر نہ کرو۔ قسم ہے اُس ذات کی جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے بجبکہ اُس کی ناک خاک آلود ہو جائے، وہ اس سے بہتر ہے کہ وہ اپنے اُن باپوں پر فخر کرے جو جاہلیت میں مر چکے ہیں۔ اور امام بیہقی نے اسی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کے غرور اور باپوں کے تفاخر سے تمہیں نکالا ہے، تاکہ تم فخر کرنے والوں کی قوم سے محفوظ رہو، کیونکہ وہ جہنم کی آگ کے ایندھن ہیں۔ یا یہ کہ اللہ تعالیٰ پر زیادہ آسان ہے کہ وہ لوگ فخر پر رہیں اور اُس کے نعمتوں سے بدل نکلے" اس معنیٰ کی احادیث بکثرت ہیں، اور اس سے زیادہ وضاحت کرنے والی مسلم کی وہ حدیث ہے، جسے امام بیہقی نے "شعب الایمان" میں بیان کیا کہ میری اُمت میں جاہلیت کی چار ایسی باتیں ہیں جنھیں وہ چھوڑنے والے نہیں، اُن میں سے ایک حسب و نسب میں فخر کرنا ہے"

عقبہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اسکے معارضہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث لائے جس میں بنی ہاشم کی برگزیدگی کا ذکر ہے، تو اس کا جواب حلیمی نے یہ دیا ہے کہ وہ حدیث فخر کیلیے وارد نہیں ہوئی ہے، بلکہ ذکر کیے ہوئے افراد کے مراتب و منازل، تعریف اس سے مراد ہے۔ مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ میرا باپ فقیہ ہے، تو اس سے فخر کرنا مراد نہ ہو گا، بلکہ اُسکی مراد اپنے حال کی تعریف ہو گی، نہ کہ اسکے سوا کچھ اور۔ عقبہ کہتے ہیں کہ کبھی اس سے اظہار شکر کیلیے خدا کی اُن نعمتوں کی طرف اشارہ کرنا مراد ہوتا ہے، جو اُسکے اوپر اور اُسکے

Marfat.com

للامتثال فلم يتعبه الا امتثاله . ولو كان الجواب باللفظ الاول لم يكن فيه امر بشيء البتة ، فعلم ان اللفظ الاول من تصرف الراوي رواه بالمعنى على حسب فهمه . وقد وقع في الصحيحين روايات كثيرة من هذا النمط فيها لفظ تصرف فيه الراوي وغيره اثبت منه كحديث مسلم عن انس في نفي قراءة البسملة ، وقد اعله الامام الشافعي رضي الله عنه بذلك و قال: ان الثابت من طريق اخر نفي سماعها ففهم منه الراوي نفي قراءتها فرواه بالمعنى على ما فهمه فاخطأ . ونحن اجبنا عن حديث مسلم في هذا المقام بنظير ما اجاب به امامنا الامام الشافعي رضي الله عنه عن حديث مسلم في نفي قراءة البسملة ، ثم لو فرض اتفاق الرواة على اللفظ الاول كان معارضا لما تقدم من الادلة . والحديث الصحيح اذا عارضه ادلة اخرى هي ارجح منه وجب تاويله وتقديم تلك الادلة عليه كما هو مقرر في الاصول . وبهذا الجواب الاخير يجاب عن حديث عدم الاذن في الاستغفار لامه على انه يمكن فيه دعوى عدم الملازمة بدليل انه كان في صدر الاسلام ممنوعا من الصلاة على من عليه دين وهو مسلم فلعله كانت عليها تبعات غير الكفر فمنع ايضا من الاستغفار لها بسببها ، والجواب الاول انقد ، وهذا تاويل في الجملة .

ثم رأيت طريقا للحديث مثل لفظ رواية معمر وازيد وضوحا وذلك انه صرح فيه بان السائل اراد ان يسأل عن ابيه صلى الله عليه واله وسلم فعدل عن ذلك تجملا وتأدبا ، فاخرج الحاكم في "المستدرك" وصححه عن لقيط بن عامر انه خرج وافدا الى رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ومعه نهيك بن عاصم بن مالك بن المنتفق قال : فقدمنا

آبار کے اوپر ہوئی ہیں، اور یہ استطالت و فخر کچھ نہیں ہے۔ انتہی
لہٰذا ان کا یہ کہنا کہ مذکورہ افراد کے منازل و مراتب کی تعریف یا شکریے کے طریقہ پر اپنے اور آبار پر نعمتِ الٰہی کی طرف اشارہ کرنا مراد ہے، اس سے امام فخر الدین رازی کے کلام کی تقویت ہوتی ہے کہ وہ علی العموم جاری ہے، جیسا کہ مخفی نہیں۔ اسلیے کہ اصطفار و برگزیدگی اُسی کے لیے خاص ہے جو توحید پر ہو۔ اور بلاشبہ حضرت عبدالمطلب کے بارے میں خصوصیت کے ساتھ ترجیح دینا بہت دشوار ہے، اسلیے کہ بخاری کی وہ حدیث جس میں ابوجہل نے ابوطالب کو ایمان لانے سے، ملّتِ عبدالمطلب کے استدلال سے روکا، قوی تصادم ہے۔ اگر اسکی تاویل کے درپے ہوں، تو تاویل قریب نہیں پائی جاتی۔ رہی تاویل بعید، تو اُسے اہلِ اصول تسلیم نہیں کرتے اسی بنار پر امام بیہقی نے دلائل میں تصادم کو دیکھا، اور ترجیح پر قدرت نہ پائی تو توقف کیا۔ فواللہ اعلم

**مسئلہ توقف**
مناسب ہے کہ پچھلے قول کو بھی بیان کر دیا جائے جو کہ توقف ہے اور بسا اوقات ایسا ہی ہوتا ہے کہ مجھے جب حدیث کی تاویل میں دو دو رکی وجہیں پیدا ہو جاتی ہیں، تو دونوں کو چھوڑ دیتا ہوں (اور توقف اختیار کرتا ہوں) لیکن نسائی کی حدیث میں تاویل قریب ہے، اور سہیلی نے اسکا دروازہ کھولا ہے اگرچہ وہ پورا نہ کر سکے۔ البتہ معارضہ قویہ کے باوجود حضرت عبداللہ کی جانب ترجیح آسان ہے، وہ مسلم کی حدیث ہے۔ اسلیے کہ سہیلی نے جو کچھ کہا ہے، وہ انتہائی اور جلی تاویل قریب ہے، اور تاویل کی جانب، ترجیح پر دلائل قائم کیے ہیں۔ لہٰذا اُسے اختیار کرنا آسان ہے، واللہ اعلم۔

پھر یہ کہ میں نے امام ابوالحسن ماوردی رحمۃ اللہ کا وہ ارشاد دیکھا ہے، جو اُنھوں نے امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ کے کلام کی طرف کیا ہے، مگر وہ اتنا صریح نہیں ہے جتنا اُنھوں نے اپنی کتاب اعلام النبوۃ میں صراحتاً کیا ہے

Marfat.com

المدينة لانسلاخ رجب فصلينا معه صلاة الغداة، فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الناس خطيبا- فذكر الحديث الى ان قال فقلت يارسول الله! هل فى احد ممن مضى منا فى الجاهلية من خير؟ فقال رجل من عرض قريش: ان اباك المنتفق فى النار، فكأنه وقع بحر بين جلد وجهى ولحمى مما قال لابى على رؤس الناس، فهممت ان اقول: وابوك يا رسول الله؟ ثم نظرت فاذى الاخرى اجمل فقلت واهلك يا رسول الله؟ قال: ما اتيت عليه من قبر قرشى او عامرى مشرك فقل: ارسلنى اليك محمد فابشرك بما يسوءك.

هذه رواية لا اشكال فيها، وهى اوضح الروايات وابينها تقريبا، وما المانع ان يكون قول السائل: فاين أبوك؟ وقوله صلى الله عليه وآله وسلم فى حديث انس: ان ابى، ان ثبت المراد به عمه ابو طالب لا ابوه عبد الله كما قال بذلك الامام فخر الدين فى ابى ابراهيم انه عمه، وقد تقدم نقله عن ابن عباس رضى الله عنهما ومجاهد وابن جريج والسدى. و يوضحه ها هنا امران: الامر الاول: ان اطلاق ذلك على ابى طالب كان شائعا فى زمن النبى صلى الله عليه وآله وسلم ولهذا كانوا يقولون له: قل لابنك يرجع عن شتم آلهتنا. وقال لهم ابو طالب مرة- لما قالوا له: اعطنا ابنك نقتله وخذ هذا الولد مكانه -: أعطيكم ابنى تقتلونه وآخذ ابنكم اكفله لكم! ولما سافر ابو طالب الى الشام ومعه النبى صلى الله عليه وآله وسلم نزل [illegible]

(وہ کہتے ہیں کہ) جبکہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء، اُسکے بندوں کی اعلیٰ خصلت، اور اُسکی مخلوق میں بہترین صفت و افضلیت پر ہوتے ہیں اور جب بھی انھیں حقوقِ الٰہی قایم کرنے اور لوگوں کی ہدایت کرنے پر مقرر فرمایا جاتا ہے، تو لوگوں کے معزز و مکرم ترین عناصر میں سے اُنھیں منتخب کرکے محکم اوامر کے ساتھ انھیں برگزیدہ فرمایا جاتا ہے۔ لہٰذا کوئی شخص بھی انکے نسب پر اعتراض اور اُنکے منصب پر جرح نہیں کرسکتا، تاکہ قلوب خمیدہ اور جانیں اُنکے آگے بہت زیادہ جھک جائیں اسی بناء پر لوگ اُنکی دعوت کو قبول کرنے میں جلدی کرتے، اور آپکے احکام کی خوب فرمانبرداری کرتے رہے۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پاکیزہ نکاحوں سے منتقل فرمایا، اور فواحش کی پلیدی سے آپ کو محفوظ رکھا، اور اصلابِ طاہرہ سے ارحامِ طیّبہ کی طرف آپ کو منتقل فرماتا رہا۔

بلاشبہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما اس آیتِ کریمہ :-

وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ | اور آپ کو سجدہ کرنیوالوں میں منتقل کرتا رہا

کی تفسیر و تاویل میں فرماتے ہیں کہ اس ارشادِ باری کا مطلب یہ ہے کہ اصلابِ طاہرہ یعنی ایک باپ سے دوسرے باپ کی طرف منتقل فرماتا رہا، یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس امت کا نبی بناکر بھیجا۔ لہٰذا نورِ نبوّت آپ کے آباء کرام میں ظاہر رہا پھر یہ کہ حضور کی ولادت کے وقت تک والدین کی جانب سے آپ کے کسی بھائی بہن نے بھی شرک نہیں کیا، یہ اسلیے کہ ان دونوں کی صفت بھی آپ کی طرف منسوب ہوسکتی ہے، اور انکے نسب کا قصور بھی آپ پر عائد ہوسکتا ہے۔ تاکہ آپ نسب کے ساتھ ایسے خاص ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے نبوّت کیلیے انتہا اور ہمیشگی کے لیے نہایت قرار دیا ہے۔ لہٰذا اس نسب میں جو بھی آپ کا شریک و مماثل ہو اُسے بھی اس سے دور رکھا گیا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کے والدین کو آپ کی صغر سنی میں ہی وفات دیدی۔ چنانچہ آپ کے والدِ ماجد کا انتقال آپ کے

Marfat.com

ما هذا منك؟ قال: هو ابني، فقال: ما ينبغي لهذا الغلام ان يكون ابوه حيا. فكانت تسمية ابي طالب ابا للنبي صلى الله عليه وآله وسلم شائعة عندهم لكونه عمه وكونه رباه وكفله من صغره، وكان يحوطه ويحفظه وينصره، فكان مظنة السؤال عنه. والامر الثاني: انه وقع في حديث شبيه هذا ذكر ابي طالب في "دلائل النصر"، أخرج الطبراني عن ام سلمة بان الحارث بن هشام اتى النبي صلى الله عليه وآله وسلم يوم حجة الوداع فقال: يا رسول الله! انك تحث على صلة الرحم والاحسان الى الجار وايواء اليتيم واطعام الضيف واطعام المسكين وكل هذا كان يفعله هشام ابن المغيرة، فما ظنك به يا رسول الله؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: كل قبر لا يشهد صاحبه ان لا اله الا الله فهو جذوة من النار، وقد وجدت عمي ابا طالب في طمطام من النار، فاخرجه الله لمكانه مني واحسانه الي فجعله في ضحضاح من النار.

# تنبيه

قد استراح جماعة من هذه الاجوبة كلها واجابوا عن الاحاديث الواردة فيهما بانها منسوخة كما اجابوا عن الاحاديث الواردة في اطفال المشركين انهم في النار وقالوا: الناسخ في اطفال المشركين قوله تعالى: "ولا تزر وازرة وزر اخرى" وفي الابوين قوله تعالى: "وما كنا معذبين

دورانِ حمل میں ہُوا، اور آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال آپ کی چھ برس کی عمر شریف میں ہو گیا۔ اب جبکہ تمکو آپ کے نسب مبارک کا حال، اور آپ کی ولادت کی طہارت کا پتہ چل گیا ہے، تو تمہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ آباءِ کرام کا سلسلہ کیا ہو گا۔ آپ کے آباء میں سے کوئی بھی رذیل خصلت، اور مقبوح عادت والا نہیں ہے، بلکہ سب کے سب سردار و پیشوا، اور شریف النسب تھے۔ کیونکہ مقام ولادت کی طہارت، نبوت کے شرائط میں سے ہے۔" انتہیٰ کلام الماوردی۔

اور حضرت ابو جعفر نحاسی "معانی القرآن" میں بہ تحتِ آیتِ کریمہ:-

وَتَقَلُّبَكَ فِى السّٰجِدِيْنَ | اور آپ کو سجدہ کرنیوالوں میں منتقل کیا جاتا رہا

فرماتے ہیں کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ اصلاب میں آپ کو منتقل فرماتا رہا یہاں تک کہ آپ کو نبی پیدا فرمایا۔"

اور حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی نے کیا خوب کہا ہے ؎

تنقل احمد نوراً عظیما | تلألأ فی جباہ الساجدینا
تقلب فیہم قرناً فقرنا | الی ان جاء خیر المرسلینا

مطلب یہ کہ احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ عظیم کو منتقل کر کے سجدہ کرنیوالوں کی پیشانیوں میں چمکاتا رہا، اور اُن میں یکے بعد دیگرے بدلتا رہا یہانتک کہ خیر المرسلین تشریف لے آئے۔"

انہی نے یہ بھی کہا ہے کہ ؎

حفظ الالٰہ کرامۃ لمحمد | اٰباءہ الامجاد صونا لاسمہ
ترکوا السفاح فلم یصبہم عارہ | من اٰدم الیٰ ابیہ وامہ

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی کو محفوظ رکھا۔ آپ کے آباءِ کرام آپ کے اسمِ مبارک سے محفوظ رہے۔ انھوں نے فحاشی کو ہاتھ نہ لگایا لہٰذا کوئی عیب انھیں نہ چھو سکا۔ حضرت آدم (علیہ السلام) سے لیکر آپ کے والدین کریمین تک۔

الامام ابو صیری صاحب قصیدہ بردہ شریف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ؎

Marfat.com

ومن اللطائف كون الجملتين فى الفريقين مفترقتين فى اٰية واحدة متعاطفتين متناسقتين فى النظم. وهذا جواب مختصر مفيد يغنى عن كل جواب الا انه يتاتى على المسلك الاول دون الثانى كما هو واضح، فلهذا احتجنا الى تحرير الاجوبة عنها على المسلك الثانى

## تتمة

قد ثبت فى الحديث: ان اهون اهل النار عذابا ابوطالب، و انه فى ضحضاح من النار فى رجليه نعلان يغلى منهما دماغه. وهذا يدل على ان ابوى النبى صلى الله عليه واٰله وسلم ليسا فى النار، لانهما لو كانا فيها لكانا اهون عذابا من ابى طالب لانهما اقرب منه مكانا وابسط عذرا لانهما لم يدركا البعثة ولا عرض عليهما الاسلام ثم فامتنعا بخلاف ابى طالب، وقد اخبر الصادق المصدوق صلى الله عليه وسلم: انه اهون اهل النار عذابا، فليس ابواه من اهلها: وهذا يسمى عند اهل الاصول دلالة الاشارة.

## منصب ميدان جدلى

المجادلون فى هذا الزمان كثير خصوصا فى هذه المسالة و اكثرهم ليس لهم معرفة بطرق الاستدلال فالكلام معهم ضائع فيد الى انظر الذى يجادل واكله بطريق يقربهم من ذهنه فانه اكثر ما عنده ان يقول: الذى ثبت فى صحيح مسلم يدل على خلاف ما تقول؟ كان الذى يجادل بذلك من اهل من هينا فى المذهب [illegible]

Marfat.com

کیف ترقی رقیك الانبیاء | یا سماء ما طاولتها سماء
لم یساووك فی علاك وقد | حال سنا منك دونهم وسناء
انما مثلوا صفاتك للنا س کما مثل النجوم الماء
انت مصباح کل فضل فما | تصدر الا عن ضوئك الاضواء
لك ذات العلوم من عالم الغیب ومنها لآدم الاسماء
لم تزل فی ضمائر الغیب یختا ر لك الامهات والآباء
ما مضت فترة من الرسل الا | بشرت قومها بك الانبیاء
تتباهی بك العصور وتسمو | بك علیاء بعدها علیاء
وبدا للوجود منك کریم | من کریم آباؤه کرماء
نسب تحسب العلی بحلاه | قلدتها نجومها الجوزاء
ومنها فهنیئا به للآمنة الفضل الذی شرفت به حواء
من لحواء انها حملت احمد | او انها به نفساء
یوم نالت بوضعه ابنة وهب | من فخار ما لم تنله النساء
واتت قومها بافضل مما | حملت قبل مریم العذراء

**فائدہ** ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ہم سے حدیث بیان کی میرے والد نے انھوں نے موسیٰ بن ایوب نصیبی سے انھوں نے حمزہ سے، وہ عثمان بن عطاء سے وہ اپنے والد سے، وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرتِ آدم علیہ السلام کے درمیان انچاس ۴۹ آباء ہیں۔

تیسرے امر میں وہ اثر ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدۂ ماجدہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں خاص طور پر وارد ہے۔

ابو نعیم نے "دلائل النبوۃ" میں بسند ضعیف بروایتِ زہری از ام سماعہ بنت ابی رہم وہ اپنی والدہ سے روایت کیا ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ

Marfat.com

قد ثبت فی صحیح مسلم انه صلی الله علیه واله وسلم لم یقرأ فی الصلاة "بسم الله الرحمن الرحیم" وانت لا تصح الصلاة بدون البسملة. وثبت فی الصحیح انه صلی الله علیه واله وسلم قال: انما جعل الامام لیؤتم به فلا تختلفوا علیه فاذا رکع فارکعوا واذا رفع فارفعوا، واذا قال: سمع الله لمن حمده فقولوا: ربنا لك الحمد، واذا صلی جالسا فصلوا جلوسا اجمعون: وانت اذا قال: سمع الله لمن حمده. تقول: سمع الله لمن حمده مثله، واذا صلی جالسا بعذر وانت قادر تصلی خلفه قائما لا جالسا. وثبت فی الصحیحین فی حدیث التیمم: انما یکفیك ان تقول بیدیك هکذا ثم ضرب بیده ضربة واحدة ومسح الشمال علی الیمین وظاهر کفیه ووجهه، وانت لا تکتفی فی التیمم بضربة واحدة ولا بالمسح الی الکوعین، فکیف خالفت الاحادیث التی ثبتت فی الصحیحین او احدهما؟ فلابد ان کانت عنده رائحة من العلم ان یقول: قامت ادلة اخری معارضة لهذه فقدمت علیها، فاقول له: وهذه امثله لا یحتج علیه الا بهذه الطریقة فانها ملزمة له ولا مثاله. فان کان المجادل مالکی المذهب اقول له: قد ثبت فی الصحیحین: المتبایعان بالخیار ما لم یتفرقا، وانت لا تثبت خیار المجلس. وثبت فی صحیح مسلم: انه صلی الله علیه واله وسلم توضأ و لم یمسح کل راسه، وانت توجب فی الوضوء مسح کل الراس، فکیف خالفت ما ثبت فی الصحیح؟ فیقول: قامت ادلة اخری معارضة له تقدمت علیه، فاقول له: وهذا امثله.

وان کان المجادل حنفی المذهب قول له: قد ثبت فی الصحیحین اذا ولغ الکلب فی اناء احدکم فلیغسله سبعا، وانت [illegible]

صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ سیدتنا آمنہ رضی اللہ عنہا کی اُس بیماری میں جس میں اُنکی وفات ہوئی، موجود تھی۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پانچ سال کی عمر کے بچے، آنکے سرہانے بیٹھے ہوئے تھے، آمنہ (رضی اللہ عنہا) نے اُنکے چہرہ پر نظر ڈالکر کہا ؎

| | |
|---|---|
| بارك فيك الله من غلام | يا ابن الذی من حومة الحمام |
| نجا بعون الملك المنعام | فودی غداة الضرب بالسهام |
| بمائة من ابل سوام | ان صح ما ابصرت فی المنام |
| فانت مبعوث الی الانام | من عند ذی الجلال والاکرام |
| تبعث فی الحل وفی الحرام | تبعث بالتحقیق والاسلام |
| دین ابیك البر ابراهام | فالله ینهاك عن الاصنام |

ان لا توالیها مع الاقوام

اسکے بعد فرماتی ہیں، ہر جینے والی کے لیے موت ہے، ہر نئی چیز پرانی ہو جاتی ہے، اور ہر بوڑھے کے لیے فنا ہے، اور میں بھی مرنے والی ہوں، اور میری یاد باقی رہنے والی ہے۔ بلاشبہ میں نے بہتر کو چھوڑا، اور پاکیزہ بچہ تولد کیا ہے۔ اسکے بعد وہ انتقال فرما گئیں۔ اور ہم اُن پر جنات کے رونے کی آواز سنتے تھے، اُن کے کچھ اشعار ہم نے یاد کر لیے ؎

| | |
|---|---|
| نبکی الفتاة البرة الامینه | ذات الجمال العفة الرزینه |
| زوجة عبد الله والقرینه | ام نبی الله ذی السکینه |
| وصاحب المنبر فی المدینه | صارت لدی حفرتها رهینه |

یعنی ہم اس نوجوان، نیکوکار، امانتدار، حسن وجمال کی پیکر، صاحب عفت وعظمت جو حضرت عبداللہ کی زوجہ، اللہ کے نبی صاحب سکینہ، مدینہ منورہ میں منبر ومحراب کے مالک کی والدہ ماجدہ کی رحلت پر روتے ہیں جو اب یہ اپنی قبر کے گوشہ میں اقامت گزیں ہوں گی۔

Marfat.com

الكلبة سبعا. وثبت فى الصحيحين: لاصلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب، وانت تصحح الصلاة بدونها. وثبت فى الصحيحين: ثم ارفع حتى تعتدل قائما، وانت تصحح الصلاة بدون الطمانينة فى الاعتدال. وصح فى الحديث: اذا بلغ الماء قلتين لم يحمل خبثا، وانت لا تعتبر القلتين. وصح فى الصحيحين: انه صلى الله عليه وآله وسلم باع المدبر، وانت لا تقول ببيع المدبر، فكيف خالفت هذه الاحاديث الصحيحة؟ فيقول: قامت ادلة اخرى معارضة لها فقدمت عليها، فاقول له: وهذا مثله.

وان كان المجادل حنبلى المذهب اقول له: قد ثبت فى الصحيحين من صام يوم الشك فقد عصى ابا القاسم، وثبت فيهما: لاتقدموا رمضان بصوم يوم ولا يومين، وانت تقول بصيام يوم الشك، فكيف خالفت ما ثبت فى الصحيحين؟ فيقول: قامت ادلة اخرى معارضة له فقدمت عليه، فاقول له: وهذا مثله. هذا اقرب ما تقرب به لاذهان الناس اليوم. وان كان المجادل ممن يكتب الحديث ولا فقه عنده يقال له: قد قالت الاقدمون: المحدث بلا فقه كعطار غير طبيب، فالادوية حاصلة فى دكانه ولا يدرى لماذا تصلح، والفقيه بلا حديث كطبيب ليس بعطار يعرف ما يصلح له الادوية الا انها ليست عنده. وانى بحمد الله قد اجتمع عندى الحديث والفقه والاصول وسائر الالات من العربية والمعانى والبيان وغير ذلك؛ فانا اعرف كيف اتكلم، وكيف اقول، وكيف استدل وكيف ارجح. اما انت يا اخى! وفقنى الله واياك [illegible]

تم نے دیکھ لیا کہ حضرتِ آمنہ رضی اللہ عنہا کا یہ کلام، بتوں اور بت پرست قوموں کی ممانعت میں کتنا صریح ہے، اور دینِ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا اعتراف ہے، اور یہ کہ انکے فرزند رب العزت ذی الجلال والاکرام کے پاس سے لوگوں کی طرف اسلام کے ساتھ مبعوث ہونگے۔ یہ تمام الفاظ شرک کے منافی ہیں۔ اوران کا قول "تبعث بالتحقیق" ایسا ہی اس نسخہ میں ہے، لیکن میرے پاس قلمی نسخہ ہے اس میں "بالتخفیف" ہے۔

پھر یہ کہ میں نے انبیاء علیہم السلام کی امہات کی جستجو کی، تو ان سب کو مومن پایا۔ چنانچہ سیدنا اسحاق و موسیٰ و ہارون و عیسیٰ علیہم السلام کی ماؤں، اور حوا ام شیث علیہ السلام کا ذکر تو قرآن کریم میں ہے، بلکہ ایک قول یہ ہے کہ یہ نبی بھی تھیں۔ اور احادیث میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ ہاجرہ، اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی والدہ اور انکی اولاد کی مائیں، اور داؤد و سلیمان زکریا و یحییٰ، شمویل و شمعون اور ذی الکفل علیہم السلام کی ماؤں کا ایماندار ہونا مذکور ہے۔ اور بعض مفسرین نے اُمِّ نوح اور اُمِّ ابراہیم علیہما السلام کے ایمان کی بھی تصریح کی ہے۔ اور اسے ابن حیان نے اپنی تفسیر میں ترجیح دی ہے اور یہ پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت نوح اور حضرت آدم علیہما السلام کے درمیان کوئی والد کافر نہ تھا، اسی وجہ سے انھوں نے دعا کی:۔

| | |
|---|---|
| رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا | اے رب مجھے اور میرے والدین کو اور جو میرے گھر میں مسلمان داخل ہو بخش دے |

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی:۔

| | |
|---|---|
| رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ | اے رب مجھے اور میرے والدین کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہو بخش دے |

Marfat.com

لك ذلك لانك لا تدري الفقه ولا الاصول ولا شيئا من الآلات
والكلام في الحديث، والاستدلال به ليس بالهين ولا يحل الاقدام
على التكلم فيه لمن لم يجمع هذه العلوم، فاقتصر على ما آتاك الله وهو
انك اذا سئلت عن حديث تقول: ورد او لم يرد، وصححه الحفاظ او حسنوه
او ضعفوه؛ لا يحل لك في الافتاء سوى هذا القدر، ودع ما وراء ذلك.

لا تحسب المجد تمرا انت آكله ⁂ لن تبلغ المجد حتى تلعق الصبرا

ثم أمر آخر اخاطب به كل ذي مذهب من مقلدي المذاهب
الاربعة، وذلك ان مسلما روى في صحيحه عن ابن عباس رضي الله عنهما
ان طلاق الثلاث كان يجعل واحدة في عهد رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم وابي بكر وصدرا من امارة عمر رضي الله عنهما. فاقول لكل
طالب علم: هل تقول انت بمقتضى هذا الحديث، ان من قال لزوجته
انت طالق ثلاثا، تطلق واحدة فقط؟ فان قال: نعم، اعرضت عنه،
وان قال: لا، اقول له: كيف تخالف ما ثبت في صحيح مسلم؟ فان
قال: لها معارضة، [illegible] مثل هذه امثلة. والمقصود من سياق
هذا كله انه ليس [illegible] في صحيح مسلم يقال بمقتضاه لوجود المعارض له.

## المسلك الثالث

ان الله احيا له ابويه حتى آمنا به، وهذا المسلك مال اليه طائفة
كبيرة من حفاظ المحدثين وغيرهم، منهم ابن شاهين[1] والحافظ ابو بكر

[1] هو ابو حفص عمر بن شاهين البغدادي الواعظ المتوفى سنة خمس وثمانين
وثلاث مائة، رحمه الله تعالى، كذا في كشف الظنون [illegible]

Marfat.com

(حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قرآن میں استغفار سے خاص طور پر اپنے
اَب یعنی چچا آزر کے لیے زبان روکی، نہ کہ والدہ کے لیے، لہٰذا یہ دلالت ہے
اس پر کہ وہ مومنہ تھیں۔

اور حاکم نے "المستدرک" میں صحت کرتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے روایت کیا کہ انھوں نے فرمایا، تمام انبیاء بنی اسرائیل میں سے تھے مگر بارہ نبی۔
یعنی حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت لوط، حضرت شعیب، حضرت
ابراہیم، حضرت اسمٰعیل، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب، سیدنا محمد (حضرت آدم
حضرت شیث) صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم اجمعین۔

اور بنی اسرائیل سب کے سب مومن تھے، ان میں کوئی کافر نہ تھا، یہاں تک کہ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے، تو ان کے ساتھ کفر کیا جسے کفر کرنا تھا۔ لہٰذا تمام
انبیاء بنی اسرائیل کی مائیں سب کی سب مومنہ تھیں۔ نیز اکثر انبیاء بنی اسرائیل
علیہم السلام کی اولاد یا انکی اولاد کی اولاد نبی ہوتی تھی، کیونکہ نبوت انکے اسباط
میں نسلاً بعد نسلٍ ہوتی تھی، جیسا کہ انکی مشہور خبروں میں ہے۔

لیکن مذکورہ دس انبیاء غیر بنی اسرائیل علیہم السلام! تو ان میں سے اُمِّ نوح
اُمِّ ابراہیم، اُمِّ اسمٰعیل، اُمِّ اسحاق اور اُمِّ یعقوب علیہم السلام کا ایمان یقیناً
ثابت ہے۔ باقی رہیں اُمِّ ہود، اُمِّ صالح، اُمِّ لوط اور اُمِّ شعیب علیہم السلام کا ایمان!
تو اسکے انکار کیلیے نقل یا دلیل کی حاجت ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا بھی ایماندار ہونا ظاہر ہے
لہٰذا اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا ایماندار ہونا ہے۔ اور
اس میں بھید یہ تھا کہ وہ نورِ مصطفیٰ کو دیکھتی تھیں، اور یہ حدیث میں وارد ہے۔

امام احمد، بزار، طبرانی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عرباض بن ساریہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنِّی عِنْدَ اللّٰہِ
لَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ یعنی یقیناً میں اللہ تعالیٰ کے حضور

Marfat.com

الخطيب البغدادی والسهيلی والقرطبی والمحب الطبری و[illegible]
الدين ابن المنير وغيرهم، واستدلوا لذالك بما اخرجه ابن شاهين فی [illegible]
والمنسوخ" والخطيب البغدادی فی "السابق واللاحق" والدارقطنی و
ابن عساكر كلاهما فی "غرائب مالك" بسند ضعيف عن عائشة رضی
الله عنها قالت: حج بنا رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم حجة
الوداع فمر بی على عقبة الحجون وهو باك حزين مغتم فنزل فمكث
عنی طويلا ثم عاد الیّ وهو فرح متبسم، فقلت له، فقال: ذهبت بقبر
امی فسألت الله ان يحييها فاحياها فآمنت بی وردها الله۔

هذا الحديث ضعيف باتفاق المحدثين بل قيل: انه موضوع،
لكن الصواب ضعفه لا وضعه، وقد الفت فی بيان ذلك جزءا
مفردا۔ واورد السهيلی فی "الروض الانف" بسند قال: ان فيه
مجهولين عن عائشة رضی الله عنها ان رسول الله صلی الله عليه
وآله وسلم سأل ربه ان يحيی ابويه فاحياهما له فآمنا به ثم اماتهما.

وقال السهيلی [illegible]: الله قادر على كل شئ وليس تعجز
رحمته وقدرته عن شئ، ونبيه صلی الله عليه وآله وسلم
اهل ان يختص بما شاء من فضله وينعم عليه بما شاء من كرامته.

وقال القرطبی: لا تعارض بين حديث الاحياء وحديث
النهی عن الاستغفار، وان حديث احيائهما متأخر عن الاستغفار
لهما بدليل حديث عائشة رضی الله عنها ان ذلك كان
فی حجة الوداع، ولذلك جعله ابن شاهين ناسخا لما ذكر
من الاخبار. وقال العلامة ناصر الدين [illegible]

Marfat.com

خاتم النبیین تھا، درانحالیکہ حضرتِ آدم مٹی کے خمیر میں تھے۔ اور عنقریب میں تمھیں اس بارے میں حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کی دعا، حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت، اور انکی والدہ کا وہ خواب جو انھوں نے دیکھا، بیان کرونگا۔ اسی طرح تمام نبیوں کی مائیں دیکھتی تھیں۔ اور بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدۂ ماجدہ نے ولادت کے وقت وہ نور دیکھا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ اور اس میں شک نہیں ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدۂ ماجدہ نے حالتِ حمل و ولادت میں بکثرت نشانیاں دیکھیں، اور سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ انھوں نے انبیاء علیہم السلام کی تمام امہات کو دیکھا جیساکہ اس بارے میں "کتاب المعجزات" میں خبریں ہمیں سیراب کرتی ہیں۔

اور بعض علماء نے بیان کیا ہے کہ آپ نے کسی دودھ پلانیوالی کا دودھ نہ پیا مگر یہ کہ وہ اسلام لے آئی۔ کہا ہے کہ آپ کو دودھ پلانے والیاں چار تھیں۔ ایک آپ کی والدہ، دوسری حضرتِ حلیمہ سعدیہ، تیسری ثوبیہ چوتھی حضرتِ امّ ایمن (رضی اللہ عنہن) انتہیٰ۔

**اعتراض** اب اگر تو یہ کہے کہ ان احادیث کا تم کیا کرو گے، جو انکے کفر پر دلالت کرتی ہیں کہ وہ نار میں ہیں۔ وہ حدیث یہ کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لَیْتَ شِعْرِیْ مَا فَعَلَ اَبَوَایَ (ہائے افسوس میرے والدین کے ساتھ کیا ہوا) اس پر یہ آیت اتری وَلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ (جہنمیوں کے بارے میں آپ نہ پوچھیں)۔ اور ایک حدیث یہ ہے کہ "استغفار نہ کیجیے" اور ایک حدیث یہ ہے کہ "انکے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ الآیہ (نبی اور ایمانداروں کیلیے لائق نہیں ہے کہ مشرکوں کیلیے استغفار کریں)۔ اور ایک حدیث یہ ہے کہ "نبی کو قدرت نہیں تم دونوں کی ماں آگ میں ہے"۔ لہذا دونوں پر یہ شاق گزرا۔ پھر آپ نے

Marfat.com

"المقتفى فی شرف المصطفیٰ": قد وقع لنبينا صلی اللہ علیہ وسلم
احياء الموتى نظير ما وقع لعيسى ابن مريم - الى ان قال: وجاء فی حديث
ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما منع من الاستغفار للكفار دعا
اللہ ان يحيی له ابويه فاحياهما فامنا به وصدقا وماتا مؤمنين.

وقال القرطبی: فضائل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لم تزل
تتوالى وتتتابع الى حين مماته فيكون هذا مما فضله اللہ به و
اكرمه، قال: وليس احياؤهما وايمانهما به الممتنع عقلا وشرعا.

وقد ورد فی القرآن احياء قتيل بنی اسرائيل والاخبار بقاتله، و
كان عيسى عليه السلام يحيی الموتى، وكذلك نبينا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم احيا اللہ على يديه جماعة من الموتى، قال: واذا ثبت
هذا فما يمتنع من ايمانهما بعد احيائهما زيادة فی كرامته وفضيلته.

وقال الحافظ فتح الدين ابن سيد الناس فی سيرته بعد ذكر
قصة الاحياء والاحاديث الواردة فی التعذيب: وذكر بعض
اهل العلم فی الجمع بين الروايات ما حاصله ان النبی صلی اللہ
عليه وآله وسلم لم يزل راقيا فی المقامات السنية صاعدا
فی الدرجات العلية الى ان قبض اللہ روحه الطاهرة
اليه وازلفه بما خصه لديه من الكرامات حين القدوم
عليه، فمن الجائزات يكون هذه درجة حصلت له
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد ان لم تكن وان يكون الاحياء
والايمان متاخرا عن تلك الاحاديث فلا تعارض
وقد اشار بعض العلماء الى ذلك فقال...

Marfat.com

دعا کی اور فرمایا میری ماں تمہاری ماں کے ساتھ ہے۔"

**جواب :-** میں اسکے جواب میں کہتا ہوں کہ جو روایتیں بیان کی گئی ہیں، وہ زیادہ تر ضعیف ہیں، اصیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدۂ ماجدہ کے بارے میں صحیح نہیں ہیں، بجز اُس حدیث کے جس میں آپ نے استغفار کی اجازت چاہی تھی اور اجازت نہ دی گئی۔ اور مسلم کی وہ روایت بھی آپکی والدۂ ماجدہ کے حق میں صحیح نہیں ہے۔ عنقریب دونوں کا جواب آنے والا ہے۔

لیکن تمہاری بیان کردہ احادیث میں سے یہ حدیث کہ لیت شعری ما فعل ابوای فنزلت الآیۃ (ہائے افسوس میرے والدین کے بارے میں کیا ہوا، اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی) یہ روایت احادیث کی کسی معتمد کتاب میں کسی نے نقل نہیں کی۔ البتہ منقطع سند کے ساتھ تفسیر کی بعض کتابوں میں اس کا تذکرہ ہے۔ اس بناء پر یہ روایت نہ قابلِ حجت ہے اور نہ لائقِ اعتبار۔

اب اگر تم واہی ولغو روایتوں کے ذریعہ ہم پر حجت قائم کرتے ہو، تو ہم بھی واہی و لغو روایتوں کے ذریعہ تم سے معارضہ کرتے ہیں۔ چنانچہ ابن جوزی سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے مرفوع حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا "میرے پاس جبریل آئے، انھوں نے کہا آپ پر خدا اسلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں نے آپکے اجداد کی ہر پشت پر آگ حرام کردی ہے جن سے آپ تشریف لائے ہیں اور ان شکموں پر بھی آگ حرام کردی ہے، جنھوں نے آپ کو اُٹھایا، اور آپ کو گود میں رکھا۔" یہ صرف معارضہ کی غرض سے واہی روایت، واہی روایت کے جواب میں نقل کردی ہے۔ ورنہ ہم اسے لائقِ التفات جانتے ہیں، اور نہ قابلِ ثبت و استناد گردانتے ہیں۔

پھر یہ کہ یہ نسبت ایک اور وجہ سے بھی مردود ہے اور اصول و بلاغت [illegible]

Marfat.com

حبيبة وما اسدا ه صلى الله عليه واله وسلم اليها حين تنزوجها

## اشعار

هل اجزاء الام عن ارضاعه | لكن جزاء الله عنه عظيم
وكن لك ارجوا ان يكون لأمه | عن ذاك امنة يدر نعيم
ويكون احياها الا لاله وآمنت | بمحمد فحديثها معلوم
فلربما سعدت به ايضاً كما | سعدت به بعد الشقاء حليم

وقال الحافظ شمس الدين محمد بن ناصر الدين الدمشقي[له] في كتابه المسمى "مورد الصادي في مولد الهادي" بعد ايراد الحديث منشداً لنفسه

## اشعار

حبا الله النبي مزيد فضل | على فضل وكان به رؤفا
فاحيا امه وكذا ابا | لايمان به فضلا لطيفا
فسلم فالقديم بذا قدير | وان كان الحديث به ضعيفا

## خاتمة

وجمع من العلماء لم تقو عندهم هذه المسالك فابقوا حديثي مسلم و نحوه على ظاهرها من غير عدول عنهما بدعوى نسخ ولا غيره ومع ذلك قالوا: لايجوز لاحد ان يذكر ذلك. قال السهيلي في "الروض الانف"

له المتوفى سنة اثنتين واربعين وثمانمائة [illegible]
منشداً [illegible] كذا [illegible] والظاهر [illegible]

Marfat.com

"وَلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ" اور اس سے پہلی اور بعد کی تمام آیتیں یہود کے بارے میں ہیں۔ چنانچہ یہ سلسلۂ بیان، آیتِ کریمہ :-

یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ وَاِیَّایَ فَارْهَبُوْنِ ۝ (اِلٰی قولہٖ تعالٰی) وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ الآیہ (پ۱ - سورہ بقرہ)

اے اولادِ یعقوب، یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا، اور میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کرونگا، اور خاص میرا ہی ڈر رکھو (یہاں تک یہ سلسلہ ہے کہ) اور جب ابراہیم کو اسکے رب نے کچھ باتوں سے آزمایا، تو ..............

لہٰذا جسطرح یہ قصہ شروع ہوا تھا اسی طرح یہاں تک قصہ ختم ہو جاتا ہے، یعنی یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ سے شروع ہوتا ہے اور اسکے بعد والی آیتوں تک جاری رہ کر اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ پر پورا ہو جاتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اصحابِ جحیم سے مراد اہلِ کتاب کے کفار ہیں۔ اور یہ بات حدیثِ مبارک میں صراحت کے ساتھ وارد ہے، جیسے عبدابنِ حمید، فریابی، ابنِ جریر اور ابن المنذر اپنی اپنی تفسیروں میں مجاہد سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں کہا، سورۂ بقرہ میں پہلی چار آیتیں مسلمانوں کی صفت میں ہیں، اسکے بعد ۲ آیتیں کافروں کے بارے میں، پھر ۱۳ آیتیں مسلمانوں کی صفت میں ہے پھر چالیس ۴۰ سے ایک سو بیس تک بنی اسرائیل کے حالات کی طرف صحیح اشارہ کرتی ہیں۔" اور اسی ضمن میں ایک بات یہ بھی ہے کہ سورۂ بقرہ مدنیہ ہے، اور اس میں اکثر مخاطبین یہود ہیں۔ اور مناسبت کے اعتبار سے یہ بات بھی مترشح ہوتی ہے کہ "جحیم" اُن لوگوں کو کہا گیا ہے، جو بڑے بڑے جہنمی ہیں جیسا کہ لغت و منا اسکا اقتضا ہے۔ چنانچہ ابن حاتم، ابو مالک سے یہ تحتِ آیت مذکورہ نقل کرتے ہیں کہ "اصحابِ جحیم" وہ ہیں جو بڑے بڑے دوزخی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ پہلا دروازہ جہنم، پھر لظٰی، پھر حطمہ، پھر سعیر، پھر سقر، پھر جحیم، پھر ہاویہ ہے۔

Marfat.com

ايراده حديث مسلم: وليس لنا ان نقول ذلك في ابوي النبي صلى الله عليه وآله وسلم لقوله: لا تؤذوا الاحياء بسب الاموات، والله تعالى: ان الذين يؤذون الله ورسوله الآية.

وسئل القاضي ابو بكر ابن العربي احد الائمة المالكية عن رجل قال: ان آباء النبي صلى الله عليه وآله وسلم في النار؟ فاجاب بان من قال ذلك فهو ملعون لقوله تعالى: ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والآخرة، قال: ولا اذى اعظم من ان يقال عن ابيه: انه في النار.

ومن العلماء من ذهب الى قول خامس وهو الوقف. قال الشيخ تاج الدين الفاكهاني في كتابه "الفجر المنير": الله اعلم بحال ابويه. وقال الباجي في "شرح الموطا": قال بعض العلماء: انه لا يجوز ان يؤذى النبي صلى الله عليه وآله وسلم بفعل مباح ولا غيره، واما غيره من الناس فيجوز ان يؤذى بمباح وليس له المنع منه ولا يأثم فاعل المباح وان وصل بذلك اذى الى غيره؛ قال: ولذلك قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم اذ اراد علي بن ابي طالب ان يتزوج ابنة ابي جهل: فاطمة بضعة مني واني لا احرم ما احل الله تعالى، ولكن والله لا تجتمع ابنة رسول الله وابنة عدو الله عند رجل ابدا، فجعل حكمه انه لا يجوز ان يؤذى بمباح. واحتج عليه بقوله تعالى: ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله [illegible] ان كان فيما [illegible] بغير ما اكتسبوا [illegible]

فرماتے ہیں کہ جہیم میں ابوجہل ہوگا۔ اس روایت کی سند بھی صحیح ہے۔ لہٰذا اس درجہ کے وہی لائق ہیں، جن کا کفر بہت بڑا ہو، اور اُن کا گناہ بے حد سخت ہو، اور بوقت دعوت اُن کا عناد شدید ہو، اور عناد میں علم کے باوجود تبدیل و تحریف اور جحود و انکار کے درپے رہے ہوں۔ نہ کہ وہ لوگ مستحق ہوں جنکے لیے کمی عذاب کا امکان و گمان ہو۔

اور جبکہ یہ بات صحیح ہے کہ حضرت ابوطالب، نبی کریم کی قرابت اور حسنِ سلوک کی وجہ سے اہلِ دوزخ میں سب سے کم عذاب پانے والے ہیں، باوجودیکہ انھوں نے حضور کی دعوت کو سمجھا اور اُسکے قبول کرنے سے انکار کیا، اور اُنکی عمر بھی بہت طویل رہی۔

اب تمہارا حضور کے والدین کے بارے میں کیا گمان ہے؟ کیونکہ وہ دونوں حضور سے قربت میں سب سے زیادہ قریب، محبت میں سب سے زیادہ شدید، عذر میں سب سے زیادہ نزدیک، اور عمر میں سب سے کم تھے۔ تو کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ معاذاللہ وہ دونوں طبقۂ جحیم میں ہیں؟ اور اُن پر بہت زیادہ شدید اور سخت عذاب ہو رہا ہے؟ جسے ادنیٰ ذوقِ سلیم ہے، وہ ایسا سمجھ ہی نہیں سکتا۔

اب رہی وہ حدیث جس میں ہے کہ "جبریل نے حضور کے سینۂ مبارکہ پر ہاتھ رکھکر کہا کہ حالتِ شرک پر مرنے والے کے لیے استغفار نہ کیجئے" تو اس حدیث کو بزار نے ایسی سند کے ساتھ نقل کیا ہے، جسے کوئی جانتا ہی نہیں۔

رہی نزولِ آیت والی حدیث، تو یہ بھی ضعیف ہے۔ اور صحیح حدیث میں یہ ثابت ہے کہ یہ آیت حضرت ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی، اور اُنکے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں یقیناً اُسوقت تک تمہارے لیے استغفار کرتا رہوں گا، جبتک کہ مجھے تم سے روک نہ دیا جائے۔"

اب رہی یہ حدیث کہ "امی مع امکما" (میری ماں، تم دونوں کی ماں کیساتھ ہے) اگرچہ اسے حاکم نے "المستدرک" میں نقل کرکے اس کی تصحیح کی ہے، اور المستدرک میں

Marfat.com

عليه وآله وسلم من غير شرط - انتهى۔

# المسألة

وقد سئلت ان انظم فى هذه المسألة ابياتا اختم بها هذا التاليف فقلت:

ان الذى بعث النبى محمدا … انجى به الثقلين مما يجحف
ولامه وابيه حكم شائع … ابداه اهل العلم فيما صنفوا
فجماعة اجروهما مجرى الذى … لم يأته خبر الدعاة المسعف
والحكم فيمن لم تجئه دعوة … ان لا عذاب عليه حكم مؤلف
فبذاك قال الشافعية كلهم … والاشعرية ما بهم متوقف
وبسورة الاسراء فيه حجة … وبنحو ذا فى الذكر اى تعرف
ولبعض اهل الفقه فى تعليله … معنى ادق من النسيم والطف
اذهم على الفطر التى ولدوا ولم … يظهر عناد منهم وتخلف
ونحا الامام الفخر رازى الورى … منحا به للسامعين تشنف
قال الاولى ولدوا النبى المصطفى … كل على التوحيد اذ يتحنف
من آدم لابيه عبد الله ما … فيهم اخو شرك ولا مستنكف
فالمشركون كما بسورة توبة … نجس وكلهم بطهر يوصف
وبسورة الشعراء فيه تقلب … فى الساجدين فكلهم متحنف
هذا كلام الشيخ فخر الدين فى … اسراره هطلت عليه الذرف
فجزاه رب العرش خير جزائه … وحباه جنات النعيم تزخرف
فلقد تدين فى زمان الجاهليـــة فرقة [illegible]
زيد بن عمرو بن نفيل هكذا الصـ[illegible]

له كذا، والظاهر [illegible]

اپنی سہل انگاری سے صحیح کے زمرہ میں گنا دیا ہے، لیکن علمِ حدیث میں یہ مسلّمہ قاعدہ ہے کہ ایک تنہا شخص کی تصحیح قابلِ قبول نہیں ہوتی ہے۔ پھر جب امام ذہبی نے "مختصر المستدرک" میں اس حدیث کو درج کیا، اور حاکم کے قول "صحیح" کو نقل کیا تو اسکے بعد انھوں نے فرمایا، میں کہتا ہوں کہ خدا کی قسم! عثمان بن عمیر کو "دار قطنی" نے ضعیف قرار دیا ہے۔ لہٰذا ذہبی اس حدیث کو ضعیف قرار دیکر اس پر شرعی قسم اٹھاتے ہیں۔ اور جبکہ اس مسئلہ میں بجز ضعیف حدیثوں کے کچھ نہ ہو، تو اہلِ نظر کے لیے اسلام کے سوا کسی اور طرف غور کرنا محال ہے۔"

چوتھی بات:۔ جو اس مسلک کی تائید و نصرت میں بیان کرتا ہوں یہ ہے کہ بلا شبہ یہ ثابت ہے کہ ایک جماعت زمانۂ جاہلیت میں ایسی تھی، جو یک سو ہو کر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دین کی پیروی کرتی تھی، اور شرک میں مبتلا نہ ہوتی تھی۔ لہٰذا ایسی کونسی وجہ مانع ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم آباء و اجداد اس دین پر گامزن نہ رہے ہوں؟

اور حافظ ابوالفرج بن جوزی "التلقیح" میں کہتے ہیں کہ ان حضرات کے نام جنھوں نے زمانۂ جاہلیت میں بت پرستی کو اختیار نہ کیا کچھ یہ ہیں:۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن عمرو بن نفیل، عبید اللہ بن جحش، عثمان بن الحورث، ورقہ بن نوفل، رباب بنت براء، اسعد بن کریب حمیری، قس بن ساعدہ ایادی، اور ابو قیس بن صرمہ ہیں۔ انتہٰی

اور زید بن عمرو بن نفیل، ورقہ اور قس کی تحقیق میں احادیث وارد ہیں۔ اور ابن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ اسکی اصل "صحت" میں حضرتِ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے "تعلیقاً" مروی ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو خانۂ کعبہ سے کمر لگائے یہ کہتے دیکھا کہ اے قریش کے لوگو! کسی نے تم میں سے میرے سوا، حضرت ابراہیم علیہ السلام

Marfat.com

قد قسم السبکی بذاك مقالة — للاشعری دما سواه مؤلف
ان لم یکن عین الرضا منه علی الصدیق وهو بطول عمر احتف
عادت علیه صحبة الهادی فما — فی الجاهلیة للضلاله یعرف
فلأمه وابوه احری سیما — دارت من الآیات ما لا یوصف
وجماعة ذهبوا الی احیائه — ابویه حتی امنا لا خوفوا
وروی ابن شاهین حدیثا مسندا — فی ذاك لکن الحدیث مضعف
هذا مسالك لو تفرد بعضها — لکفی فکیف لها اذا تتألف
وبحسب من لا یرتضیها صمته — ادبا ولکن این من هو منصف
صلی الاله علی النبی محمد — ما جدد الدین الحنیف محنف

# حدیث یتعلق بهما

قال البیهقی فی "شعب الایمان": اخبرنا ابو الحسین بن بشران انا ابو جعفر الرزاز انا یحیی بن جعفر انا زید بن الحباب انا یاسین بن معاذ ثنا حماد بن یزید عن طلق بن علی قال: سمعت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یقول: لو ادرکت والدی او احدهما وانا فی صلاة العشاء وقد قرئ فیها بفاتحة الکتاب فنادی: یا محمد لاجبته لبیك.
قال البیهقی: یاسین بن معاذ ضعیف.

# فائدة

قال الازرقی فی "تاریخ مکة": حدثنا محمد بن ... عن هشام بن عاصم الاسلمی قال: لما ...

کے دین پر صحیح نہیں کی۔ پھر وہ کہتے ہیں، اے خدا! اگر میں کسی وجود کو تیرے حضور زیادہ محبوب جانتا، تو میں اُسے بھی پوجتا لیکن میں کسی غیر کو جانتا ہی نہیں۔
میں کہتا ہوں کہ یہ بات پہلے مسالک کی تائید کرتی ہے کہ کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہے، جسے دعوتِ حق نہ پہنچی ہو اور وہ اس کی کما حقہٗ حقیقت نہ جانتا ہو۔
اور ابو نعیم "دلائل النبوۃ" میں عمرو بن عبسہ سلمی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ میں زمانۂ جاہلیت میں اپنی قوم کے معبودوں کی طرف متوجہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ یہ تو باطل ہیں، پتھروں کی پرستش کرتے ہیں۔
امام بیہقی اور ابو نعیم، دونوں "دلائل" میں بطریق شعبی، شیخ جہینہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن حبیب نے زمانۂ اسلام پایا۔
اور امام الاشاعرہ شیخ ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمیشہ عین رضاءِ الٰہی میں رہے۔" امام کے اس کلام کے مراد میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ انکی مراد یہ ہے کہ وہ جسکی حالت ہمیشہ غیر مغضوب ہے۔ یعنی ناپسندیدہ حالت میں نہیں رہے، کیونکہ علم الٰہی میں یہ تھا کہ یہ بہت جلد مسلمان ہو کر خاصۂ ابرار ہو جائیں گے۔
اور امام شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر انکی یہ مراد ہو تو صدیق اور تمام صحابہ اس میں برابر ہو جاتے ہیں، حالانکہ امام اشعری رحمۃ اللہ نے صدیق کی تعریف میں یہ الفاظ فرمائے ہیں، جو اُنکے سوا دوسرے صادق نہیں آسکتے۔ لہٰذا راہِ صواب یہی ہے کہ یوں کہا جائے کہ اُن سے کفر کی حالت کسی وقت بھی ثابت نہیں ہے، ممکن ہے کہ بعثت سے قبل انکی حالت ویسی ہی ہو، جیسی کہ زید بن عمرو بن نفیل وغیرہ کی حالت تھی۔ لہٰذا صدیق کے تذکرہ کے لیے تمام صحابہ سے جداگانہ خصوصیت چاہیئے۔" انتہی کلام السبکی۔
میں کہتا ہوں۔ اسی طرح ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین

Marfat.com

فی غزوة احد فنزلوا بالابواء، قالت هند ابنة عتبة لابی سفیان بن حرب: لو بحثتم قبر آمنة ام محمد صلی الله علیه وآله وسلم فانه بالابواء فان اسر احد منکم افتدیتم به کل انسان بارب من ارابها، فذکر ذلک ابو سفیان لقریش فقالت قریش: لا تفتح علینا هذا الباب! اذن یبحث بنو بکر موتانا.

## فائدة

من شعر عبد الله والد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اورده الصلاح الصفدی فی تذکرته:

| | |
|---|---|
| لقد حکم السادرن فی کل بلدة | بان لنا فضلا علی سادة الارض |
| وان ابی ذو المجد والسودد الذی | یشار به ما بین یسر الی حفض |
| وجدی وآباءٌ له ابلوا العلی | قدیما لطیب العرق والحسب المحض |

له والابواء قریة من اعمال الفرع من المدینة بینها وبین الجحفة مما یلی المدینة ثلاثة وعشرون میلا، وقیل: الابواء جبل علی یمین ارة ویمین الطریق للمصعد الی مکة من المدینة وهناک بلد ینسب الی هذا الجبل، قال السکونی: الابواء جبل شامخ مرتفع لیس علیه شیء من النبات غیر الخزم والبشام وهو لخزاعة وضمرة. وبالابواء قبر آمنة بنت وهب ام النبی صلی الله علیه وسلم، وکان السبب فی دفنها هناک ان عبد الله والد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم کان قد خرج الی [illegible] تمر افات بالمدینة، فکانت زوجته آمنة بنت وهب بن عبد مناف بن زهرة [illegible] فی کل عام الی المدینة تزور قبره، فلما اتی علی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم [illegible] سنین خرجت زائرة لقبره ومعها عبد المطلب ام ایمن حاضنة رسول الله صلی الله علیه وسلم فلما صارت بالابواء منصرفة الی مکة ماتت بها [illegible] بنی النجار بالمدینة وحمل معه آمنة ام رسول الله [illegible] رجع منصرفا الی مکة [illegible]

Marfat.com

رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہنا چاہیئے کہ ان دونوں سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کی حالت ثابت نہیں۔ ممکن ہے کہ ان دونوں کی حالت ویسی ہی ہو، جیسے زید بن عمرو بن نفیل، اور حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حال ہے۔ اور یہ کہ بلاشبہ حضرت صدیق اور زید بن عمرو کو زمانۂ جاہلیت میں جو تحقیق حاصل ہے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ہے۔ لہٰذا یہ دونوں بعثت سے پہلے صدیق اور حضور سے بہت زیادہ محبت رکھنے والے تھے۔ اسلئے ان سے بڑھ کر آپ کے والدین کریمین مستحق ہیں کہ آپ کی برکت انکی طرف متوجہ ہو اور اہلِ جاہلیت کی بد دینیوں سے یہ دونوں محفوظ رہیں۔

اب اگر تم یہ کہو کہ ایک بات کی عقدہ کشائی رہ گئی ہے، وہ یہ ہے جسے مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک شخص نے کہا' یارسول اللہ میرے باپ کہاں ہیں؟ فرمایا جہنم میں۔ پھر کچھ عرصہ اُسے بلایا اور فرمایا اِنَّ اَبِی وَاَبَاکَ فِی النَّار (میرے اور تمہارے باپ جہنم میں ہیں) اور مسلم و ابوداؤد کی حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ کیلئے استغفار کی اجازت چاہی، اور آپ کو اجازت نہ دی گئی۔ لہٰذا اسکی بھی عقدہ کشائی کیجائے"

میں بسروچشم اسکا جواب دیتا ہوں کہ حدیث کے یہ الفاظ کہ اِنَّ اَبِی وَاَبَاکَ فِی النَّار" اس پر راوی متفق نہیں ہیں، البتہ اسے حماد بن سلمہ سے بروایتِ حضرت انس رضی اللہ عنہ ذکر کیا ہے۔ یہ وہ سند ہے جسے مسلم نے روایت کیا ہے، اور معمر نے بروایتِ ثابت' اسکے خلاف روایت کیا ہے۔ اور انھوں نے ان الفاظ کا ذکر نہیں کیا، بلکہ بیان کیا کہ" اِذَا مَرَرْتَ بِقَبْرِ کَافِرٍ فَبَشِّرْهُ بِالنَّارِ" یعنی جب تم کافر کی قبر پر گزرو' تو اُسے جہنم کی خبر دیدو" یہ لفظ' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد پر یقیناً کسی قسم کی دلالت نہیں کرتا۔ اور روایت کے لحاظ سے یہ زیادہ ہے کیونکہ حضرت معمر، حماد سے اثبت ہیں، اسلئے کہ حماد کے حافظہ پر کلام کیا گیا

Marfat.com

اور انکی احادیث میں منکر باتیں واقع ہیں۔ محدثین بیان کرتے ہیں [illegible] انکو لکھ کر پڑھایا، اور حماد حفظ نہ کر سکے۔ لہٰذا جب وہ بیان کرتے [illegible] شک ہوتا۔ اسی بناء پر امام بخاری نے اُن سے کوئی حدیث نہیں لی۔ اور نہ امام مسلم نے "اصول" میں ان سے کوئی حدیث لی، مگر وہ روایت جو حضرت ثابت سے ہے۔ حاکم نے "المستدرک" میں کہا ہے کہ امام مسلم نے "اصول" میں حماد کی کوئی روایت نہیں لی، مگر وہ حدیث جو حضرتِ ثابت سے مروی ہے۔ بلاشبہ ایک جماعت نے "الشواہد" میں نقل کیا ہے۔ لیکن حضرت معمر! تو انکے حافظہ پر کسی نے کلام نہیں کیا۔ اور نہ انکی کسی حدیث میں کوئی منکر بات بتائی۔ اور امام بخاری و مسلم نے انکی روایت لینے پر اتفاق کیا ہے۔ لہٰذا انکے لفظ زیادہ ثابت ہیں۔

پھر یہ کہ ہم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی انہی الفاظ کو مروی پایا ہے جو حضرتِ معمر بروایتِ ثابت از انس رضی اللہ عنہما کی روایت کے لفظ ہیں۔ چنانچہ بزار، طبرانی اور بیہقی بسند ابراہیم بن سعد از زہری [illegible] عامر بن سعد (بن ابی وقاص زہری مدنی) وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بدوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا "میرے باپ کہاں ہیں"؟ آپ نے فرمایا جہنم میں! اس نے کہا آپکے والد کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا جب کبھی تم کسی کافر کی قبر [illegible] آگ کی خبر دینا" اس روایت کی بخاری و مسلم کی شرط پر ہے [illegible] اعتماد اور اسے اسکے غیر پر مقدم رکھنا لازم ہے۔ اور [illegible] اس حدیث کے آخر میں اتنا اضافہ کیا ہے۔ [illegible] اسکے بعد اسلام لے آیا پھر وہ کہتا ہے [illegible] مجھے بڑی مشکل بات کا [illegible] الا [illegible]

[illegible]

اور ابن ماجہ نے بطریق ابراہیم بن سعد از زہری از سالم (بن عبداللہ بن عمر العدوی مدنی، فقیہ از فقہاءِ سبعہ المتوفی ۱۰۶ھ) وہ اپنے والد سے، روایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا ایک بدوی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ میرا باپ صلہ رحمی کرتا اور ایسا ایسا تھا وہ کہاں ہے؟ فرمایا جہنم میں! راوی کہتا ہے گویا کہ اس نے اسے پالیا۔ پھر پوچھا، یارسول اللہ آپ کے والد کہاں ہیں؟ فرمایا جب کبھی تم کسی مشرک کی قبر پر گزرو، تو اسے جہنم کی خبر دیدو۔ اسکے بعد وہ بدوی اسلام لے آیا، اور کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بڑی دشوار بات کا ذمہ دار بنایا ہے کہ میں جب بھی کسی کافر کی قبر پر گزروں تو اسے جہنم کی خبر دیدیا کروں" لہٰذا یہ روایت پہلے سے بہت زیادہ واضح ہے، اسلئے اس میں عام طور پر وہی الفاظ ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہوئے ہیں، اور اس میں بدوی نے اسلام لانیکے بعد بمقتضاءِ حکم، امتثالِ امر کو دیکھا اور اسکی بجاآوری میں دشواری کو پایا۔ اور اگر جواب پہلے لفظ کے ساتھ ہو تو اس میں یقیناً کچھ بھی حکم نہیں نکلتا، اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے الفاظ راوی کے تصرف سے ہیں جیسے اس نے اپنے فہم کے مطابق حدیث بالمعنی بیان کی ہے۔ بلاشبہ بخاری و مسلم میں بکثرت روایات اس نہج کی واقع ہیں جنمیں راوی کا تصرف موجود ہے۔ اور انکے سوا اس سے زیادہ ثابت ہیں، مثلاً مسلم شریف کی وہ حدیث جو حضرتِ انس رضی اللہ عنہ سے بسم اللہ کی قرأت کی نفی میں مروی ہے، اور اسکی امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے تعلیل فرمائی ہے، اور فرمایا کہ دوسری سند سے اسکے سماع کی نفی کرنے والی حدیث ثابت ہے۔ لہٰذا راوی نے اس سے نفی قرأت کو سمجھا اور اپنے فہم کے مطابق حدیث بالمعنی روایت کردی اور اسے خطا لاحق ہوئی"

اب ہم اس مقام میں مسلم شریف کی حدیث کا جواب اس نہج پر دیتے ہیں جیسے ہمارے امام، امام شافعی رضی اللہ عنہ نے بسم اللہ کی قرأت کی نفی میں مسلم کی حدیث کا جواب دیا ہے۔ پھر اگر لفظ اول کے راوی کے اتفاق کر فرض کر لیں ۔۔۔ گزرتے ۔۔۔

Marfat.com

سے وہ متعارض بن جاتے ہیں۔ اور حدیث صحیح، جب اسکے معارض دوسرے دلائل ہوں جو اس سے ارجح ہوں، تو اسکی تاویل واجب ہوتی ہے، اور ان دلائل کو مقدم رکھا جاتا ہے، جیسا کہ اصول کا قاعدہ ہے۔ اور دوسرے جواب کی رُو سے حضور کا اپنی والدہ کے استغفار کی اجازت نہ ملنے والی حدیث کا جواب یوں ہوگا کہ ممکن ہے اس میں مسلسل پیوستگی کی ایسی ممانعت ہو، جیسے کہ شروع اسلام میں اُس شخص کی نمازِ جنازہ ممنوع تھی جس پر قرض ہو، باوجودیکہ وہ مسلمان ہو۔ پھر یہ کہ اسکا بھی امکان ہے کہ یہ ممانعت، دیگر کافروں کے ضمن کی بناء پر ہوئی ہو اس وجہ سے اُنکے لیے بھی استغفار کرنے سے روک ... اہو، لیکن پہلا جواب زیادہ درست ہے۔ یہ ایک قسم کی تاویل ہے۔

پھر میں نے حضرت معمر کی روایت کے الفاظ کی مانند ایک حدیث دیکھی، جو اس سے زیادہ واضح ہے۔ اُس میں صراحت ہے کہ سائل چاہتا تھا کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کے بارے میں سوال کرے، مگر اُسے ادب اور تامل نے باز رکھا چنانچہ حاکم نے ... میں صحیح قرار دیکر لقیط بن عامر سے روایت نقل کی، وہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نہیک بن عاصم بن مالک بن المنتفق کیساتھ حاضر ہوئے، وہ کہتے ہیں کہ ہم رجب گزارنے کیلیے مدینہ میں حاضر ہوئے، اور فجر کی نماز حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی، اسکے بعد حضور لوگوں کو خطبہ دینے کھڑے ہوئے راوی نے اسکے بعد حدیث بیان کی یہانتک کہ اُس نے کہا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم میں سے کوئی زمانہ جاہلیت میں بھلائی پر ہے؟ اس نے فرمایا، اے قریشی جوان! بیشک تیرا باپ المنتفق جہنم میں ہے، اُسوقت گویا میرا چہرہ اور میرا گوشت پسینہ پسینہ ہوگیا، کیونکہ حضور نے تمام لوگوں کے سامنے باپ کا حال بیان کر دیا تھا، پھر اسکے بعد میں نے ارادہ کیا ... آپ کے والد کہاں ہیں ...

رسول اللہ! آپ کے اہل کا کیا حال ہے؟ فرمایا جب تم کسی مشرک قریشی یا عامری کی قبر پر گزرو، تو اس سے کہنا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ میں تمہیں بتاؤں کہ تمہارے لیے کیا بشارت و خبر دی گئی ہے"

اس روایت میں کوئی اشکال نہیں ہے، اور یہ سب سے زیادہ واضح روایت اور روشن تر بیان ہے۔ اور وہ کونسی چیز سائل کو مانع ہوئی کہ وہ پوچھے کہ آپ کے والد کہاں ہیں؟ اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول میں، جو انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں لفظ "اَبِی" ہے، اگر اسکی مراد ثابت ہو جائے، تو اسکا مطلب حضور کے چچا حضرت ابو طالب ہونگے، نہ کہ آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ۔

جیسا کہ امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لفظ "اَب" سے مراد چچا لی ہے۔ بلاشبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد و ابن جریج اور سدی کی روایتیں پہلے نقل کی جاچکی ہیں، اس جگہ ہر دو باتیں مترشح ہوتی ہیں۔

پہلی بات یہ کہ لفظ "اَب" (باپ) کا اطلاق حضرت ابو طالب کیلیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عام رائج تھا، اسی بنا پر وہ لوگ حضرت ابو طالب سے کہتے تھے کہ ابو طالب تم اپنے بیٹے کو ہمارے معبودوں کو برا کہنے سے باز رکھو۔

اور حضرت ابو طالب نے انکے کہنے پر ایک مرتبہ حضور سے عرض بھی کیا تھا۔ پھر جب کفار نے ان سے یہ کہا کہ تم اپنے بیٹے کو ہمارے سپرد کردو، تاکہ ہم اسے قتل کر دیں اور اسکے بدلے تم ہم سے اس بچہ کو لے لو۔ (اسکے جواب میں حضرت ابو طالب نے فرمایا) میں اپنے بیٹے کو تو تمہیں قتل کرنے کے لیے دیدوں، اور تمہارے بیٹے کو لیکر میں اس کی کفالت کروں!

اور جبکہ حضرت ابو طالب شام کی طرف سفر کر رہے تھے، اور انکے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لیجا رہے تھے، تو بحیرہ راہب نے انکے پاس آکر پوچھا یہ بچہ تمہارا کون ہے؟ انھوں نے کہا یہ میرا بیٹا ہے۔ اس پر

Marfat.com

اُس راہب نے کہا کہ اس فرزند کے لیے سزاوار نہیں ہے کہ اس کا والد زندہ ہو۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلیے حضرت ابوطالب کو والد کہلانا انکے نزدیک عام دستور تھا، کیونکہ وہ حضور کے چچا تھے، اور انھوں نے آپ کے بچپنے سے خدمت و کفالت کے فرائض انجام دیئے تھے، وہ آپ کو اپنی نگہداشت و حفاظت اور حمایت میں رکھتے تھے، اسی بناء پر عام لوگ والد ہی گمان کرکے انکے بارے میں پوچھا کرتے تھے

دوسری بات یہ کہ اسی کے مشابہ ایک حدیث میں واقعہ ہے کہ جسے اپنے مقصد کے دلائل میں حضور نے حضرتِ ابوطالب کا ذکر فرمایا۔ چنانچہ طبرانی حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے دن حارث بن ہشام آئے، انھوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمیں صلہ رحمی، ہمسایہ کے ساتھ حسنِ سلوک یتیموں کے ساتھ بھلائی، مہمان کی خاطر تواضع، اور مسکینوں کو کھانا کھلانے پر ترغیب و تحریص فرماتے ہیں۔ یہ سب باتیں ہشام بن مغیرہ بھی کرتا تھا، لہٰذا یارسول اللہ آپ کا اُسکے بارے میں کیا گمان ہے؟ حضور نے فرمایا ہر وہ قبر والا جولا الٰہ الا اللہ کی شہادت نہیں دیتا وہ جہنم کے گڑھے میں ہے۔ بلا شبہ میں نے اپنے چچا ابوطالب کو جہنم میں غوطہ زن پایا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے میری منزلت اور مجھ پر اُنکے احسان ہونے کی بناء پر اُسے نکال کر جہنم کی تمازت و تپش میں کردیا۔

**تنبیہ** ایک جماعت نے ان تمام جوابوں کو بیحد پسند فرمایا ہے، اور جو حدیثیں حضور کے والدینِ کریمین کے بارے میں ہیں اُنکے جواب میں وہ کہتے ہیں کہ وہ سب منسوخ ہیں، جسطرح وہ احادیث جو مشرکوں کے بچوں کے جہنمی ہونے کے بارے میں مروی ہیں منسوخ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ مشرکوں کے بچوں کے بارے حدیثوں کو منسوخ کرنے والی یہ آیت کریمہ ہے

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی | کوئی بوجھ اٹھانے والی ...

اور حضور صلی ... سلم ...

| | |
|---|---|
| وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ | ہم کسی کو عذاب کرنے والے نہیں جبتک کہ ہم رسول نہ بھیجیں۔ |

اور یہ عجیب اتفاقی نکتہ ہے کہ دونوں فریقوں کے دونوں جملے ایک آیت کے ایک ہی سیاقِ کلام میں حرفِ عطف کے ساتھ نظمِ قرآن میں یکجا جمع ہیں۔

یہ جواب تمام جوابوں سے زیادہ مفید مختصر ہے۔ مگر یہ کہ یہ مسلکِ اول کے نزدیک ہے جو کہ مسلکِ ثانی کے نزدیک، جیسا کہ واضح ہے۔ اسی بنا پر ہمیں مسئلہ ثانی پر دلائل و حجج لانے کی ضرورت پیش آئی۔

**تکمیلِ بحث** بلاشبہ حدیث میں ثابت ہے کہ دوزخیوں میں سب سے کم عذاب والے حضرتِ ابوطالب ہیں، کیونکہ وہ جہنم کی طپش و تمازت میں اسطرح ہیں کہ انکے دونوں پاؤں میں آگ کی جوتیاں ہیں، جس سے اُن کا دماغ کھولتا ہے یہ روایت اس بات پر دلیل ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین جہنم میں نہیں ہیں، بدیں وجہ اگر وہ اس میں ہوتے، تو وہ حضرتِ ابوطالب سے زیادہ کم عذاب کے مستحق ہوتے، اسلئے کہ ابوین کریمین، حضرتِ ابوطالب سے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عزت و منزلت میں قریب تر ہیں، اور اُن کا عذر بھی زیادہ ہے۔ کیونکہ انھوں نے نہ تو زمانۂ بعثت پایا، اور نہ ان پر عرضِ اسلام ہوا جسے وہ رد کر سکتے، بخلاف حضرتِ ابوطالب کے۔ اور یقیناً الصَّادِقُ الْمُصَدَّقُ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ "وہ دوزخیوں میں سب سے کم عذاب پانے والے ہیں"۔ لہٰذا حضور کے والدین کریمین اسکے سزاوار ہو ہی نہیں سکتے۔ اہلِ اصول کے نزدیک یہ قاعدہ "دلالۃ الاشارہ" کہلاتا ہے۔

**مناظرانہ طریق پر بحث** آجکل اکثر لوگ جھگڑنے والے موجود ہیں، خاصکر اس مسئلہ میں۔ اور ان مجادلین کی اکثریت ایسی ہے جنھیں طریقِ استدلال کی معرفت ہی نہیں ہے۔ لہٰذا ان سے بحث کرنا ہی اضاعتِ

Marfat.com

دقت ہے۔ انکے سوا کچھ لوگ ایسے بحث کرنے والے بھی ہیں، جن [illegible]
ذہن کو قریب کیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا انہیں کی اکثریت یہ کہتی ہے کہ صحیح مسلم میں جو
ثابت ہے تم اُسکے خلاف کہتے ہو۔ اب اگر وہ لوگ ہمارے مذہب والے یعنی شافعی
المذہب ہیں، تو میں اُن سے کہتا ہوں کہ صحیح مسلم میں یہ بھی ثابت ہے کہ حضور نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں "بسم اللہ الرحمن الرحیم" نہیں پڑھتے تھے، حالانکہ تم بغیر بسم اللہ
کے نماز کو صحیح ہی نہیں کہتے۔ اور صحیح میں یہ بھی ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ حتمی طور پر تم اپنے امام کی پیروی کرو، اور اس سے اختلاف نہ کرو۔ لہٰذا جب
وہ رکوع کرے، تو تم بھی رکوع کرو، اور جب وہ سر اٹھائے، تو تم بھی سر اٹھاؤ، اور جب وہ
"سَمِعَ اللّٰہُ لِمَن حَمِدَہٗ" کہے، تو تم "رَبَّنَا لَکَ الحَمدُ" کہو، اور جب وہ بیٹھے، تو تم سب
بیٹھ کر نماز پڑھو۔ حالانکہ جب امام "سَمِعَ اللّٰہُ لِمَن حَمِدَہٗ" کہتا ہے، تو تم بھی سَمِعَ اللّٰہُ
لِمَن حَمِدَہٗ" اُسی کی مانند کہتے ہو، اور جب امام عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے
تو تم قادر ہوتے ہوئے اُسکے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہو، نہ کہ بیٹھ کر۔

اور صحیحین میں تیمم کی حدیث میں ثابت ہے کہ تمہیں کافی ہے کہ یہ کہو اپنے دونوں
ہاتھوں کے ساتھ ایسا ہی۔ پھر اپنے ہاتھ کی ایک ضرب مارے، اور مسح کرے بائیں سے
داہنے پر، اور دونوں ہاتھوں کی پشت پر، اور اپنے چہرے پر۔ حالانکہ تم تیمم میں ایک ضرب
کو کافی نہیں بتاتے، اور مسح کو کہنیوں تک۔ لہٰذا تم اُن احادیث کی [illegible]
ایک صحیح میں ثابت ہیں کیوں مخالفت کرتے ہو [illegible]
رمق بھی ہے کہ یہ کہو، انکے مقابل دوسرے دلائل قائم ہیں [illegible]
اس پر مقدم رکھا ہے۔ اُس وقت میں بھی اُس سے [illegible]
جاسکتی، مگر اسی طریقہ سے [illegible]
لیکن مجادل و مناظر [illegible]
میں ہے کہ [illegible]

حالانکہ تم خیارِ مجلس کو ثابت نہیں رکھتے ۔ اور صحیح مسلم میں ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا، اور پورے سر کا مسح نہیں فرمایا ۔ حالانکہ تم وضو میں پورے سر کے مسح کو واجب قرار دیتے ہو ۔ لہٰذا جو صحیح میں ثابت ہے تم اُس کی کیوں مخالفت کرتے ہو ؟ اسوقت تم یہی کہو گے کہ اسکے مقابل دوسری دلیلیں اس پر اس پر قایم ہیں ۔ پھر میں بھی یہی کہوں گا کہ یہ مسئلہ بھی ایسا ہی ہے ۔

اور اگر مجادل و مناظر حنفی المذہب ہے، تو میں اُس سے کہونگا کہ صحیحین میں ثابت ہے کہ جب کتا کسی برتن میں مُونھ ڈالدے، تو اُسے سات مرتبہ دھونا چاہیئے حالانکہ تم کتے کی نجاست میں سات مرتبہ کی شرط قایم نہیں رکھتے ۔

اور یہ کہ صحیحین میں ثابت ہے کہ لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب" جس نے سورۃِ فاتحہ نہ پڑھی اُسکی نماز نہیں" حالانکہ تم اسکے بغیر بھی نماز کو صحیح و درست رکھتے ہو اور یہ کہ صحیحین میں ثابت ہے کہ پھر سر اٹھایا یہانتک کہ سیدھے کھڑے ہو گئے ۔ حالانکہ تم اعتدال میں اطمینان کے بغیر بھی نماز کو صحیح رکھتے ہو ۔ اور صحیح حدیث میں ہے کہ جب پانی دو قلہ ہو، تو وہ نجس نہیں ہوتا ۔ حالانکہ تم قلتین کا اعتبار ہی نہیں کرتے ۔ اور صحیحین میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "مدبر غلام" کو فروخت کیا ۔ حالانکہ تم کہتے ہو کہ غلام مدبر نہ بیچا جائے ۔ لہٰذا ان احادیثِ صحیحہ کی تم کیوں مخالفت کرتے ہو ؟ اسوقت تم کہو گے کہ اسکے مقابل دوسرے دلائل قایم ہیں، اسلیے انہیں، تدم رکھا گیا ۔ لہٰذا میں بھی یہی کہونگا، یہ مسئلہ بھی ایسا ہی ہے ۔

اور اگر مجادل و مناظر حنبلی المذہب ہے، تو میں اُس سے کہوں گا کہ صحیحین میں ثابت ہے کہ جس نے یوم شک کا روزہ رکھا، اُس نے ابو القاسم یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ۔ اور صحیحین میں ثابت ہے کہ رمضان مبارک کا خیر مقدم ایک یا دو روزے پہلے رکھکر نہ کرو ۔ حالانکہ تم یوم شک کے روزہ کو برقرار رکھتے ہو لہٰذا جو صحیحین میں ثابت ہے اُس کی مخالفت کیوں ہے ؟ اُسوقت تم یہی کہو گے کہ

Marfat.com

اسکے مقابل دیگر دلائل قایم ہیں انھیں اس پر مقدم رکھا گیا۔ لہٰذا ابن جریر
کہ یہ مسئلہ بھی ایسا ہی ہے۔ آجکل اس قسم کا استدلال لوگوں کے ذہنوں کو
قریب لانے کے لیے زیادہ مناسب ہے۔

اور اگر مجادل اُن لوگوں میں سے ہو، جو حدیثوں کی کتابیں لکھتے ہیں،
اور اُنکے پاس فقہ نہیں ہے، تو اُن سے کہا جائیگا کہ متقدمین نے کہا ہے المحدث
بلا فقہ کعطار غیر طبیب"۔ یعنی بغیر فقہ کے محدث ایسا ہے جیسے بغیر طبیب
کے عطار۔ مطلب یہ کہ دوائیں تو دکان میں موجود ہیں، لیکن وہ یہ نہیں جانتا
کہ یہ کس مرض کے لیے ہیں۔ اور فقیہ بغیر حدیث کے ایسا ہے جیسے کہ طبیب، جو عطار
نہ ہو۔ وہ یہ تو جانتا ہے کہ فلاں مرض کی فلاں دوا ہے، مگر اُس کے پاس دوا نہیں ہے۔
بلاشک میرے پاس بحمداللہ حدیث، فقہ، اصول، تمام آلات عربیہ، معانی، اور
بیان وغیرہ سب موجود ہیں۔ اسلیے ہم جانتے ہیں کہ کیونکر کلام کیا جاتا ہے، اور کیسے
بحث کیجاتی ہے، اور کسطرح استدلال ہوتا ہے، اور کیسے رجوع ہوتا ہے۔

لیکن تم اے اخی! اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق بخشے، تم اسکی صلاحیت نہیں رکھتے،
نہ تم فقہ جانتے ہو، نہ اصول، نہ کچھ آلات عربیہ کا علم ہے، نہ حدیث میں کلام کا سلیقہ
اور استدلال کا تو تمہیں شعور ہی نہیں۔ ایسے شخص کو بحث وکلام کی پیشقدمی نہ کرنی
چاہیئے، جسکے پاس یہ علوم نہ ہوں، اللہ تعالیٰ نے جتنا تمہیں دیا ہے اُسی پر قناعت
کرنی چاہیئے۔ حالانکہ تمہارا حال یہ ہے کہ جب تم سے کسی حدیث کے بارے میں سوال
کیا جاتا ہے، تو تم اتنا ہی کہتے ہو کہ مروی ہے یا مروی نہیں ہے، اور اسکی حافظوں نے
تصحیح کی ہے، یا اسے حسن کہا ہے، یا اسے ضعیف کہا ہے وغیرہ، اور مقام افتاء میں تمہیں
اسقدر کے سوا حلال نہیں ہے، تو اسکے ماسوا کو اُسکے اہل کیلیے بات چھوڑدو۔

لاتحسب المجد تمراً آکلہٗ لن تبلغ المجد حتی تلعق الصبرا

اسکے بعد چاروں مذہب کے ہر مقلد سے ایک انصاف آمیز بات

[حض]رت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک [م]یں تین طلاقیں ایک ہی قرار دیجاتی تھیں، اور سیدنا صدیقِ اکبر اور فاروق اعظم کی شروع [خ]لافت تک یہی طریقہ رہا۔ اب میں ہر طالب علم سے دریافت کرتا ہوں کہ اس حدیث کے اقتضاء کے بموجب اُس شخص کے بارے میں کیا فتویٰ دوگے جس نے اپنی زوجہ کو کہا "تجھے تین طلاقیں ہیں"۔ کیا وہ فقط ایک واقع ہوگی؟ اگر تم کہو ہاں! تو میں اس پر معارضہ کرونگا۔ اور اگر تم کہو نہیں! تو میں کہونگا، اس مسئلہ کو ایسا ہی سمجھو! اس تمام بحث وکلام سے یہی مقصود ہے کہ ہر حدیث جو صحیح مسلم میں ہو، یہ نہیں کہا جا سکتا کہ معارضہ کے باوجود، اسکا اقتضاء یہی ہے۔

## تیسرا مسلک و مذہب

تیسرا مسلک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آپ کے والدین کریمین کو زندہ فرمایا، یہاں تک کہ وہ آپ پر ایمان لائے۔ اس مسلک کی طرف محدثین وغیرہ کے اکابر کی جماعت مائل ہوئی ہے چنانچہ ان میں سے ابن شاہین (ابو حفص عمر بن شاہین بغدادی واعظ، المتوفی ۳۸۵ھ) اور حافظ ابو بکر خطیب بغدادی، سہیلی، قرطبی، المحب طبری، اور علامہ ناصر الدین ابن المنیر وغیرہ حفاظِ حدیث ہیں۔ ان حضرات کا استدلال اس مسلک میں یہ ہے، جسے ابن شاہین نے "الناسخ والمنسوخ" میں، خطیب بغدادی نے "السابق واللاحق" میں، اور دارقطنی وابن عساکر دونوں نے "غرائبِ مالک" میں بسندِ ضعیف سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "حجۃ الوداع" کا حج ہمارے ساتھ ادا فرمایا اُس وقت آپ نے ہمارے ساتھ "عقبۃ الحجون" پر گزر فرمایا اس حال میں کہ آپ مغموم ومحزون اور گریہ فرمارہے تھے۔ آپ نے نزول فرمایا اور میرے پاس سے طویل عرصہ تک دور رہے پھر جب آپ واپس تشریف لائے، تو خوش اور مسکرا رہے تھے۔ میں نے آپ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا میں نے اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کے پاس جاکر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ انہیں زندہ فرمادے، تو اللہ تعالیٰ نے انھیں زندہ فرمایا، پھر وہ مجھ پر ایمان لائیں اور اللہ تعالیٰ نے انھیں واپس کردیا"۔ محدثین کے نزدیک متفقہ طور پر یہ حدیث ضعیف ہے، بلکہ ایک نے یہ بھی کہا کہ یہ موضوع ہے۔ لیکن درست یہی ہے کہ یہ ضعیف ہے، موضوع نہیں ہے۔

اب میں اس حدیث کے بیان میں ایک ایک جز کھول کر مرتب کرتا ہوں۔

حضرت سہیلی "الروض الانف" میں سند کے ساتھ بیان کرکے فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

اس سند میں دو راوی مجہول ہیں، وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے دعا کی کہ والدین کریمین زندہ فرمادے، تو اس نے انھیں زندہ فرمایا، پھر وہ ایمان لائے، اور انکا انتقال ہو اسے بیان کرنے کے بعد سہیلی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے، اور اسکی قدرت رحمت سے کوئی چیز بعید نہیں ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسکے اہل ہیں کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے اپنے فضل سے انھیں مخصوص فرمائے اور اپنے کرم سے آپ پر جو چاہے انعام فرمائے اور حافظ قرطبی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ زندہ کرنے کی حدیث، اور استغفار سے ممانعت فرمانے کی حدیث کے درمیان کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ والدین کریمین کے زندہ کرنے والی حدیث، حدیث [illegible] سے بعد ہے۔ دلیل یہ ہے کہ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث حجۃ الوداع کی ہے۔ اس بنا پر ابن شاہین نے اس حدیث کو گزشتہ کی تمام حدیثوں کی جو اس بارے میں ہیں ناسخ قرار دیا ہے۔

اور علامہ ناصر الدین بن المنیر مالکی رحمۃ اللہ کتاب المقتفی فی شرف المصطفیٰ میں فرماتے ہیں کہ بلا شبہ ہمارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مُردوں کا زندہ کرنا ایسا ہی واقع ہے، جیسا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام سے واقع ہے۔ آخر میں یہانتک فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں کیلئے استغفار سے روکا گیا، تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ میرے والدین کو زندہ فرمادے چنانچہ حق تعالیٰ نے انھیں زندہ فرمایا اور ایمان لائے، پھر وہ ہمیشہ [illegible] مومن ہو کر دوبارہ انتقال فرماگئے۔

حافظ قرطبی فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل ہمیشہ مسلسل [illegible] آپ کے وصالِ مبارک تک برقرار رہے۔ لہٰذا یہ امر بھی آپ پر اللہ تعالیٰ کے [illegible] اکرام میں سے ہے۔ فرماتے ہیں انکا زندہ فرمانا اور ایمان لانا [illegible] یقیناً قرآن کریم [illegible] اسرائیل کے [illegible]

Marfat.com

وارد ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مُردوں کو زندہ کرتے تھے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر مُردوں کی ایک جماعت کو زندہ فرمایا فرماتے ہیں جبکہ یہ بات ثابت ہے، تو حضور کی کرامت و فضیلت سے کیا بعید ہے کہ والدینِ کریمین کو زندہ فرما کر ایمان سے نوازا ہو۔

اور حافظ فتح الدین ابنِ سید الناس رحمۃ اللہ اپنی کتاب "سیرت" میں قصہ احیاء او عذاب میں مروی شدہ احادیث کے ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ بعض اہل علم روایتوں کی جمع و تطبیق میں فرماتے ہیں، جنکا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مقاماتِ سنیہ میں درجات علیہ کی طرف عروج فرمانے والے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی رُوحِ مبارک کو اپنی طرف قبض فرمایا، اور [illegible] اس قرب کی کرامتوں سے آپ کو نوازا، اور آپ اس پر فائز المرام ہوئے۔ لہٰذا یہ بھی امر جائز ہے کہ یہ درجہ بھی اسکے بعد آپ کو حاصل ہوا ہو جبکہ پہلے نہ ہو، چونکہ احیاء و ایمان، سابقہ احادیث کے بعد و متأخر واقع ہے، تو اس میں کوئی تعارض واقع نہیں۔" انتہیٰ

بعض علماء اسطرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دایہ حلیمہ سعدیہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر لیجانے اور وہاں جو شواہد رونما ہوئے انکی وہ خبر دیتی ہوئی وقتِ و... یہ اشعار کہتی ہیں ؎

| | |
|---|---|
| ھذا جزاء الأم عن ارضائه | لکن جزاء الله عنه عظیم |
| وکذاک ارجو ان اکون لأمه | عن ذاک آمنة بده نعیم |
| ویکون احیاها الاله وآمنت | بمحمد فحدیثها معلوم |
| فلربما سعدت به ایضاً کما | سعدت به بعد الشقاء حلیم |

اور حافظ شمس الدین محمد بن ناصر الدین دمشقی (المتوفی ۸۴۲ھ) اپنی کتاب "مورد الصادی فی مولد الہادی" میں اس حدیث کو لانے کے بعد اپنے یہ اشعار قلمبند فرماتے ہیں ؎

Marfat.com

حیا اللّٰہ النبی مزید فضل ۔ علیٰ فضل وکان بہ رؤفا
فاحیا امّہ وکذا اباہ ۔ لایمان بہ فضلا لطیفا
فسلم فالقدیم بذا قدیر ۔ وان کان الحدیث بہ ضعیفا

مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فضیلت پر مزید فضیلت مرحمت فرمائی کیونکہ وہ آپ پر بہت مہربان ہے۔ لہٰذا آپ کی والدہ اور والد کو آپ پر ایمان لانے کے لیے زندہ فرمانا مزید لطف وفضل ہے، کیونکہ اُن کا اسلام لانا پہلے ہی سے مقدر تھا، اگرچہ یہ حدیث ضعیف ہے۔

**خاتمہ** علماء کی ایک جماعت کے نزدیک یہ مسالک ومذاہب قوی نہیں ہیں۔ اور صحیح مسلم کی وہ دونوں حدیثوں، اور انکے سوا دیگر حدیثوں کو بغیر تاویل وصعل اور ناسخ و منسوخ وغیرہ کہے، اپنے ظاہر پر باقی رکھتے ہیں۔ اسکے باوجود وہ کہتے ہیں کہ یہ کسی کیلیے جائز نہیں ہے کہ انکا ذکر کرے۔ حضرت سہیلی "الروض الانف" میں حدیثِ مسلم لانے کے بعد کہتے ہیں کہ ہمیں یہ حق نہیں ہے کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے بارے میں ایسا کہیں، کیونکہ حضور کا ارشاد ہے "لا تؤذوا الاحیاء بسبب الاموات" یعنی مُردوں کو بُرا کہکر زندوں کو ایذاء نہ دو۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ الآیہ | بیشک وہ لوگ جو اللہ و رسول کو ایذا دیتے ہیں۔

ائمۂ مالکیہ میں سے حضرت قاضی ابوبکر ابن العربی رحمۃ اللہ سے ایک شخص کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ کہتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین (معاذ اللہ) آگ میں ہیں۔ آپ نے فرمایا جو یہ کہتا ہے، وہ ملعون ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ فرماتے ہیں کہ اس سے بڑھکر حضور کو کوئی ایذاء پہنچانا نہیں ہے کہ وہ کہے آپکے آباء (معاذ اللہ) جہنم میں ہیں۔

اور کچھ علماء قول پنجم یعنی "توقف" کی طرف گئے ہیں۔

فاکہانی اپنی کتاب الفجر المنیر میں کہتے ہیں کہ حضور کے والد ...

Marfat.com

زیادہ جانتا ہے۔ اور الباجی "شرح موطا" میں فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے کہا ہے کسی کو یہ جائز نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو، یا کسی دوسرے کو فعلِ مباح سے ایذاء پہنچائے لیکن دوسرے لوگوں کو فعلِ مباح سے ایذاء رسانی جائز ہے نہ اسکی ممانعت ہے، اور نہ فاعل گنہگار ہوتا ہے، اگرچہ اس سے کسی دوسرے کو ایذاء پہنچتی ہو۔ اسی بناء پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے فرمایا جبکہ وہ ابوجہل کی بیٹی سے بھی نکاح کرنے کا ارادہ رکھتے تھے کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) میرے جسم کا ٹکڑا ہے، اور میں اُسے حرام قرار نہیں دیتا جسے اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ کے رسول کی بیٹی، اور دشمنِ خدا کی بیٹی ایک شخص کے نکاح میں کبھی جمع نہیں ہو سکتیں۔ لہٰذا اس مسئلہ میں بھی ویسا ہی حکم ہے، جیسا کہ یہاں ہے۔ اور یہ جائز نہیں ہے کہ فعلِ مباح سے حضور کو ایذاء پہنچائی جائے۔ اور اس پر انھوں نے اسی آیتِ کریمہ سے دلیل لی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ (الآیتین) اسلیے کہ مومن پر جائز ہے کہ اپنے کسی دوسرے کو بغیر قصد وارادہ کے ایذاء پہنچا سکتا ہے، لیکن مطلقاً ایذاء کسی طرح بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاصکر نہیں پہنچا سکتا۔" انتہیٰ **المسئلہ**:۔ مجھ سے خواہش ظاہر کی گئی کہ میں اس مسئلہ میں چند اشعار لکھکر اس تالیف کو ختم کردوں، چنانچہ میں کہتا ہوں ؎

ان الذی بعث النبی محمداً ⁂ انجی بہ الثقلین مما یجحف

(بقیہ اشعار اصل میں ملاحظہ کیجیے)

**اور حدیث** حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدینِ کریمین کے بارے میں ایک اور حدیث ہے، جسے امام بیہقی نے "شعب الایمان" میں نقل کرکے فرمایا، ہم سے روایت کی ابوالحسن بن بشران نے، اُن سے ابوجعفر رازی نے، اُن سے یحییٰ بن جعفر نے، اُن سے زید بن حباب نے، اُن سے یاسین بن معاذ نے، اُن سے عبداللہ بن بہید نے، اُن سے طلق بن علی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ اگر میں اپنے والدین کو یا ان میں سے ایک کو اس حال میں پاؤں کہ میں نمازِ عشاء ادا کر رہا ہوں، اور اس میں

Marfat.com

سورۂ فاتحہ کو پڑھ رہا ہوں، اُسوقت وہ پکار [illegible] محمد [illegible]
کہوں لَبَّیْکَ یعنی حاضر ہوں"۔ [illegible] ہیں کر یا ستیں۔

**فائدہ** [illegible] "تاریخ مکہ" میں [illegible] بیان کی گئی ہے
[illegible] بن عمران کا [illegible] عاصم [illegible] وہ کہتے ہیں کہ جب
غزوۂ اُحد میں نبی کریم صلی اللہ [illegible] تھا، تو ہم مقام ابواء میں
اُترے، تو ہندہ بنتِ عتبہ نے [illegible] کہا، کاش! میں احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قبر کو ملیا میٹ کر سکتی! کیونکہ اُنکی قبر ابواء میں ہے۔ لہٰذا تم میں سے جو بھی کوئی ایسا کرکے مجھے خوش کریگا، میں اُس کی ہر خواہش کو پورا کر دوں گی۔
پھر اسکا ذکر ابوسفیان نے [illegible] کیا، تو قریش نے کہا ہم پر یہ دروازہ نہ کھولو ورنہ اِسوقت بنی بکر ہمارے [illegible] مُردوں کی قبریں کھود ڈالینگے۔

**ایک اور فائدہ** حضرتِ عبداللہ رضی اللہ عنہ والد ماجد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ چند اشعار ہیں، جنکو الصالح السعدی نے اپنے "تذکرہ" میں بیان کیا ہے ؎

لقد حکم السادرون فی کل بلدۃ ۔۔۔ بان لنا فضلا علی سادۃ الارض
وان ابی ذو المجد والسودد الذی ۔۔۔ یشار به مابین [illegible] الی حفض
وجدی وآباء له ابلوا العلی ۔۔۔ [illegible] الاعراف والحسب المحض

بقیہ حاشیہ از صفحہ ۱۴۱ [illegible] زمانۂ [illegible] میں دستور تھا کہ جو ادمی [illegible]
[illegible] کان [illegible] پھر [illegible]
جب [illegible] تو [illegible]
[illegible]
[illegible] چلتی تو اگر [illegible]
[illegible] تو کہتے [illegible]
[illegible]

Marfat.com

# مختصر تذکرہ مؤلف رحمہ اللہ

الشیخ الامام، العالم العلامہ ... جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر کمال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ ... تعالیٰ برکاتہا بوجہ جنتہ اپنی کتاب "حسن المحاضرہ" کے ... الش ماہ رجب ۸۴۹ھ کی چاندرات کو ہوئی، اور میری زندگی ... حضرت شیخ محمد مجذوب نے فرمائی جو اکابر اولیاء میں سے مشہد شریف کے قریب کے رہنے والے تھے انھوں نے میری تربیت فرمائی ہونکہ میں یتیم ہی پیدا ہوا تھا۔ پھر آٹھ سال کی عمر میں قرآنِ کریم کو حفظ کیا، اور ۸۶۴ھ کے شروع میں علمِ دین کی تحصیل میں مشغول ہو گیا، اور ۸۶۶ھ ... کی تحصیل سے فارغ ہو کر سندِ فراغت حاصل کی۔ اور اسی سن میں میں نے سب ... تالیف "شرح الاستعاذہ والبسملہ" مرتب کی، اور اسے اپنے استاذ شیخ الاسلام علم الدین بلقینی کی خدمت میں پیش کردی انھوں نے اس پر تقریظ تحریر فرمائی۔ اسکے بعد آخر عمر تک فقہ کی خدمت میں ہمیشہ مشغول رہا۔ حضرت علامہ موصوف بیان فرماتے ہیں کہ میں چار سال تک اپنے اُستاذ الامام العلامہ تقی الدین شبلی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر حدیث و عربی کو حاصل کیا۔ انھوں نے میرے لیے "شرح الفیہ ابن مالک" اور "جمع الجوامع" اور عربی زبان پر میری دیگر تالیفات پر تقریظیں لکھیں ... عربی زبان کے علوم و اصول میں انھوں گواہ آگے بڑھایا۔ اور صرف میرے عرض کرنے ... اپنے قول سے رجوع فرمالیا میں اُنکے وصال تک اُنکی خدمت سے جدا نہ ہوا، رحمۃ اللہ علیہ

پھر میں نے استاذ علامہ اُستاذ الوجود محی الدین کافیجی رحمۃ اللہ کی خدمت میں چودہ ۱۴ سال تک حاضری دی ... اُن سے تفسیر ... وغیرہ علوم کو حاصل کیا اور ... اجازت عطا فرمائی۔ اسکے بعد تصنیف کا سلسلہ شروع کردیا اور ... تک پہنچ گیا ہے۔ ... ہے ... اُن سے رجوع کرلیا ہے

Marfat.com

بحمداللہ تعالیٰ میں نے بکثرت شہروں کا سفر کیا، شام و حجاز ...
عرب کی سیر کی۔ اور جب میں نے حج کیا، تو خوب ... ہو کر آب زمزم پیا ...
کہ میں ... کچھ کہا ہے، وہ تحدیثِ نعمت کے طریقہ پر ہے، نہ کہ فخر و مباہات ...
اور اگر میں چاہوں، تو ہر مسئلہ پر مستقل ایسی تصنیف کر سکتا ہوں، جو اقوالِ ...
قیاسیہ اور اعتراض و جواب ... سے ... لیکن میں اس پر اللہ تعالیٰ کے فضل ...
نہ کہ اپنی قوت و طاقت سے قادر ہوں۔ انتہیٰ ملخصاً ——— اسکے بعد مصنف ...
اپنی تصانیف و تالیفات کی فہرست تین صفحوں میں شمار کرائی ہے۔

اور خیر الدین زرکلی قاموس کی چوتھی جلد میں تراجم الاعلام کے ... میں لکھتے
علامہ جلال الدین سیوطی ... ۸۴۹ – ۹۱۱ھ / ۱۴۴۵ – ۱۵۰۵ء) کا نام عبدالرحمٰن بن ...
بن محمد بن سابق الدین خضیری سیوطی ہے۔ علامہ جلال الدین، امام، حافظ، مورخ ...
تھے، انکی ... سو تصنیفات ہیں، جن میں سے کچھ تو بڑی ضخیم کتابیں ہیں، اور کچھ ...
قاہرہ میں یتیم پیدا ... بھی انکی پانچ سال کی عمر میں انتقال ...
اور جب چالیس ... سے کنارہ کشی اختیار کر لی، اور ...
روضۃ المقیاس ... ہو گئے، ... نے تمام ساتھیوں کو ایسا چھوڑا گویا ...
کسی کو جانتے ... بہت سی کتابیں تالیف کیں۔ اور ...
و امراء انکی زیارت ... ہدایا پیش کرتے ...
سلطان نے انھیں کئی مرتبہ بلایا، مگر انھوں نے حاضر ہونے سے انکار کر ...
بھیجے، انھیں بھی واپس کر دیا، اور اسی حال میں انھوں نے ۹۱۱ھ ...
انتقال فرمایا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

یہ کتاب بھی آپ کی بے نظیر تالیف ہے ... اس کتاب ...
نو رسالے ... میں چھ رسالے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ ...
رضی اللہ ... مسالک میں ... بعد حیات ...
امام ... اللہ تعالیٰ علیہ ...

Marfat.com

Marfat.com

مجدد ملت اعلیٰ حضرت امام اہل سنت
جناب حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب
قادری رحمۃ اللہ علیہ

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار (ابن ماجہ)

بالطاف عالیہ
تاج العلماء حضرت علامہ مولانا
مفتی محمد عمر صاحب نعیمی محدث

# ہفت روزہ
# سواد اعظم

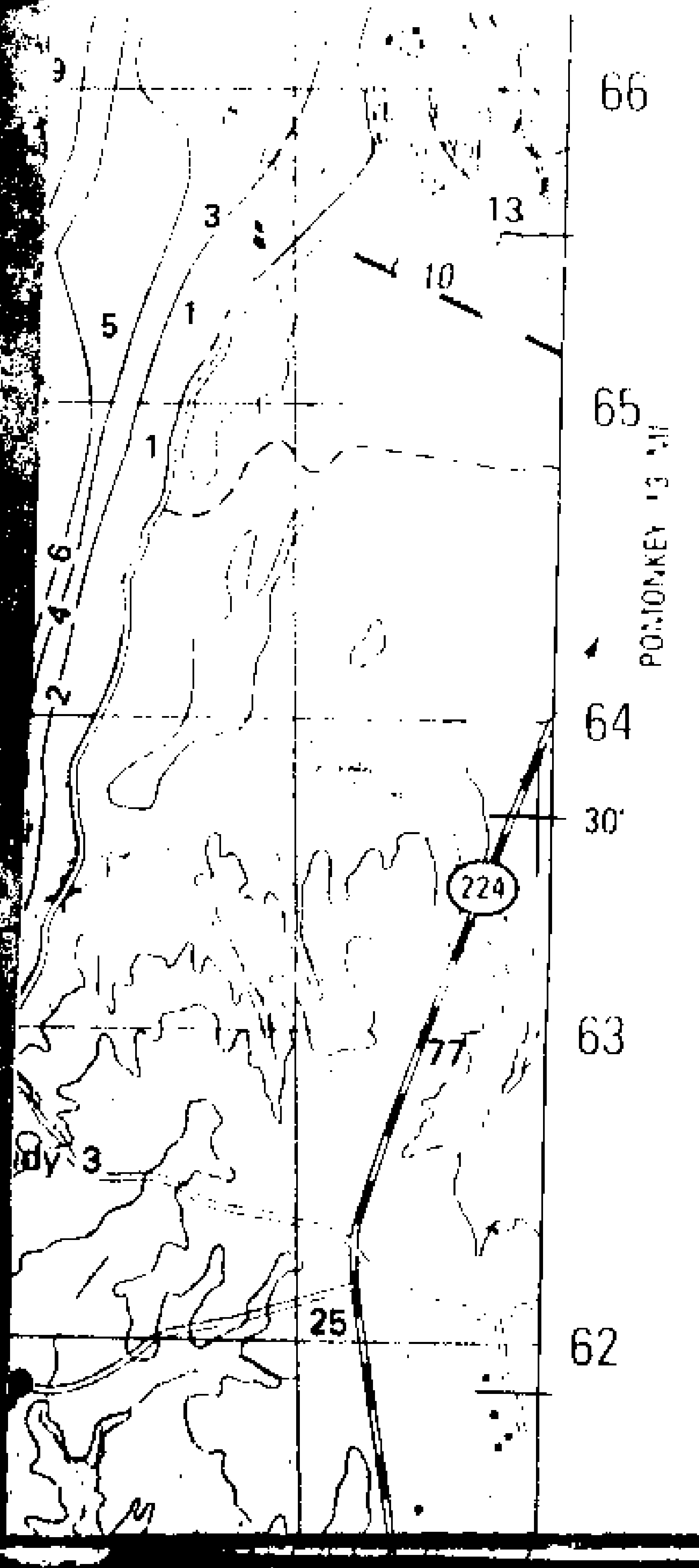


GUN POSITIONS

| | | |
|---|---|---|
| GP 31 | 767694 | 13 |
| GP 38 | 765714 | 13 |
| GP 44 | 777713 | 9A |

RANGES

| | | |
|---|---|---|
| R-3A | 856648 | 7B |
| R-3B | 860641 | 7B |
| R-4 | 840647 | 7B |
| R-5 | 815654 | 9C |
| R-5A | 812650 | 9C |
| R-6 | 797656 | 9C |
| R-7 | 792664 | 9B |
| R-8 | 775687 | 9B |
| R-8A | 779696 | 9A |
| R-9 | 778722 | 14B |
| R-9A (ATTR) | 784724 | 14B |
| R-10 | 783701 | 9A |
| R-11 | 796728 | 15A |
| R-12 | 834740 | 11A |
| R-14 | 879731 | 12B |
| R-14B | 878732 | 12A |
| R-14C | 877733 | 12A |
| R-14D | 875735 | 12A |
| R-14E | 872737 | 12A |
| R-14F | 871738 | 12A |
| R-15 | 791711 | 9A |

MESS AREAS

| | | |
|---|---|---|
| MA-7 | 773693 | 9B |
| MA-8 | 788767 | 17A |
| MA-9 | | |

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com